HEROIC FAITH

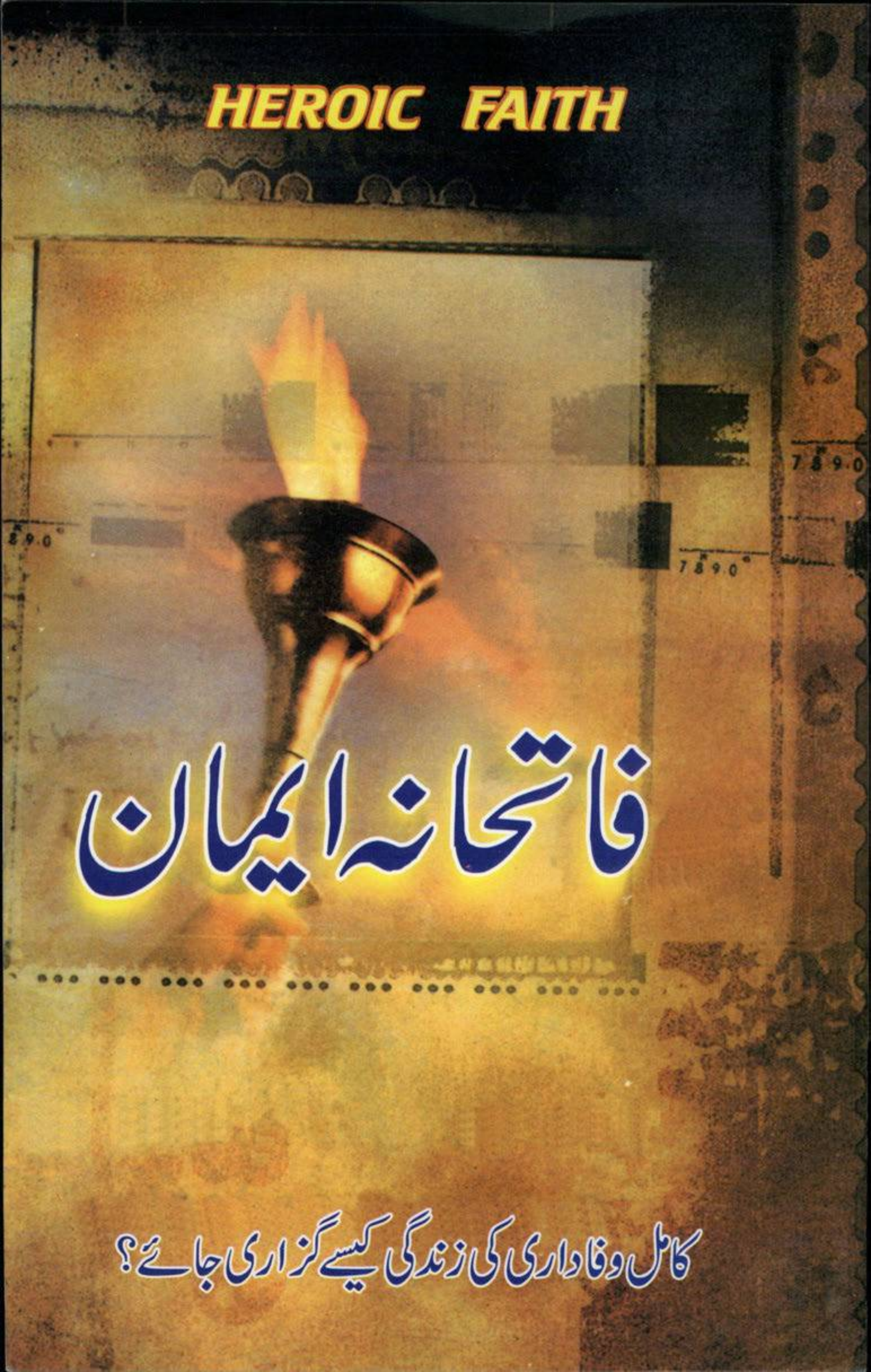

فاتحانہ ایمان

کامل وفاداری کی زندگی کیسے گزاری جائے؟

فاتحانہ ایمان

دی وائس آف دی مارٹیرز

Heroic Faith

Urdu Edition

Copyright 2015 Voice Media

info@VM1.global
Web home: www.VM1.global

All rights reserved. No part of the publication may be reproduced, distributed or transmitted in any form or by any means, including photocopying, recording, or other electronic, or mechanical methods, without the prior written permission of the publisher, except in the case of brief quotations embodied in critical reviews and certain other noncommercial uses permitted by copyright law. For permission requests, email the publisher, addressed "Attention: Permission Coordinator," at the address above.

This publication **may not be sold, and is for free distribution** only.

اِنتساب

یہ کتاب اُن فتح مند ایمانداروں کے نام منسوب ہے جو ہم سے پہلے گزرے اور ہمارے راہنماء ہوئے اور جنہوں نے اپنی زندگی سے ہمیں فتح مند ایمان کی خصوصیات دکھائیں۔ اپنی زندگی کے مشکل ترین ایام کا سامنا کرتے ہوئے بھی وہ ہمارے لئے گواہیوں کے بادل کی مانند بنے تاکہ ہم اپنی دوڑ کو صبر سے دوڑیں۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-1	فتح مند ایمان	5
-2	اظہار تشکر	6
-3	تعارف	7
-4	ابدی تناظر مستقبل پر مرکوز	17
-5	خدا پر بھروسہ	36
-6	خدا کے کلام کی محبت	53
-7	ہمت دوسری سوچ رکھے بغیر	73
-8	برداشت لمبا گھسیٹنے کا عمل	89
-9	فرمانبرداری زندگی کی ایک راہ	108
-10	خود کو ضابطہ میں رکھنا	128
-11	محبت ایک سورما کی بلندی	146
-12	جائے پناہ پر رفاقت وشراکت	167

فتح مند ایمان

فتح مند ایمان ایک عام آدمی کے وعدہ کی مانند نہیں ہے
جس کی قدر روپے پیسے سے ناپی جا سکے
یا جسے اپنے بٹوہ یا پرس میں رکھا جا سکے
اس سے مراد اپنے گلے میں صلیب پہننا
اور نہ ہی اپنے بازو پر مسیح کا نام کندہ کروانا
بلکہ فتح مند ایمان وہ ہے جس کے وسیلہ
آپ زندگی کے ہر قسم کے حالات میں
روشنی اور رنگ اور خوشی حاصل کرتے ہیں
یہ ایسا ایمان ہے جس کے وسیلہ سے
مسیح کے شاگرد اپنی جان
قربان کرنے کیلئے تیار تھے

گریگ اسماکوپولس کی نظم کا اُردو ترجمہ

By Greg Asimakoupoulos

ہم شکر گزار ہیں:

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھ میں ہے، بہت سے لوگوں کی کئی گھنٹوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ ان سب لوگوں نے اس اُمید پر یہ سب کام کیا ہے کہ اس کے وسیلہ سے آپ کے اندر ہمارے منجی مسیح خداوند کی خدمت کی تڑپ پیدا ہوگی۔ اس کتاب کی تیاری میں بہت سے لوگوں کی خدمت کو تسلیم کرنے اور ان کا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم خاص طور پر گریگ اسما کو پولس کے شکر گزار ہیں جو کہ اس کتاب کے زیادہ تر حصے کے مصنف ہیں۔ انہوں نے بہت محنت سے اس کتاب کو یہ شکل دی تا کہ یہ ایذا رسانی کا شکار ہمارے بہن بھائیوں کا اصل پیغام ہم تک پہنچا سکے۔ ہم شکر گزار ہیں مارک سوینی اور ان کی ساری ٹیم کے جو ڈبلیو پیلسنگ گروپ میں کام کرتے ہیں۔ ہم ایذا رسانی کا شکار کلیسیاؤں کے اس پیغام کو ہم تک پہنچانے میں حصہ دار بننے کیلئے ان کے شکر گزار ہیں۔

ہم گریک ڈائکیل کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے دن رات محنت کر کے اس کام کو کتابی شکل دی تا کہ پڑھنے والوں تک ہمارا وہ جذبہ پہنچایا جا سکے جس کے تحت ہم اپنے بہن بھائیوں کی جو کہ غیر مسیحی ممالک میں اپنے ایمان کی وجہ سے دُکھ کا شکار ہیں مدد کیلئے تیار ہوئے۔ ڈیو وریمیں اور اُن کی ٹیم نے بڑے ماہرانہ طریقے سے اس کتاب کو ٹائپ کیا اور مناسب تدوین کی۔ اس کے لئے ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔ سٹیو کلیری اور ٹوڈ ٹیٹلٹن کا بھی شکریہ جنہوں نے ''شہیدوں کی آواز'' کی طرف سے اس کتاب کی پرنٹنگ کے سارے کام کی نگرانی کی۔ اس کے علاوہ بہت سے دوست جنہوں نے اپنے مشوروں اور خیالات سے ہمیں نوازا کہ اس کتاب کو یہ شکل دی جا سکے جواب ہے۔ ہم ان کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ آخر میں ہم خدائے بزرگ و برتر کے شکر گزار ہیں جس نے ہمیں یہ خدمت اور بلاہٹ بخشی کہ اس کے جلال کیلئے یہ کتاب تیار کی جائے۔ ہم اُن بہت سے بہنوں اور بھائیوں کے بھی شکر گزار ہیں جن کی زندگیاں فتح مند ایمان کی زندہ مثال ہیں جو پوری دنیا میں مشکل ترین حالات کا سامنا کرتے ہوئے بھی مسیح کی خدمت کر رہے ہیں۔

(ٹام وائٹ۔ یو۔ ایس۔ اے ڈائریکٹر وائس آف دی مارٹیرز)

تعارف

عبرانیوں کے خط کے باب 11 اور 12 سے اقتباسات:

اب ایمان اُمید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اَندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے کیونکہ اُسی کی بابت بزرگوں کے حق میں اچھی گواہی دی گئی (11:1-2)

یہ سب ایمان کی حالت میں مَرے اور وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائیں مگر دور ہی سے انہیں دیکھ کر خوش ہوئے اور اقرار کیا کہ ہم زمین پر پردیسی اور مسافر ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اپنے وطن کی تلاش میں ہیں اور جس ملک سے وہ نکل آئے تھے اگر اُس کا خیال کرتے تو انہیں واپس جانے کا موقع تھا۔ مگر حقیقت میں وہ ایک بہتر یعنی آسمانی ملک کے مشتاق تھے۔ اسی لئے خدا اُس سے یعنی اُن کا خُدا کہلانے سے شرمایا نہیں چنانچہ اُس نے ان کیلئے ایک شہر تیار کیا۔ (11:13-16)

اب اور کیا ہوں؟ اتنی ضرورت کہاں کہ جدعون اور برق اور سمسون اور افتاہ اور داؤد اور سموئیل اور اَور نبیوں کا احوال بیان کروں۔ انہوں نے ایمان ہی کے سبب سے سلطنتوں کو مغلوب کیا۔ راستبازی کے کام کئے۔ وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ شیروں کے منہ بند کئے۔ آگ کی تیزی کو بُجھایا۔ تلوار کی دھار سے بچ نکلے۔ کمزوری میں زور آور ہوئے۔ لڑائی میں بہادر بنے۔ غیروں کی فوجوں کو بھگا دیا۔ عورتوں نے اپنے مُردوں کو پھر زندہ پایا۔ بعض مار کھاتے کھاتے مر گئے مگر رہائی منظور نہ کی تا کہ اُنکو بہتر قیامت نصیب ہو۔ بعض ٹھٹوں میں اُڑائے جانے اور کوڑے کھانے بلکہ زنجیروں میں باندھے جانے اور قید میں پڑنے سے آزمائے گئے۔ سنگسار کئے گئے۔ آرے

سے چیرے گئے آزمائش میں پڑے۔تلوار سے مارے گئے۔ بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے محتاجی میں مصیبت میں بدسلوکی کی حالت میں مارے پھرے۔ دُنیا اُنکے لائق نہ تھی۔ وہ جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں اور زمین کے گھڑوں میں آوارہ پھرا کئے۔اور اگرچہ ان سب کے حق میں ایمان کے سبب سے اچھی گواہی دی گئی تو بھی انہیں وعدہ کی ہوئی چیز نہ ملی۔اس لئے کہ خُدا نے پیش بینی کر کے ہمارے لئے کوئی بہتر چیز تجویز کی تھی تا کہ وہ ہمارے بغیر کامل نہ کئے جائیں۔ (40-32:11)

پس جبکہ گواہیوں کا ایک ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے تو آؤ ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اُس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے اُلجھا لیتا ہے دور کر کے اُس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش ہے۔اور ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں جس نے اُس خوشی کیلئے جو اُس کی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پرواہ نہ کر کے صلیب کا دُکھ سہا اور خُدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ پس اُس پر غور کرو جس نے اپنے حق میں بُرائی کرنے والے گنہگاروں کی اِس قدر مخالفت کو برداشت کیا تا کہ تم بے دل ہو کر ہمت نہ ہارو(3-1:12)

ایئر کنڈیشنر کی ٹھنڈک میں زندگی گزارنے ''اچھی زندگی'' کے لوازمات سے گھرے ہونے اور مذہبی آزادی کی تازہ ہوا لینے کے سبب ہمارے لیے اپنے ملک کے سرحد پار بہت سی حقیقتوں سے لاتعلق ہونا اور ان سے ناطہ توڑنا آسان ہو جاتا ہے۔ مزید برآں دہشت گردی، ایذا رسانی، اذیتوں اور دیگر مظالم کی رپورٹیں بہت دور کی رپورٹیں معلوم ہوتی ہیں اور ہماری توجہ اپنی طرف شاذ و نادر ہی مبذول کراتی ہیں۔ اپنے خاندانی، کلیسیائی اور علاقائی معاملات میں اس قدر الجھے ہونے کے باعث ہمارے لئے یہ مشکل ہوتا ہے کہ ہم اپنے مصروف ترین شیڈول سے آگے کسی چیز پر توجہ کر سکیں۔ بالخصوص دنیا کے دوسرے کونہ میں ہونے والے واقعات پر جو ہمارے روزمرہ کے معاملات سے کافی دور معلوم ہوتے ہیں۔

ایک اور بات یہ کہ کسی خبرداری کے بغیر اخبارات کی خوفناک شہ سرخیاں ہمارے شعور پر حملہ آور ہوتی ہیں مثلاً مشرق وسطیٰ کی جنگ، افریقہ میں قبائلی لڑائی، یورپ میں نسل کشی، دہشت گردوں کے منصوبے، مصیبت میں پھنسے ہوئے مسیحیوں کے بارے میں شہ سرخیاں، برائی اور حقیقت کے مدمقابل لایا جاتا ہے جب ہماری آگاہی بڑھتی ہے اور ہم ظلم کے شکار لوگوں کو دیکھتے ہیں تو ہماری تن آسانی فوراً غم، غصہ اور عالمی آگاہی میں بدل جاتی ہے اور ہمارے دل میں بچ جانے والوں، بچانے والوں اور ان پیچیدہ حالات کے سورماؤں کیلئے ایک نیا احترام اجاگر ہوتا ہے۔

اگرچہ عالمی واقعات کی خبریں ہمیں سورماؤں کے نئے احساس کے لئے بیدار کر سکتی ہیں مگر پوری دنیا میں اور پوری تاریخ میں سفر ہمارے احساسات کو اس سے بھی زیادہ بیدار کر سکتا ہے۔ دنیا ایک اور قسم کے ہیرو (سورما) یعنی روحانی سورما کو جانتی ہے۔ دو ہزار سالوں سے ایمان کے سورماؤں نے محض مسیح کے ساتھ وفاداری کے سبب ہولناک مصیبتیں سہی ہیں انہوں نے خوشی سے خداوند کے ساتھ وفاداری کی بھاری لاگت چکانا پسند کیا

بجائے اس کے کہ وہ ثقافتی سمجھوتہ کا شکار ہوتے۔

عبرانیوں کا گیارہواں باب ان سورماؤں کے بارے میں بیان کرتا ہے جو گواہوں کا بادل تشکیل دیتے ہیں۔ یہ بادل نوحؔ، ابرہامؔ، سارہؔ، موسیٰؔ، راحبؔ، جدعونؔ، سموئیلؔ اور داؤدؔ پر مشتمل ہے اور حتیٰ کہ دیگر بہت سے ایسے ہیں جن کے نام بیان نہیں کئے گئے۔ عبرانیوں کا منصف ان لوگوں کے سورما ایمان کا تذکرہ کرتا ہے جنہوں نے سلطنتوں کو مغلوب کیا۔ (یشوع)

جنہوں نے شیروں کے منہ بند کئے۔ (دانی ایلؔ)

جنہوں نے آگ کی تیزی کو بجھایا۔ (سدرکؔ، میسکؔ اور عبدنجوؔ)

جو تلوار کی دھار سے بچ نکلے۔ (آسترؔ)

جو کمزوری میں زور آور ہوئے۔ (شمعون پطرسؔ اور نیکدیمسؔ)

جن عورتوں نے اپنے مُردوں کو پھر زندہ پایا۔ (مریمؔ اور مرتھاؔ)

جو مار کھاتے کھاتے مر گئے مگر رہائی منظور نہ کی۔ (ستفنسؔ)

جنہوں نے ٹھٹھے اور کوڑے سہے۔ (پولسؔ اور سیلاسؔ)

جو زنجیروں میں باندھے اور قید میں ڈالے گئے۔ (پولسؔ اور یوحنا)

بہت سے اور سورماؤں کا ذکر کیا گیا ہے جو مقدس تاریخ کے اوراق میں حاشیہ کی طرح درج کئے گئے ہیں۔ یہ ہزاروں ایماندار وہ لوگ ہیں جن کے نام کلام مقدس میں لکھے نہیں ملتے مگر انہیں سنگسار کیا گیا یا آرے سے چیرا گیا یا وہ بادشاہوں کی تلوار سے مارے گئے یا وہ بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے محتاجی میں، مصیبت میں، بدسلوکی کی حالت میں مارے مارے پھرے۔

ملاحظہ کیجئے کہ عبرانیوں کا مصنف ان سورماؤں کی جماعت کے بارے میں کیا کہتا

ہے ''دنیا اُن کے لائق نہ تھی'' کیا یہ عظیم بات نہیں ہے۔ یہ لوگ اپنی دلیری اور اپنے ایمان کے سبب ممتاز تھے۔ مگر ان کی قدر نہ کی گئی کیونکہ انہیں پہچانا نہیں گیا۔ جن لوگوں نے انہیں زنجیروں میں ڈالا یا موت کے گھاٹ اتارا انہیں ذرہ بھر بھی ان کے بارے میں احساس نہیں تھا۔ جہاں تک ایذا دینے والوں کا تعلق ہے خدا پرست لوگ ان کے نزدیک جینے کے لائق نہ تھے مگر حقیقت میں دنیا ان کے لائق نہ تھی اور ان کی موجودگی کی مستحق ہونے کیلئے اس نے کچھ نہ کیا۔ پھر بھی عبرانیوں 11 باب میں پائی جانے والی ایمان کے سورماؤں کی فہرست نہ ختم ہونے والی ہے۔ بے شک وہ سورما ایمان رکھتے تھے مگر صرف وہی نہیں ہیں جن کے بارے میں ہم کہہ سکیں کہ صرف ان کا ایمان ہی سورماؤں والا ایمان تھا۔ Hippo کے آگسٹس کا بھی ایمان یہی تھا۔ Claurvaun کے برنارڈ کا بھی یہی ایمان تھا۔ جان وکلف کا نام بھی اس فہرست میں شامل کیجئے اور مارٹن لوتھر، آئزک واٹس، جارج موئیلر، ایمی کارمائیکل اور آزولڈ چیمبرز کو بھی نہ بھولیے۔

Erick اور Evie Barendsen کا شمار اسی فہرست میں ہوتا ہے۔ اس امریکی مشنری جوڑے نے کابل میں ایک انتہائی سادہ گھر میں اپنے فاتحانہ ایمان کی زندگی گزاری۔ ان کی تڑپ یہ تھی کہ وہ محض لوگوں کی خدمت کرنے کے ذریعہ ایک ہی قوم میں یسوع کی موجودگی بنیں۔ افغانی باشندے اور مسیحی یکساں طور پر کئی میلوں سے چل کر ان کے پاس آتے تھے۔ انہیں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں ان سے مالی مدد یا دوائی ملے گی۔ مگر کابل میں سبھی لوگ اس جوڑے کے مشن سے خوش نہ تھے اور یوں ان کی بالواسطہ بشارت کی مخالفت بڑھتی گئی۔

جب یہ مشنری جوڑا اور ان کے دو بچے (ایک کی عمر پانچ سال اور دوسرے کی عمر تین سال تھی) 1980ء میں ایک مختصر وقت کیلئے امریکہ آئے تو ان کے دوست اور رشتہ داران

سے یہ سن کر حیران رہ گئے کہ وہ کابل واپس جانے کیلئے کس قدر پرجوش ہیں۔انہوں نے ان سے کہا کہ ''تم واپس کیسے جا سکتے ہو؟ کیا واپس جانا خطرناک نہیں ہوگا؟''۔

Evie نے جواب دیا کہ ''میں صرف ایک خطرہ سے آشنا ہوں واحد خطرہ خدا کی مرضی کے مرکز سے باہر ہونا ہے''۔

چار افراد پر مشتمل یہ خاندان جب افغانستان واپس گیا تو چند افغانی باشندوں نے چاقو لہراتے ہوئے Erick اور Evie کے گھر پر دھاوا بول کر انہیں قتل کر ڈالا۔اس مشنری جوڑے کے گھر کا عارضی ہسپتال ہونا اور مسیحیوں کیلئے جمع ہونے کا مقام ہونا قاتلوں کیلئے ناقابل برداشت تھا۔اس خونی حملہ کے باوجود پیچھے رہ جانے والے صرف دو یتیم بچے نہیں تھے بلکہ ایک درپردہ کلیسیا بڑھتی گئی۔

زیادہ تر امکان اس بات کا ہے کہ اس سے پہلے آپ نے اس مشنری جوڑے کے بارے میں نہ تو سنا ہوگا اور نہ پڑھا ہوگا اور Johannes Jon, Pastor Im, Nijole Sadunautae, Manlahari Nicolai Moldavae اور Link Dao, Lugajanu کے نام تو مکمل طور پر اجنبی معلوم ہوتے ہیں۔مگر ایذا رسیدہ کلیسیا کے یہ مردوخواتین ان عام مسیحیوں کی قوی مثال ہیں جو اپنے غیر معمولی ایمان کی بدولت ممتاز ہیں۔وہ حقیقی سورما ہیں اور وہ ایمان کی ان نشستوں کو پورا کرنے میں مدد دیں گے جنہیں عبرانیوں میں بیان کیا گیا ہے۔

جب آپ عبرانیوں 11 باب کی چالیس آیات پڑھنے کے بعد عبرانیوں 12 باب کی پہلی آیت تک پہنچتے ہیں تو آپ کے ذہن میں اور کون کون سے سورماؤں کا نام آتا ہے؟ وہ کون سے مردوخواتین ہیں جن کے ذاتی اثر یا نمونہ کی بدولت آپ یہ سوچتے ہیں کہ وہ آسمانی مقاموں پر بیٹھنے کے مستحق ہیں۔

جب آپ اس سوال کا جواب دینے پر غور کرتے ہیں تو دو اور سوالوں پر بھی غور کیجئے۔ سورما ایمان کس بات میں عام ہلکے پھلکے ایمان سے مختلف ہے؟ ان لوگوں کی کون سی ایسی صفات ہیں جن کی مانند آپ بننا چاہتے ہیں؟ جب ہم سینکڑوں مسیحی شہدا اور دیگر ایذا رسیدہ ایمانداروں پر قریب سے نظر کرتے ہیں تو ہمیں ان میں کئی امتیازی خصوصیات نظر آتی ہیں۔ اگر آپ خود انکی زندگیوں کا جائزہ لیں تو آپکو ان میں یہی درج ذیل آٹھ خوبیاں نظر آئیں گی۔

1-وہ ابدی تناظر سے قوت پاتے ہیں

سورما ایمان والے لوگ اس دنیا سے آگے ابدی حقیقتوں پر نظر کرتے ہیں۔ ایک لمحہ اور اس دنیا کیلئے جینے کی بجائے وہ اگلی دنیا کو دیکھتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ یہ زندگی سب کچھ نہیں ہے۔

2-وہ خدا پر نا قابل وضاحت انحصار کرتے ہیں

یہ خوبی بنیادی طور پر ایک ایسی زندگی میں نظر آتی ہے جو دعا میں بندھی ہوتی ہے جن لوگوں کا ایمان سورما ہوتا ہے وہ خدا سے ایسے باتیں کرتے ہیں کہ گویا وہ اسے جانتے ہیں اور وہ واقعی خدا کو جانتے ہیں اور چونکہ وہ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ان کی سنتا ہے اسلئے انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔

3-وہ خدا کے کلام سے پیار کرتے ہیں

انہیں اس کا پڑھنا' اس کا مطالعہ کرنا اور اس کی منادی سننا حد درجہ تک پسند ہوتا ہے۔ لازمی نہیں کہ ہر وہ شخص جس کی بائبل کے کونے مڑے تڑے ہوں ایمان کا سورما ہو مگر یہ امکان ضرور ہے کہ ان سب کی بائبلیں بہت استعمال اور خستہ حالت میں ہوتی ہیں جو ایمان کے سورما ہوتے ہیں۔

4-وہ انتہائی باہمت ہوتے ہیں

جب وقت آتا ہے کہ انہیں اس چیز کے لیے کھڑا ہونے کی ضرورت ہوتی ہے جس پر ان کا ایمان ہوتا ہے تو وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنا پسند نہیں کرتے ان لوگوں میں سورماؤں والی دلیری پائی جاتی ہے جو خدا کے کلام پر ان کے انحصار اور اس سے پیار میں سے نکلتی ہے۔

5-وہ اس چیز کی زندہ مثال ہیں کہ برداشت کرنا کیا معنی رکھتا ہے

وہ راہ فرار کے تصور سے آشنا نہیں ہوتے۔ چونکہ ایمان کے سورما زندگی کو ایک لمبے فاصلہ کی دوڑ کے طور پر لیتے ہیں ان کیلئے رفتار سکت اور قوت برداشت اہم نہیں ہوتی۔

6-وہ فرمانبرداری کو بہت سنجیدگی سے لیتے ہیں

خدا کو خوش کرنا لوگوں کی نہ ختم ہونے والی توقعات کو پورا کرنے سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ سورما ایمان والے شاگرد اس کام کو کرنے میں خوشی پاتے ہیں جسکی خدا آرزو کرتا ہے۔

7-انہیں خود پر انتہائی ضبط ہوتا ہے

جو مرد اور عورتیں ہم باقیوں کیلئے سورماؤں کی مثالیں ہیں وہ اتنے ظلم کا نشانہ نہیں ہوتے جتنے وہ فاتح ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ حالات کی پکار کیا ہے اور پھر وہ اسکے مطابق کام کرتے ہیں اگرچہ اس کیلئے انہیں اپنی جانوں کا نذرانہ کیوں نہ دینا پڑے۔

8-ان کا خاصہ واضح طور پر محبت ہے

ان کی آنکھیں جھوٹ نہیں بولتیں۔ ان کا چہرہ یخ بستہ کمرہ کو گرم کر سکتا ہے۔ جن کا ایمان سورما ہوتا ہے وہ دوسرے لوگوں کی صحیح طرح سے نگہداشت کرتے ہیں اور ان کے اعمال اس چیز کو ثابت کرتے ہیں ہم اسے ''سرگرم ایمان'' کا نام دے سکتے ہیں۔

سورما مسیحی عام لوگوں کی نسبت غیر معمولی معلوم ہوتے ہیں مگر وہ غیر معمولی نہیں ہوتے لیکن پھر بھی ان کے ایمان میں ایک ایسی خوبی پائی جاتی ہے جو ہمیں زیادہ سے زیادہ ان کی مانند بننے کی تحریک دیتی ہے۔ درج بالا اہم ترین اقدار کو اپنے اندر جذب کرنے کے ذریعہ انہوں نے ترقی اور بڑھوتری کی ایسی اہلیت پائی ہے جسے وہ بصورت دیگر حاصل نہ کر سکتے تھے۔

اس کتاب میں ان آٹھ خوبیوں کا کچھ تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ ہر باب ایک خوبی کیلئے وقف کیا گیا ہے اور ایمان کے سورماؤں کی مثالوں سے مزین ہے۔ ہم ایذا رسیدہ کلیسیا کے ایمانداروں پر خصوصی توجہ دیں گے جن کے حالات ہمیں تحریک اور چیلنج دیتے ہیں مثلاً شیراز جو پاکستان میں ایک بائبل کالج کا طالب علم تھا۔

جب سے شیراز نے مسیح کی وسیع محبت کو گلے لگایا تھا اس وقت سے وہ اس محبت کو خود تک نہ محدود رکھ سکا۔ وہ گھر پر بائبل سکول میں اور فیکٹری میں جہاں وہ کام کرتا تھا مسیح کی محبت کے بارے میں بات کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ اس کا دل محبت اور معافی سے اس قدر سرشار تھا کہ وہ اپنے ہر ایک واقف کار کے بارے میں چاہتا تھا کہ اسے بھی اس محبت اور معافی کا تجربہ ہو۔

وہ فیکٹری میں اپنے والدین اور تین بہنوں کی کفالت کیلئے کام کرنے جاتا تو وہاں چند غیر مسیحی ملازموں سے اس کی اپنے نئے ایمان کے بارے میں بحث ہو جاتی تھی۔ جو چیز خیالات کے خاموش تبادلہ کے طور پر شروع ہوئی ایک روز وہ تیز و تند بحث میں بدل گئی۔ یہ آخری بار تھا کہ کسی نے شیراز کو زندہ دیکھا۔

ایک ہفتہ بعد اس کی خون میں لت پت لاش لاہور کے ایک گرجا گھر کے دروازے کے سامنے ایک ڈھیر میں ملی۔ یہ وہ گرجا گھر تھا جہاں شیراز عبادت کیا کرتا تھا۔ اس کی لاش

کے ساتھ رقعہ چپکا ہوا تھا جس پر صرف چھ الفاظ لکھے تھے۔ ''غیر اقوام میں منادی کرنا چھوڑ دو''۔

جی ہاں شیراز کو غیر اقوام میں گواہی دینے کے خطرات کا علم تھا۔ وہ بہت سے ایسے پاکستانی مسیحیوں کے بارے میں آگاہ تھا جنہیں ان کے ایمان کی گواہی کے سبب قتل کر دیا گیا۔ وہ ان لوگوں کے بارے میں بھی جانتا تھا جنہیں توہین رسالت کے مقدمہ کے تحت جیل میں ڈالا ہوا ہے مگر شیراز کا ایک مقصد تھا مسیح میں نئے مخلوق کے طور پر وہ ایک مشن پر تھا۔ وہ خدا کی محبت کو اپنے تک محدود نہ رکھ سکا۔

نہ ہی اس کی کلیسیا کے ایماندار ایسا کر سکے۔ انہوں نے اس کی لاش کو لے جا کر تعظیم سے دفنایا۔ مگر انہوں نے رقعہ کو پھاڑ ڈالا۔ انہیں اس میں کوئی منطق نظر نہیں آئی کہ وہ فقط ان چھ الفاظ کی وجہ سے اس ایمان کیلئے کھڑے نہ ہوں جس کیلئے شیراز نے اپنی جان دیدی۔

جب آپ ایمان کے سورماؤں کے ورثہ پر غور کرتے ہیں تو انہیں ایسے دیکھیں جیسے انہیں عبرانیوں کا مصنف دیکھتا ہے۔ زمانوں پر محیط مقدسین آسمانی سٹیڈیم میں بیٹھے ہیں۔ وہ اولمپک کے کھلاڑیوں کی طرح مقابلوں میں حصہ لینے کے بعد آخری رسوم کے منتظر ہیں جبکہ وہ لوگ جو ہم سے پہلے گئے انہوں نے راستہ کے گرد دائرہ بنایا ہوا ہے اور وہ سٹیڈیم میں عزت کی جگہ پر بیٹھے ہیں۔

جنہوں نے مقابلوں میں حصہ لیا ہے وہ اولمپک کھیلوں کے کھلاڑی کے برعکس میڈل تفویض کئے جانے کی رسم کیلئے چبوترے پر کھڑے نہیں ہو گئے ہیں۔ عبرانیوں 11:39-40 کے مطابق وہ ہم میں سے ان لوگوں کا انتظار کر رہے ہیں جنہوں نے ابھی دوڑ مکمل کرنی ہے۔ لہٰذا جن کی زندگیاں اس ایمان کا نمونہ ہیں جس کی ہم آرزو کرتے ہیں وہ اب ہماری ترقی دیکھتے اور ہمیں جوش دلاتے ہیں۔

باب 1

ابدی تناظر

مستقبل پر مرکوز

''ایمان کے سورما موجودہ حقیقت سے آگے رویا کے ساتھ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جو ذخیرہ کی ہوئی ہیں۔ وہ اپنی نظریں مستقبل پر مرکوز رکھتے ہیں۔ ان کی آنکھیں وہ چیزیں دیکھتی ہیں جو دوسروں کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور ان کی آنکھوں کیلئے ایسے مناظر رکھے ہوئے ہیں جو دوسروں کی آنکھوں کیلئے نہیں رکھے گئے ہیں جبکہ کچھ لوگ اس بات کیلئے شیخی مار سکتے ہیں کہ ان کی پیچھے دیکھنے کی نظر 20/20 ہے مگر ایمان کے سورما پس منظر والے شیشوں میں دیکھنے میں کوئی معنی نہیں پاتے بلکہ وہ آج کے سامنے والے شیشہ کے آگے اپنا مطلب ڈھونڈتے ہیں یعنی جب وہ اپنے پاسپورٹوں پر نظر ڈالتے ہیں تو انہیں یاد آتا ہے کہ یہ دنیا ان کا گھر نہیں ہے ایمان کے سورماؤں کی دور کی نظریں تیز ہوتی ہیں''۔

By Greg Asimakoupoulos

''اب ہم تمہیں مزید اذیت نہیں دیں گے''

پولس سوویت افسران کے الفاظ کے مطلب پر حیرت زندہ تھا۔ اسے کئی گھنٹوں تک مارا پیٹا گیا تھا اور یہ سب کچھ یسوع مسیح کی پیروی کے جرم کے سبب سے تھا۔ اس درد کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے جس نے اسے خمیدہ کر دیا تھا پولس فوجی کی بات سننے کیلئے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

''اب ہم تمہیں مزید اذیت نہیں دیں گے۔ ہم تمہیں سائبریا بھیج رہے ہیں جہاں برف کبھی نہیں پگھلتی۔ یہ بہت مصیبت کی جگہ ہے'' پھر ٹھٹھا اڑانے والے انداز میں قہقہہ

مارتے ہوئے کہا کہ "وہاں تم اور تمہارا خاندان بہت ٹھیک رہیں گے"۔

اس پر پولس کے جواب نے وردی میں ملبوس سوویت افسر کو حیران کر دیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے اپنے اسیر کنندہ سے کہا "کیپٹن، پوری زمین میرے باپ کی ہے آپ جہاں کہیں بھی مجھے بھیجیں گے میں اپنے باپ کی زمین پر ہوں گا"۔

کیپٹن نے پولس کے اعتماد کا ٹھٹھا اڑاتے ہوئے کہا کہ "ہم تمہارا سب کچھ لے لیں گے ہم تمہاری آنکھوں کے درمیان ایک گولی ڈال دیں گے"۔

پولس نے ایک بڑی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا کہ "کیپٹن اس کے لئے آپ کو ایک بڑی سیڑھی کی ضرورت ہوگی۔ میرے خزانے آسمانوں میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اس دنیا میں میری جان لے لیں تو میری خوشی اور خوبصورتی والی زندگی کا آغاز ہو جائے گا۔ مجھے مارے جانے کا خوف نہیں ہے"۔

مسیحی کے اعتماد نے کیپٹن کو سیخ پا کر دیا۔ اس نے پولس کی پھٹی پرانی قمیض کو پکڑا اور اپنا چہرہ اسی کے قریب لاتے ہوئے چلا کر کہا کہ "تب تو ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے ہم تمہیں ایک کوٹھڑی میں تنہا بند کر دیں گے اور کسی کو تم سے ملنے کی اجازت نہیں ہوگی"۔

پولس نے مسلسل مسکراتے ہوئے افسر کے ارادہ کو چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ "سر آپ ایسا نہیں کر سکتے میرا ایک دوست ہے جو بند دروازوں اور لوہے کی سلاخوں میں سے گزر سکتا ہے۔ کوئی شخص بھی حتیٰ کہ آپ بھی مجھے مسیح کی محبت سے جدا نہیں کر سکتے"۔

جیسا کہ سوویت کیپٹن نے وعدہ کیا تھا پولس اور اس کے خاندان کا مستقبل سائبریا میں جانا تھا۔ یہ آسان جگہ نہیں تھی۔ 1980ء کی دہائی میں سوویت یونین میں سائبریا شدید موسم اور افلاس سے کہیں بڑھ کر دشوار جگہ تھی۔ تاریخی طور پر یہ جگہ ظالمانہ سزا یا حتیٰ کہ موت کے مترادف تھی۔

مگر نہ تو پولس نہ اس کی بیوی کو خداوند پر اٹل بھروسہ سے ہٹایا جاسکا۔ انہوں نے اپنا بھروسہ یسوع پر رکھا۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا حتمی مستقبل وہ منزل ہے جسے کوئی ان سے نہیں چھین سکتا۔ اپنے ابدی پیش منظر کی بدولت ان کے پاس ایک روحانی انٹینا تھا جو ایک ایسا ریڈیو اسٹیشن پکڑتا تھا جس سے ان کے سوویت تفتیش کنندگان غافل تھے۔ یہ ایک ایسا سگنل تھا جو کسی بھی جگہ کی طرح سائبریا میں بھی مضبوط تھا۔

ایک فٹ بال کے کھیل میں ایمان کی تصویر

1982ء کے موسم خزاں کی گرم شام کو مشی گن ریاست کے سپارٹنز Wisconsin کے شہر Madison میں واقع Badger Stadium میں تابڑتوڑ حملے کر رہے تھے۔ جذبہ بجلی جیسا تھا۔ تالیاں اور نعرے اس قدر بلند تھے کہ کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ مگر ایک نوجوان کو جو Big 10 فٹ بال کے کھیل میں پہلی بار شرکت کر رہا تھا اس تجربہ میں ایک چیز عجیب معلوم ہو رہی تھی۔ مشی گن ریاست میزبان ٹیم کی پٹائی کر رہی تھی مگر جب مہمان ٹیم کوئی لمبا پاس دیتی تھی یا وہ گول کرنے کے قریب ہوتے تو سگونسن کے مداح اپنی پوری طاقت سے خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ یہ بات عجیب تھی۔ اگرچہ ان کی ٹیم ہار رہی تھی مگر اس میزبان ہجوم نے اس طرح ردعمل دکھایا کہ گویا ان کی ٹیم جیت رہی ہے۔ پہلے کوارٹر کے درمیان متجسس نوآموز کو معلوم ہوگیا کہ کیا ہو رہا ہے۔ ہوا یوں کہ جب یہاں میچ ہو رہا تھا اسی روز 80 میل کے فاصلہ پر Milwauker Brevers سینٹ لوئیس کارڈنیلز کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ فٹ بال کے مداح بیجر سٹیڈیم میں اپنے اپنے ریڈیو پر سن رہے تھے کہ Brewers کارڈنیلز کو بری طرح شکست دے رہے ہیں ان کے پُرجوش نعروں کا لوہے کے جنگلے میں ہونے والے عمل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ ان کا تعلق ایک ایسی حقیقت سے تھا جسے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ویسٹ مونٹ کالج کا چیپلین بین پیٹرسن کہتا ہے کہ امید مستقبل کی موسیقی کو سننے کی اہلیت کا دوسرا نام ہے۔ میں اس کی اس بات کو پسند کرتا ہوں جن لوگوں کا سورماؤں والا ایمان ہوتا ہے وہ وہ چیز سنتے ہیں جو دوسرے نہیں سن سکتے۔ وہ ایک فرق ڈرم پر مارچ کرتے ہیں۔ پولس اس کی بیوی اور اس کے بچوں کی طرح وہ اپنے مستقبل کے بارے میں علم کی بنا پر اپنی دکھی اور تھکی ماندی جانوں کو سکون دیتے ہیں۔ آسمان پر امید ایسا تسکین بخش سُر ہے جو بے قرار دل کی ہمت بندھاتا ہے جن لوگوں کا ایمان اس قسم کا ہے وہ Wiseonsin کے مداحوں کی مانند ہیں۔

مگر پیٹرسن کہتا ہے کہ امید میں مزید کچھ شامل ہے۔ اگر امید مستقبل کی موسیقی کو سننے کی اہلیت ہے تو اس کے مطابق ایمان اس موسیقی پر ڈانس کرنا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ایمان اس بات پر عمل کرنا ہے جو آپ کے علم کے مطابق سچی ہے حتیٰ کہ جب دوسرے اس سچ کے بارے میں آگاہ نہ بھی ہوں جن لوگوں کا پیش نظر ابدی ہوتا ہے وہ سچائی کو جانتے ہیں یعنی یہ کہ زندگی وہ سب کچھ نہیں جو یہ نظر آتی ہے اور وہ اس سچائی پر جیتے ہیں۔ اگرچہ انہیں مارا پیٹا اور مصیبت میں ڈالا جاتا ہے مگر وہ امید اور خوشی میں جیتے ہیں۔ خدا کی فریکونسی کے مطابق ڈھالے گئے اپنے انٹینا کی مدد سے وہ خدا کا زوردار پیغام سنتے اور اس کے مطابق جیتے ہیں۔ مشکلات اور دکھ ہماری رویا کو دھندلا کر سکتے ہیں اور یوں ہمیں اپنا پیش منظر کھونے کی آزمائش میں ڈال سکتے ہیں۔ ہم ہتھیار ڈالنے اور شکست خوردہ محسوس کرنے کی آزمائش میں پڑ سکتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا ہے کہ جب ہم اس دنیا میں کوئی چیز کھوتے ہیں جب ہمیں ہمارے ایمان کے سبب چھوڑ دیا جاتا ہے اور ایذا پہنچائی جاتی ہے تو ہم خداوند کے ساتھ فتح مند ہوتے ہیں۔ چند لمحوں کیلئے رک کر اپنے پیش منظر کا جائزہ لیجئے۔ آپ کہاں دیکھ رہے ہیں؟۔ آپ کس کی آواز سن رہے ہیں؟۔

اپنی چھوٹی سی پیاری کتاب Victorious Faith میں رچرڈ ورم برانڈ پیٹرسن کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "ایک بار ایک ایسا سارنگی نواز تھا جو اس قدر خوبصورتی سے سارنگی بجاتا تھا کہ ہر ایک اسے سن کر ناچنے لگتا تھا۔ ایک بہرے شخص نے جو موسیقی کی آواز سن نہیں سکتا تھا ان سب کو پاگل قرار دیا۔ جو لوگ مصیبت میں یسوع کے ساتھ ہوتے ہیں وہ ایسی موسیقی کو سنتے ہیں جس کیلئے دوسرے آدمی بہرے ہیں۔ وہ ناچتے ہیں اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ لوگ انہیں پاگل سمجھ رہے ہیں"۔

"پس" کس سبب سے ہے؟

کیا آپ پولس اور اس کی بیوی کو سائبریا کے راستہ پر جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے؟۔ اپنے دماغوں میں آسمان کی موسیقی سننے کے علاوہ ان کے ایمان نے ان کے پاؤں کو بھی اسے "سننے" کے قابل بنایا۔ ان کو گرفتار کرنے اور ایذا پہنچانے والوں نے انہیں پاگل قرار دیا مگر وہ اس کے علاوہ سوچ بھی کیا سکتے تھے؟۔ جو لوگ مسیح کے بغیر زندگی گزارتے ہیں وہ آسمانی موسیقی کیلئے بہرے ہیں۔

یہی وہ تصویر ہے جو عبرانیوں کا مصنف ایمان کی تعریف بیان کرنے کیلئے پیش کرتا ہے۔ باب گیارہ کی پہلی آیت ہی اس بات پر زور دیتی ہے کہ ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔ یوجین پیٹرسن اپنی کتاب The Message میں اس آیت کی تشریح یوں کرتا ہے "وجود کی بنیادی حقیقت یہ ہے کہ خدا پر یہ بھروسا' یہ ایمان ہر اس چیز کی مضبوط بنیاد ہے جو زندگی کو جینے کے قابل بناتی ہے۔ یہ ہمارا دستہ ہے جس پر ہم دیکھ نہیں سکتے۔ ایمان کا عمل ہی وہ امر ہے جو ہمارے آباؤ اجداد کو ممتاز بناتا اور انہیں ہجوم سے اوپر بڑھاتا ہے"۔

ہم "خدا پر بھروسا کرنے والوں" کے ایک لمبے شجرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے

روحانی آباواجداد ایک ایسے مستقبل کے بارے میں مستقل طور پر اپنے اشارے موصول کرتے تھے جس کا محض اشارہ دیا جاتا تھا۔ نہ نظر آنے والی چیزوں کی پیش بینی کرنے کی ان کی اہلیت انہیں ایمان کے لوگوں کے طور پر ممتاز بناتی ہے۔ ان کا مصمم ارادہ یہ تھا کہ وہ اپنے روز مرہ کے فیصلوں کو ابدیت کے وعدوں کے ساتھ ضرب دیں اور اس چیز نے انہیں سورما بنا دیا۔

عبرانیوں 11 باب میں ان لوگوں کی فہرست بیان کی گئی ہے جنہوں نے فی الواقع ایسے عمل کیا کہ گویا مستقبل ان کے پاس تھا اگرچہ وہ اپنے ذہنوں میں حتمی بریت، حتمی انعامات، ضمانت شدہ فتح اور مکمل نجات کا تصور لانے کے قابل ہوتے تھے۔ ''یہ سب ایمان کی حالت میں مرے اور وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائیں مگر دور ہی سے انہیں دیکھ کر خوش ہوئے'' (آیت 11) ''اس لیے کہ وہ اندیکھے کو گویا دیکھ کر ثابت قدم رہا'' (آیت 27)۔ وہ سورما مرد اور عورتیں آسمان کے سکہ کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے اگرچہ باقی دنیا نے ان کے بچت کے سرٹیفکیٹوں کو ''عجیب رقم'' سمجھا۔ جو چیز عبرانیوں کی ایمانداروں کی پکچر گیلری میں لگی تصویروں کے بارے میں سچ ہے وہ یسوع کے بارے میں بھی سچ ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ بائبل مقدس میں ابواب کی تقسیم الہامی نہیں ہے وہ متن میں محض سنگ میل ہیں جنہیں قدیم زمانہ میں اس لیے ڈالا گیا تا کہ قاری کے تصوراتی سفر میں وقفہ پیدا ہو۔ جس آیت سے باب 12 کا آغاز ہوتا ہے اس آیت سے اس کا آغاز موزوں نہیں لگتا۔ ملاحظہ کیجئے کہ باب 12 کیسے شروع ہوتا ہے ''پس جب کہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے.....'' لفظ ''پس'' اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہمیں ان سب آیات کا علم ہو جو اس آیت سے پہلی لکھی گئی ہیں۔ متن کے بہاؤ کو پورے طور پر سمجھنے کیلئے ہمیں پورا گیارہ باب پڑھنے کی ضرورت ہے اور پھر بغیر رکے باب 12 کی تیسری آیت تک پڑھتے جائیں۔ صرف اس وقت جب ہم ان روحانی دوڑ دوڑنے والوں کو دیکھ چکے ہوتے ہیں، صرف اس وقت جب

ہم ان کے قدموں کی چاپ اور ان کی ہانپنے والی مشقت بھری سانس کی آواز سن چکے ہوتے ہیں تب ہم لفظ ''پس'' کو پوری طرح سمجھ سکتے ہیں جب ہم وہاں تک پہنچتے ہیں۔

ان آیات کو پڑھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع ان لوگوں کی معراج ہے جو ایمان کے نمونہ کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ ان سب کے آخر میں یسوع کا نام آیا ہے۔ ہمیں بلاہٹ دی گئی ہے کہ ہم ان ایمان کے سورماؤں کے بارے میں سوچیں جنہوں نے اپنی دوڑ مکمل کر لی ہے اور اب انعام حاصل کرنے والوں کی صف میں بیٹھے ہیں مگر ہم نے اپنی آنکھیں یسوع پر لگانی ہیں جو سورما ایمان کا نمونہ ہے۔ پھر کیا آپ نے یہ ملاحظہ کیا کہ مصنف نے کیا کیا؟۔ یہی چیز اس نے گیارہویں باب میں کی۔ وہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ یسوع کا رویہ کیوں ایمان کی مثال ہے۔

ہم پڑھتے ہیں کہ ہمارے خداوند نے رکاوٹوں کے انبوہ کے باوجود فرمانبرداری کا اپنا معیار برقرار رکھا۔ ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ وہ ایسا کرنے کے قابل کیسے ہوا۔ یہ اس کے ابدی پیش منظر کی بدولت تھا۔ ''جس نے اس خوشی کیلئے جو اس کی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پروانہ کر کے صلیب کا دکھ سہا......'' (3:12)۔ دوسرے الفاظ میں منجی نے نجات کے ہمارے قرض کی ادائیگی کیلئے ابدیت کا سکہ استعمال کیا یعنی ایک ایسے قرض کی ادائیگی کیلئے جس کی خاطر اسے موت میں سے گزرنا پڑا۔ اس نے موجودہ فیصلوں کو مستقبل سے ضرب دی اور اس چیز پر انحصار کیا جو ابھی زمینی حقیقت نہ تھی تا کہ اس حقیقت کو گلے لگا سکے جو آنے والی تھی۔

ایک رویا جس کی محرک ایک نادیدنی قوت ہے

یسوع کو ہم یہاں پہلی مرتبہ اس کے ابدی پیش منظر سے متاثر ہوتے ہوئے نہیں دیکھ رہے ہیں۔ مصلوب ہونے سے پہلے والی رات ہمارے منجی نے یہ پوری طرح جانتے ہوئے کہ اس کے ساتھ کیا کیا ہونے والا ہے اپنے دھڑکتے دل میں انسانی خوف کو خاطر میں

نہ لاتے ہوئے سورما ایمان کا مظاہرہ کیا اور ایک بار پھر یسوع نے حلیمی کی بے بہا قیمت ادا کرنے کیلئے ابدیت کے بینک اکاؤنٹ سے قرض لیا۔ یوحنا کی انجیل کے تیرھویں باب میں بالا خانہ میں ایک کھڑکی مہیا کی گئی ہے۔

یسوع اور شاگرد آخری بار فسح منانے کیلئے جمع ہیں۔ کھانے کے درمیان خداوند یسوع نے اس موقع کو تعلیم دینے اور اس طرز زندگی کا نمونہ پیش کرنے کیلئے استعمال کرنا چاہا جو وہ اپنے شاگردوں کیلئے چاہتا تھا۔ چونکہ اس وقت شاگردوں کے گندے پاؤں دھونے کیلئے کوئی نوکر موجود نہیں تھا (اور چونکہ بارہ میں سے کسی نے یہ کردار ادا کرنے کی پیشکش نہیں کی) اس لیے یسوع نے خود یہ ذمہ داری لی۔ رومال اور برتن لے کر اس نے شاگردوں کے پاؤں دھونے اور پھر رومال سے پونچھنے شروع کر دیئے۔

جب آپ رک کر سوچیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ یسوع بے لوث جان نثاری کا مظاہرہ کرنے کیلئے ناقابل یقین حد تک پست ہو گیا۔ یہ یقین دہانی کی رفعت تھی۔ یہ ناموزونیت کی گہرائی تھی۔ خدا بذات خود اپنے گھٹنوں پر جھک کر وہ کچھ کر رہا تھا جو ضروری تھا خواہ یہ تذلیل آمیز ہی کیوں نہ ہوا۔ یہ اس سب کچھ کا پیش خیمہ تھا جو اگلے چوبیس گھنٹوں میں ہونے والا تھا۔ مگر یوحنا کی انجیل میں اس بات کا اشارہ دیا گیا ہے کہ یسوع نے کس طرح سے الٰہی اختیارات کو ترک کرتے ہوئے یہ مشکل کام کیا۔ یوحنا13: 3-4 میں لکھا ہے کہ ”یسوع نے یہ جان کر کہ باپ نے سب چیزیں میرے ہاتھ میں کر دی ہیں اور میں خدا کے پاس سے آیا اور خدا ہی کے پاس جاتا ہوں دستر خوان سے اٹھ کر کپڑے اتارے اور رومال لے کر اپنی کمر میں باندھا“۔

یسوع کے خدمت کرنے کا محرک وہ چیز تھی جو اس نے اس زندگی کے افق سے آگے دیکھی۔ وہ اس جلال کو دیکھ سکتا تھا جو پوری کائنات کی سرحد کے آگے اس کا منتظر تھا۔ اور

کیونکہ وہ ایسا کر سکتا تھا اسلئے وہ ٹھٹھا اڑائے جانے' رد کیے جانے' ناانصافی اور ظالمانہ موت کو برداشت کرنے کیلئے راضی تھا جو اس کی زمینی زندگی کا خاصہ تھے۔ وہ جانتا تھا کہ وہ محض ایک عمل میں سے گزر رہا ہے۔

ابدیت کے بارے میں یسوع کی آگہی کا نتیجہ زمینی اقرار اور تقاضوں سے دیدنی علیحدگی کی صورت میں نکلا۔ یہ دیکھ کر کہ آگے کیا ہے اس نے خوشی سے ایک مسافر کا روپ دھارا۔ وہ اس وطن کا شہری نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ ایک پردیسی ہے۔ اس نے زمینی بننے کی ہر ایک آزمائش کا مقابلہ کیا۔ اور جو لوگ اس کی خداوندیت کے تابع ہونے کیلئے بلائے جاتے ہیں انہیں بھی یہی کچھ کرنا ہے۔

جو لوگ ابدی تناظر کے تحت زندگی گزارتے ہیں وہ اپنی آنکھیں مسیح پر رکھتے ہیں۔ یہ جان کر کہ یسوع نے کیسے زندگی گزاری (اس کے چناؤ' نشانات اور کام کیا تھے) ہم یہ جاننے کے قابل بن سکتے ہیں کہ کونسی چیز حقیقی طور پر اہم ہے اور ہمیں کیا کرنا ہے۔ روزانہ دوسری اقدار اور فکرات ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جب ہم اس طرف مڑتے اور توجہ کرتے ہیں اور دنیا کی اقدار کو قبول کرتے ہیں تو ہم اپنا تناظر اور اپنی راہ کھودیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس شخص پر غور کیجئے جو دولت حاصل کرنے کی خاطر اپنی صحت برباد کر بیٹھتا ہے۔ اس عورت پر غور کیجئے جو معاشرہ میں مقام حاصل کرنے کی جستجو میں اپنے خاندان کی قربانی دیتی ہے۔ یا اس شخص پر غور کیجئے جو اپنی شادی کے پچیس سالوں پر پیٹھ موڑ کر ایک نوجوان عورت کے ساتھ معاشقہ کر بیٹھتا ہے۔ ایماندار ان باتوں سے مامون نہیں ہیں۔ بہت سے لوگ مسیحی زندگی گزارنے کے بعد بھی برباد ہو گئے ہیں۔ اپنے تناظر کا جائزہ لینے کیلئے خود سے پوچھیئے کہ ''کونسی اقدار میری توجہ اپنی طرف مبذول کراتی ہیں؟ میں کب مسیح سے نظریں ہٹانے کی آزمائش کا سب سے زیادہ شکار ہوتا ہوں''۔

یہ دنیا ہمارا گھر نہیں

ہم عبرانیوں 11 باب میں دیکھتے ہیں کہ ایمان کے سبھی سورماؤں نے جو مستقبل کی چیزوں سے تحریک پاتے تھے ''اقرار کیا کہ ہم زمین پر پردیسی اور مسافر ہیں'' (13:11)۔ وہ اس بات کو جانتے تھے کہ انہیں آباد ہونے اور اپنے سوٹ کیس کھولنے کی کتنی بھی آزمائش کیوں نہ آئے مگر سفر کو جاری نہ رکھنا ایک خوفناک غلطی ہوگی۔ مسیحی کیلئے ہمیشہ یہ کم عقلی والی بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنے ٹورسٹ ویزا کو ترک کر کے اس دنیا کا شہری بن جائے۔

لیتھونیا کی عدالت میں سزا پانے کے بعد Nijole Sadunaitae اپنی پھانسی کی منتظر تھی۔ اس کا واحد جرم ایک اشتراکی ملک میں مسیحی ہونا تھا۔ جج نے اسے بولنے کا موقع دیا اور اسے پوری توقع تھی کہ وہ رحم کی اپیل کرے گی۔ مگر اس کے بجائے Nijale نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ''یہ میری زندگی کا سب سے بڑا خوشی کا دن ہے مجھ پر سچائی کے مقصد اور آدمیوں کیلئے محبت کے سبب مقدمہ ہوا ہے۔ میری قسمت قابل رشک ہے اور میری منزل جلالی ہے۔ اس عدالت کے کمرہ میں میری سزا میری حتمی فتح ہوگی''۔

اگر ہم دیانتداری سے بات کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم آسمان کی راہ پر اتنے زیادہ لوگوں کو نہیں دیکھتے جتنے زیادہ لوگ ماضی میں نظر آتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ایماندار اپنے مسافرانہ خیموں میں تجارت کر رہے ہیں تا کہ وہ ان کے نیچے مستقل ٹھوس بنیادیں ڈال سکیں۔ اس کا سبب وہ حالت ہے جسے عصر حاضرہ کی مسیحیت کے بعض مبصرین ''شناخت کا دیوانہ پن'' قرار دیتے ہیں۔ مسیحیوں کی ایک بڑھتی ہوئی تعداد اس بات کو فراموش کر چکی کہ سورما ایمان کے لوگ تعریف کے لحاظ سے ''اجنبی اور مسافر'' ہیں۔

اپنی کتاب Soul Alert میں کیرن برٹن میز بیان کرتی ہے کہ اس وقت کیا ہوتا ہے جب آسمان کی بادشاہی کے شہری اپنے پاسپورٹ کے مطابق نہیں چلتے ہیں۔ رویہ کے

اعتبار سے بشارتی مسیحیوں اور باقی معاشرہ میں تھوڑا سا فرق ہے۔ مسیحی تفریح طبع پر جتنا وقت گزارتے ہیں وہ اس وقت کا سات گنا ہے جو وہ روحانی سرگرمیوں میں گزارتے ہیں جن نوجوانوں کی گرجا گھر میں پرورش ہوتی ہے ان میں ایک تہائی سے کم افراد گھر چھوڑنے کے بعد پرستش جاری رکھتے ہیں۔ پورے ملک کے سروے میں جو بارنا ریسرچ گروپ نے نئے سرے سے پیدا ہونے والے بالغ افراد سے لیا جس بھی فرد کا انٹرویو لیا گیا ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان کی زندگی کا سب سے اہم نشان یسوع مسیح کا وقف شدہ پیروکار بننا ہے۔

مینز لکھتی ہے کہ ”زمین پر سفر مسیحی کیلئے خوشی بھرا بحری سفر نہیں ہے۔ دور حاضرہ کی مغربی ثقافت میں کلیسیا کی روح خطرے کی زد میں ہے۔ ہم اپنے آپ کو ضم ہونے کا موقع دے رہے ہیں۔ ہم میں اور ہمارے اردگرد کے معاشرہ میں ایک چھوٹا سا لازمی فرق ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم دنیا کی مانند بننا چاہتے ہیں...... اس اجنبی ثقافت میں گھلنے ملنے کے باعث چرانے کی عادت والا دشمن ہمارے آسمانی کا غذات کو مسلسل اور دبوچ رہا ہے۔ اور ہم زمین پر اجنبیوں اور پردیسیوں کی اپنی شناخت کو کھونے کے خطروں کی زد میں ہیں۔

یہ دیکھنا آسان ہے کہ ایسا کیسے ہوتا ہے۔ دنیا کی آزمائشیں ہمیں عیش، طاقت اور عزت پیش کر کے اپنی طرف کھینچتی اور ورغلاتی ہیں لہٰذا عیسو کی طرح ہم دال کے ایک پیالہ کی خاطر پہلوٹھے کا حق بیچ ڈالتے ہیں اور یوں حال کے بدلے مستقبل دے بیٹھتے ہیں۔ (پیدائش 25:29-34)۔

اپنے ابدی تناظر کو کھونے پر مائل ہونے کی ایک وجہ رویا کا مسئلہ ہوسکتی ہے۔ آپ پچھلے بارہ ماہ میں آسمان کے بارے میں دیئے گئے کتنے وعظوں کو پھر سے ذہن میں لا سکتے ہیں؟ اگر آپ کا گرجا گھر اکثر گرجا گھروں جیسا ہے تو شاید آپ نے ایک بھی ایسا وعظ نہ سنا ہوگا۔ ان وعظوں کی بات نہ کریں جو آپ جنازوں پر سنتے ہیں۔ جو لوگ مبشر سے خدا کا

کلام بہم پہنچاتے ہیں وہ ابدیت کی رویا نہیں دیتے ہیں۔ ''متلاشیوں'' کے تخیل اوران کی دلچسپی کو بھانپنے کی کوشش میں منائی کرنے والے ''یہاں اوراب'' کے معاملات پر بات کرنا چاہتے ہیں نہ کہ ''وہاں اور بعد'' کے معاملات پر۔ مسئلہ حل کرنے والے پیغامات کا نشانہ کانگریگیشن کے اندر پائی جانے والی گہری ضرورتیں ہوتی ہیں۔ پاسٹر یہ واضح کرنے کیلئے پیچھے کی طرف جھکتے ہیں کہ جو ''کثرت کی زندگی'' یسوع دینے آیا وہ ہماری ثقافت اورنسل میں کس طرح سے دکھائی دیتی ہے۔ مگر اس عمل میں وہ اپنا توازن کھو رہے ہیں اوران لوگوں کی ہوس کا شکار ہو رہے ہیں جو فوری تسکین کا تقاضا کرتے ہیں۔ ایک ایسا علم الٰہیات جو آسمان کو ہماری نجات کے نشان کے طور پر بیان کرے دیکھنے میں نہیں آتا۔

جان لوگا جانو (مشرقی یورپ کا ایک نوجوان ایماندار) کو مسیحی ہونے کے سبب گرفتار کیا گیا اور قید میں ڈالا گیا تھا جب وہ موت کی سزا سننے کے بعد عدالت سے اپنی کوٹھری میں واپس آیا تو دوسرے قیدیوں نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا تو جان نے جواب دیا کہ ''یہ اس روز کی طرح سے تھا جس روز فرشتہ یسوع کی ماں مریم کے پاس آیا۔ ایک خداپرست عورت تنہائی میں غور وخوض کر رہی ہے کہ اچانک ایک نورانی فرشتہ اس کے پاس آتا اوراسے ناقابل یقین خبر سناتا ہے کہ وہ اپنے رحم میں خدا کے بیٹے کو اٹھائے گی''۔

قیدی اس بات پر سوچ رہے تھے کہ جان کے ان الفاظ کا تعلق اس کی سزا کے فیصلہ سے کس طرح سے جڑتا ہے۔ وہ اس کی بات غور سے سنتے رہے۔ اس نے بات جاری رکھتے ہوئے یسوع کی کہانی اور واضح انداز میں انجیل بیان کی۔ اس نے اپنی بات یہ کہہ کر ختم کی کہ ''مریم جانتی تھی کہ جب وہ آسمان میں ہوگی تو وہ پھر سے یسوع کے ساتھ ہوگی اور ابدی شادمانی کا تجربہ کرے گی''۔

متذبذب قیدیوں نے جان کو یاد دلایا کہ انہوں نے اس سے پوچھا تھا کہ عدالت

میں کیا ہوا۔ جان نے تابناک چہرہ کے ساتھ جواب دیا کہ ''مجھے موت کی سزا سنائی گئی۔ کیا یہ ایک خوبصورت خبر نہیں ہے؟''۔

جان نے جان لیا کہ جو خبر فرشتہ نے دی وہ محض کڑوی اور میٹھی تھی کہ یسوع کے دکھ اٹھا لینے کے بعد آسمان شادمانی سے بھر جائے گا۔ مریؔم کی طرح جان نے یسوع کی حضوری میں اپنی ابدی زندگی کی خوشی سے پیش بینی کی۔ جان اپنے ابدی تناظر کے سبب اپنے ایمان کی گواہی دلیری سے اور خوشی سے دینے کے قابل تھا۔

جو لوگ ابدی تناظر رکھتے ہیں ان کا دل دنیا میں نہیں لگتا۔ لٰہذا اگر آپ یہاں پر سکون محسوس کرتے ہیں تو شاید آپ کا تناظر بدل چکا ہے۔ اپنے تناظر کا جائزہ لیجئے۔

آنے والے وقت کیلئے لباس کی ریہرسل

آج سے پچاس سال پہلے لکھے گئے مسیحی گیتوں پر نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ ان میں آنے والی زندگی میں مسیحی امید کو بیان کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس بات سے حیران رہ جائیں گے اور اگر آپ مزید پیچھے جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس وقت کے مسیحی گیتوں میں آنے والی زندگی میں امید بیان کی گئی ہے اور یہ چیز ہمارے آباواجداد اور ماؤں کی امید کے بارے میں بیان کرتی ہے جو وہ آنے والی زندگی کے بارے میں رکھتی تھیں۔

اولگا ویٹلنیڈ ایک ایسی ہی خاتون تھی۔ بیسویں صدی کے آغاز میں پیدا ہونے والی یہ خاتون ایک بہت ہی محفوظ زندگی گزارتی تھی۔ جب وہ چوتھی کلاس میں تھی تو اسے اپنے خاندان کے کھیت میں کام کرنے کیلئے سکول سے نکال لیا گیا۔ شادی کے بعد اس نے گھر سے باہر کبھی کام نہیں کیا۔ مگر سادہ ایمان والی یہ ان پڑھ خاتون یسوع کے ساتھ ایک شخصی رشتہ رکھتی تھی جسے سبھی سراہتے تھے۔ اور اس نے تین بچوں (ایک بیٹے اور دو بیٹیوں) کی پرورش کی۔ ہر ایک اپنی ماں کے خدا پرستانہ نمونہ سے مستفید ہوا۔ اولگا کہ تینوں بچوں نے

پاسبانی خدمت اختیار کی۔

اپنے خاموش اور مستقل مزاج ایمان کے علاوہ اولگا ویٹلینڈ اس لئے بھی جانی جاتی تھی کہ اس کی نظریں آسمان پر مرکوز ہیں۔ جہاں اس کی خاندانی بندشوں نے اسے اپنی رسمی تعلیم جاری رکھنے سے باز رکھا وہاں آٹھ بچوں کی اس دادی اور نانی نے کسی کی مدد کے بغیر خود کو الیکٹرک آرگن، گیٹار اور ہارمونیم سکھایا۔ اس کے نواسوں، نواسیوں اور پوتوں پوتیوں کے پاس بچپن کی یادوں کا خزانہ ہے جو نانی، دادی ویٹلینڈ کی طرف سے انہیں بے ساختہ کنسرٹ کے ذریعہ تفریح دینے سے بھرا ہے۔

اولگا کی اس قائلیت کی بدولت کہ اس زندگی میں تجربے محض آنے والی زندگی کیلئے ڈریس ریہرسل ہیں (اور بے شک ان آرزوؤں کی بدولت کہ وہ ایک روز اپنے والدین اور ان بچوں سے ملے گی جو بچپن میں مر گئے تھے) اس کے زیادہ تر گیت آسمان کے بارے میں ہیں۔ بالخصوص ایک گیت جو بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں لکھا گیا تھا تقریباً اس وقت جب بدقسمت جہاز Hindenlwrg کی طرح کے جہاز لوگوں کو بلند، کشتیوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہوئے دیکھے جا سکتے تھے۔ یہ گیت کچھ یوں ہے:

”میرے پاس بیان کرنے کیلئے ایک خوشخبری ہے اسلئے میں گاتی ہوں اور میں آپ کے ساتھ اپنی خوشی بیان کروں گی۔ میں اس پرانے انجیلی جہاز میں سوار ہونے جا رہی ہوں اور میں ہوا میں اڑوں گی۔ میرے لیے انتظار کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ میں وہاں اپنے وقت پر جاؤں گی لہٰذا میں دعا میں وقت گزاروں گی اور جب میرا سفر شروع ہو گا تو میں گناہ کی یہ زمین چھوڑ کر ہوا میں سے اڑ کر جاؤں گی“۔

اولگا کے ایک اور گیت میں جس میں آسمان کو مرکوز رکھا گیا ہے ایک خاندان کے دکھ کو بیان کیا گیا ہے جس نے ایک بیوی اور ماں کی موت سہی۔ یہ ان دنوں کی یاد دلاتا ہے جب

براہ راست فون کال نہیں کی جاتی تھی بلکہ ایک آپریٹر "مرکزی" کو کال ملانی ہوتی تھی۔

"ہیلو آپریٹر میری آسمان پر ماں سے بات کرائیے۔ آپ اسے سنہری ستاروں پر فرشتوں کے ساتھ دیکھیں گے۔ وہ یہ سن کر خوش ہوگی کہ میں اسے فون کر رہی ہوں۔ برائے مہربانی اسے بتایئے۔ میں اسے بتانا چاہتی ہوں کہ ہم یہاں بہت تنہا محسوس کرتے ہیں۔ جلدی سے ٹیلیفون ملایئے......"۔ زیادہ تر امکان یہی ہے کہ آپ نے اپنے گرجا گھر میں اولگا ویٹلنیڈ کے گیت کبھی نہیں گائے ہوں گے مگر آپ نے یہ گیت تو یقیناً گائے ہوں گے۔

اور جب آپ یہ پرانے گیت گاتے ہیں تو آپ کے اندر کی کوئی چیز سابقہ تمام زمانوں کے تمام مقدسین کے ساتھ ایک حیران کن ملاپ محسوس کرتی ہے۔ جب آپ ایک بچہ کی طرح سے آسمان کے بارے میں گاتے ہیں تو زیادہ تر امکان یہ ہے کہ آپ کے چھوٹے ذہن میں یہ حقیقت سمٹ کر آجاتی ہے کہ مسیحی ہمیشہ موجودہ حالات سے آگے دیکھتے ہیں کیونکہ بہترین ابھی آنے والا ہے۔

ایک ننھا بچہ ہماری پیشروی کرے گا

28 اکتوبر 2001ء کو چار سالہ بچی کنزا العطا کے پاسٹر باپ عمانوایل العطا کو اس کی نظروں کے سامنے بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ وہ کہتی ہے کہ اس کے باپ نے زمین پر گرنے سے پہلے اس کی بڑی بھوری آنکھوں میں آخری بار پیار بھری نظروں سے دیکھا اور پھر "سو گیا"۔ ایک لمحہ وہ اپنے منبر سے خدا کی تمجید کر رہا تھا اور اگلے ہی لمحہ وہ ی دہشت گردوں کی گولیوں کا نشانہ بن گیا جو چھوٹے سے گرجا گھر میں گولیاں برساتے ہوئے داخل ہوئے۔

یہ بات تو یقینی ہے کہ عمانوایل کی چھوٹی بیٹی نے کبھی بھی اولگا وٹیلنیڈ کے پرانے گیت نہیں گائے ہوں گے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی شک کے بغیر کنزا العطا اپنے بچہ جیسے انداز میں ابدیت کی حقیقت سے واقف تھی۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ اس کا باپ کہاں

ہے تو ننھی کنزا نے کہا کہ "وہ یسوع کے ساتھ آسمان پر ہے" یہ وہ علم الٰہیات کا سبق ہے جو اس نے پہلے ہی ایذا رسیدہ کلیسیا کے گیتوں میں سیکھا تھا۔

واعظ 3:11 میں لکھا ہے کہ خدا نے "ابدیت کو بھی ان کے دل میں جاگزین کیا ہے" لہٰذا یہ سوچنا کوئی دشوار نہیں ہے کہ ایک چار سالہ بچہ اس چیز کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے جو ہماری پہنچ سے اور ہمارے نظارہ سے باہر ہے۔ سلیمان کے الفاظ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی کے آغاز سے ہی ابدیت کا علم رکھتے ہیں۔

زندگی کے اپنے محدود تجربہ کی بنا پر کنزا اس بات سے آگاہ ہے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اگر چہ اس کا دل ابھی تک ٹوٹا ہوا ہے مگر وہ اپنی ماں کے الفاظ پر یقین رکھتی ہے۔ جو وہ اس کے آسمانی باپ کے بارے میں بتاتی ہے۔ یہ کہ وہ مصیبتوں کے باوجود اس کی ننھی زندگی میں سرگرم عمل ہے۔ یہ کہ اس کے حتمی منصوبہ میں اس زندگی میں ہماری خوشی سے کہیں زیادہ کچھ شامل ہے۔ یہ کہ وہ اسے ایک باپ کے بغیر نشوونما پانے کی تمام دشواری میں ثابت قدم رہنے کی قوت دے گا۔ یہ کہ وہ ایک مضبوط ترمسیحی بنے گی اور ایک ابدی انعام پائے گی۔

کنزا اور اس کا خاندان اب دی وائس آف دی مارٹرز کے فیملیز آف مارٹر فنڈ سے مالی معاونت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ چیز کنزا اور اس کے خاندان کی بھاری مالی مسئلہ کے باوجود مدد کرے گی۔ جو اس وقت شروع ہوا جب ی دہشت گردوں نے اکتوبر کے اتوار کی صبح کو اس کے باپ کو گولیوں سے مار دیا تھا۔

سورما ایمان صرف ان لوگوں کی ملکیت نہیں ہے جن کے چہروں پر سالوں نے جھریاں ڈال دی ہوں۔ یہ ہر عمر کے ان ایمانداروں کی ملکیت ہے جو موجودہ حالات سے آگے اس چیز کو دیکھتے ہیں جو ابھی آنے والی ہے۔ جن بچوں کے والدین موت یا سزا سے دو چار ہوئے وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ابدیت کا جو بیج پیدائش کے وقت ان کے دلوں میں بویا گیا تھا

وہ بڑھ کر اپنی مرضی سے پھلتا پھولتا ہے۔ وہ نوخیز عمر کے لڑکے جن کا کوئی کلاس فیلو کسی حادثہ میں جاں بحق ہوا وہ ایک ایسی زندگی پر پر اسرار رویا کے ساتھ نظر کرتے ہیں جو اس موجودہ زندگی سے آگے کی زندگی ہے۔ ایک ادھیڑ عمر کا ملازم جسے اس کا آجر ملازمت سے کمپنی کے خسارہ کی بدولت نکال دیتا ہے وہ اس تحفظ کے آگے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جاتا ہے جس کا یہ زندگی وعدہ تو کرتی ہے مگر اسے دینے کے قابل نہیں ہے۔ ایک نوجوان ماں جو خوفناک پھسلن پتریوں کے نتیجہ میں زندگی بھر کیلئے مفلوج ہو جاتی ہے وہ نیا آسمان اور نئی زمین کے بارے میں آیت کو بڑی دلچسپی سے پڑھتی ہے۔ ہر ایک معاملہ میں جو ایمان خداوند کے ساتھ کسی شخص کے رشتہ کے ابدی پہلو کو گلے لگاتا ہے وہ اپنے آپ کو سورما ایمان کے طور پر ممتاز بناتا ہے۔ یہ وہ ایمان ہے جو اس چیز کی پیش بینی کرتا ہے جو ابھی تک آنے والی ہے۔

اگرچہ Antonis Herraguelo کو ہسپانوی ارباب اختیار کے حکم پر تفتیش کے دوران بلی پر جلایا جا رہا تھا مگر اس کا درد اس کی روح میں تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی نے اس قسم کی موت سے بچنے کیلئے مسیح پر ایمان ترک کر دیا تھا۔ انٹونیو بھی اپنی بیوی کی طرح اپنی جان بچا سکتا تھا اور صرف اسے قید کی سزا ہونی تھی۔ پھر شاید کسی روز اسے عام معافی مل جاتی اور اس کا اپنی بیوی سے پھر سے ملاپ ہو جاتا۔

مگر اس نے اپنے ایمان سے دستبردار ہونا منظور نہ کیا۔ اس سے پہلے کہ سپاہی اسے چپ کراتے اس کے آخری الفاظ اس کی بیوی کے آگے منت سماجت کے الفاظ تھے کہ ''برائے مہربانی مسیح کے ہاں لوٹو اور معافی پاؤ ہم آسمان پر ایک دوسرے سے پھر ملیں گے۔ برائے مہربانی لوٹو''۔ اس نے یہ الفاظ تقریباً چلاتے ہوئے کہے۔ دوبارہ ملاپ کی کوئی زمینی امید نہ ہونے کے باعث وہ ابدیت میں اس کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔

انٹونیو کی موت کے بعد Mrs. Herrenguelo کو جیل میں عمر قید کی سزا بھگتنے

کیلئے واپس لایا گیا۔ آٹھ سال تک اس نے خدا اور اپنی روح کے خلاف مزاحمت کی وہ اپنے تباہ کن فیصلہ کی بابت کوئی اطمینان نہ پاسکی۔

بالآخر وہ سب کے سامنے مسیح میں ایمان کی جانب لوٹی اور اپنے سابقہ انکار سے دستبردار ہوگئی۔ اگرچہ سولہویں صدی کے تفتیش کنندگان نے اسے دھمکی دی۔ جج نے اسے نئی سزا دی اس بار اس کی سزا بلی پر موت تھی۔ اُس نے اس موت کو پورے اشتیاق سے قبول کیا کیونکہ اسے بالآخر ذہنی اطمینان ملا۔ اسے معلوم تھا کہ انٹونیو کے آگے اس کے پہلے الفاظ یہ ہوں گے کہ وہ ایمان کی جانب لوٹ آئی ہے۔

اس واقعہ کا ایک سبق یہ ہے کہ ابدی تناظر کو استوار کرنے کیلئے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنا چاہئے جو یہ تناظر رکھتے ہیں۔ وہ ہمارے لئے نمونہ مہیا کرتے ہیں کہ مسیح پر اور اس کے وعدوں پر نظریں مرکوز کرنے کا کیا مطلب ہے۔ کیا آپ ابدی تناظر والے لوگوں کے ساتھ باقاعدہ رفاقت رکھتے ہیں؟ اس رفاقت میں سے ہم قوت حاصل کرتے ہیں۔

پس آپ کا تناظر کیا ہے؟ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ زندگی سب کچھ نہیں ہے۔ کیا آپ اپنی نظریں مسیح پر جمائے رکھتے ہیں؟ کیا آپ اپنے آسمانی گھر کے منتظر ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو آپ کو ایک تناظر کی ضرورت ہے۔

ہمارے تنگ نظر رویا کو درست کرنے کا نسخہ

- یسوع نے کہا کہ جہاں جس شخص کا مال ہے وہیں اس کا دل بھی لگا رہے گا۔ (متی 21:6)۔ لہٰذا آسمانی نقطہ نظر کو حاصل کرنے کا ایک طریقہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرنا ہے۔ (متی 20:6)۔ کسی ہسپتال میں جائیں جہاں بیماری اور موت کے شکار لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ کچھ وقت بات چیت کرنے میں اور ان کیلئے

دعا کرنے میں گزاریں۔ یہ بات آپ کو ابدیت کے بارے میں سوچنے اور اپنی زندگی کو تناظر میں رکھنے میں مدد دے گی۔

- کون سے اذیت رساں تجربات (حوصلہ شکنی، مایوسی، ناکامی، ایذا رسانی، حزن و ملال یا دکھ) نے آپ کی روحانی نظر کو دھندلا دیا ہے؟ ان باتوں کے بارے میں خدا کے ساتھ کچھ وقت بات کیجئے اور اس سے درخواست کیجئے کہ وہ زندگی کو اپنے نقطہ نظر سے دیکھنے میں آپ کی مدد کرے۔

- آپ کے خیال میں وہ کون سے زندگی کے چناؤ اور اقدار ہیں جو ان لوگوں کی خصوصیات ہیں جو اس دنیا کی زندگی کے بارے میں یہ تصور رکھتے ہیں کہ یہی زندگی سب کچھ ہے؟ اپنی زندگی کا ان کی زندگی سے موازنہ کریں۔ کونسی بات یہ ثابت کرتی ہے کہ آپ نے خدا پرستانہ تناظر کھو دیا ہے؟۔ مسیح پر نظریں جمانے کیلئے آپ کو اپنے اندر کونسی تبدیلیاں لانے کی ضرورت ہے؟۔

- بائبل مقدس اس زندگی اور آئندہ زندگی کے بارے میں سچائی بیان کرتی ہے۔ زندگی کے بارے میں خدا کا نقطہ نظر حاصل کرنے کا واحد طریقہ یہ جاننا ہے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ آپ ہر ہفتہ بائبل پڑھنے میں کتنا وقت گزارتے ہیں؟۔ ایک انجیل کا انتخاب کرکے اسے بغور پڑھنا شروع کیجئے۔ اور یہ دیکھئے کہ یسوع نے اپنی بادشاہی اور ابدی زندگی کے بارے میں کیا تعلیم دی۔

- آپ کی کسی کے ساتھ آسمان کے بارے میں سنجیدہ گفتگو آخری بار کب ہوئی؟ یہ علم کہ آسمان آپ کا منتظر ہے۔ آپ کو کیسی اُمید دیتا ہے؟ آپ اپنے مستقبل کی رویا کے بارے میں کس کے ساتھ بات کرسکتے ہیں؟۔

باب نمبر 2

خدا پر بھروسہ

انحصار کا اعلان

باقی لوگ حالات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ایمان کے سورما خدا کی مرضی پر انحصار کرتے ہیں۔ انہیں ایسا کرنا لازم ہے کیونکہ انہوں نے اپنے دلوں کے کاغذ پر خدا پر انحصار کے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔ وہ دعا میں خدا کے منصوبوں کیلئے اپنی وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں۔ وہ اپنے گھٹنوں کے بل ہو کر اس چیز کو حفاظت سے تھامے رہتے ہیں جس کا خدا نے وعدہ کیا ہے۔ ایمان کے اس انداز کی بدولت وہ خدا کا سہارا لیتے ہیں اور اس کی آواز کے شنوا ہوتے ہیں۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ وہ خدا ہی کو اپنے دل کی بات کیوں بتاتے ہیں تو وہ کہیں گے کہ ان کے پاس اور کوئی راہ ہے ہی نہیں۔

صرف دو سال پہلے کی بات ہے کہ اٹھارہ سالہ Johannes Mantahari انڈونیشیا کے جزیرہ ہالماہیرا میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتا تھا۔ ایک رات اسے اچانک تین بجے صبح جگا کر بتایا گیا کہ لشکر جہاد کا ایک انبوہ قریب ہی جمع ہوا ہے اور وہ اس کے گاؤں کا رخ کئے ہوئے ہے۔ جوہانیز نے بھاگ جانے کی کوشش کی مگر اسے بیس انتہا پسند مسلمان جنگجوؤں نے پکڑ لیا۔

ان میں سے پانچ نے اسے زمین پر پٹک دیا۔ دس افراد نے اس کے گرد گھیرا ڈال لیا

تاکہ وہ فرار نہ ہو سکے اور پانچ اس کے اوپر سمورائے تلواریں لیے حملہ کیلئے تیار کھڑے تھے۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا وہ مسیحی ایمان سے دستبردار ہوگا۔ اس نے نفی میں جواب دیا۔ اس کے حملہ آوروں نے کہا کہ اگر اس نے مسیحی ایمان سے دستبردار ہونے سے انکار کر دیا تو وہ اسے جان سے مار دیں گے۔ جوہانیز نے اپنی نجات کے بارے میں پُر یقین ہونے کی بنا پر کہا کہ وہ مرنے کیلئے تیار ہے۔

لشکر جہاد کے جتھہ نے اس کے کان اور ماتھے کے درمیان تلوار چلائی۔ پھر اس کے بائیں کندھے اور بازو پر تلوار چلائی۔ ایک اور حملہ آور غیر مسیحی نے جوہانیز کی گردن کی پشت پر تلوار چلائی۔ اسے جان سے ختم کرنے کیلئے انہوں نے ایک بار پھر اس پر تلوار چلائی۔ اس بار پیٹھ اور ٹانگوں میں سے تلوار گزاری۔ پھر جنگجوؤں نے اس کے مجروح بدن کو کیلے کے پتوں سے ڈھانپا اور پتوں کو آگ لگانے کی کوشش کی تاکہ اس کا بدن جل جائے۔ پتے بہت ہرے تھے اور آگ نہ پکڑ سکے۔ پھر جہادی جتھہ نے اسے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔

جوہانیز خون میں لت پت پڑا تھا اور لشکر جہاد کا جتھہ جنگل میں بھاگ گیا۔ اپنی آخری سانسوں میں اس نے خدا کو مدد کیلئے پکارا۔ اچانک اس نے اپنے بازوؤں اور ٹانگوں میں اتنی طاقت محسوس کی کہ وہ کیلے کے پتوں کو اپنے بدن سے ہٹا سکے اور جنگل میں بھاگ جائے۔ وہ اس وقت تک غار میں چھپا رہا جب تک خطرہ ٹل نہیں گیا۔ وہ جنگل میں آٹھ دنوں تک لڑکھڑاتا اور مدد کیلئے پکارتا رہا۔ مگر کوئی ظاہر نہ ہوا اور بالآخر وہ نڈھال ہو کر گر پڑا اور اسے یقین ہو گیا کہ وہ جلد ہی اپنی آخری سانسیں لے رہا ہوگا ایک بار پھر جوہانیز نے خدا کو پکارا اس بار گھپ اندھیرے میں۔

اچانک جوہانیز نے محسوس کیا کہ ایک تسلی دینے والا ہاتھ اس کے بازو اور ہاتھ کو چھو رہا ہے۔ اسے کوئی نظر تو نہیں آ رہا تھا مگر ہاتھ کا لمس اطمینان بخش اور حوصلہ افزا تھا۔ اس نے

چلاتے ہوئے کہا کہ ''آپ کون ہیں۔ اور آپ جنگل کے وسط میں کیسے میرے پاس آئے جب کہ کوئی شخص بھی نظر نہیں آیا'' جنگل میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

اطمینان بخش لمس والا شخص غائب ہو چکا تھا مگر معجزانہ طور پر جوہانیز نے توانائی کی ایک بڑی لہر محسوس کی۔ اس نے آگے بڑھنے کیلئے کافی توانائی محسوس کی۔ بعد میں جوہانیز کے بہنوئی نے اسے زخمی حالت میں جنگل میں دیکھا۔ جوہانیز نے کہا اس کا ایمان ہے کہ تسلی دینے والا ملاقاتی یسوع تھا کیونکہ جنگل میں مدد کیلئے آٹھ روز تلاش کے دوران اس نے کسی شخص کو نہیں دیکھا سوائے بے شمار لاشوں کے۔ آج بیس سالہ جوہانیز اپنے متعدد داغوں کو یسوع کیلئے تعظیم کے امتیازی نشانات کے طور پر دیکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ اپنے حملہ آوروں کو معاف کرتا ہے جیسے ہمارا آسمانی باپ ہمیں معاف کرتا ہے۔ وہ متی 15:6 میں پائے جانے والے یسوع کے حکم کو سنجیدگی سے لیتا ہے۔ ''اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کرے گا''۔

جوہانیز ایک مبشر بننے کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خدا نے اس کی زندگی کو اسلئے بچایا تا کہ وہ بہتیرے غیر مسیحیوں کو مسیح کے پاس لائے۔ جوہانیز صرف خدا پر بھروسا کر سکتا تھا۔ اس کی اور کوئی رائے نہیں تھی۔ مگر یہ صرف اس بنا پر تھا کہ وہ اپنا ہر دن مکمل انحصار میں گزارتا تھا۔ یہ اس کی عادت اور اس کا طرز زندگی تھا۔ وہ آج تک خدا پر بھروسا رکھے ہوئے ہے۔

اپنے شکوک پر شک کرنا سیکھنا

جیسا کہ ہم نے گزشتہ باب میں دیکھا کہ جن لوگوں کا ایمان سورما ایمان ہوتا ہے وہ اس چیز سے تحریک پاتے ہیں جس سے دوسرے بے بہرہ ہوتے ہیں یعنی وہ نادیدنی حقیقت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ وہ زندگی کو خدا کے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر حتیٰ کہ سب

سے زیادہ نظریں مرکوز رکھنے والا شخص بھی شکوک کا شکار ہوسکتا ہے بالخصوص دکھوں اور مصیبتوں کی تنہاراتوں میں۔ خاندان اور دوستوں سے جدااور دشمنوں میں گھرے ہونے کی بدولت ہم سوچ سکتے ہیں کہ ''خدا کہاں ہے؟'' یا ''خدا کیا کر رہا ہے؟'' یا حتیٰ کہ ''میرے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟'' یہی بات مسیحی شہیدوں کو اس قدر ممتاز اور نمایاں بناتی ہے یعنی یہ کہ وہ اپنے تاریک ترین ایام میں بھی اپنے ایمان سے ثابت قدمی سے چمٹے رہتے ہیں اور مکمل طور پر اپنے خداوند پر بھروسا کرتے ہیں۔

جب شمالی کوریا کی اشتراکی فوج نے کوریا کے دلیر پاسٹر Im پر حملہ کیا تو اس نے جواباً کہا کہ ''تم میرے بدن کو تو ہلاک کر سکتے ہو مگر میری روح کو نہیں'' پھر اس نے دلیری سے مسیح پر اپنے ایمان کا اعلان جاری رکھا۔

اس کی باتیں سن کر افسر کا پارہ چڑھتا گیا اور بالآخر اس نے حقارت آمیز لہجہ میں کہا کہ ''اگر تمہیں اپنی پرواہ نہیں تو اپنے خاندان کا تو سوچو۔ وہ بھی جان سے مارے جائیں گے''۔

اس پر پاسٹر Im جھجکا۔ اسے یہ توقع تو تھی کہ وہ اسے مار ڈالیں گے مگر اس نے یہ خیال کبھی نہیں کیا تھا کہ اس کے خاندان کے ساتھ کیا کچھ ہوسکتا ہے۔ پھر بھی اس چناؤ کو جانتے ہوئے جو اسے کرنا تھا اس نے پُر اطمینان انداز میں اشتراکی افسر کو جواب دیا کہ ''میں اپنی بیوی اور بچوں کو تمہاری بندوق سے مرتا ہوا دیکھنا پسند کروں گا اگر مجھے معلوم ہو کہ وہ اور میں وفادار رہے بجائے اس کے کہ میں خداوند سے بے وفائی کروں اور انہیں بچالوں''۔

پاسٹر Im کو ایک تاریک کوٹھری میں ڈال دیا گیا دو سال تک وہ بائبل کی اس آیت کی تلاوت کر کے ہمت پاتا رہا جو اسے جان سے زیادہ عزیز تھی۔ ہر روز باقی لوگ اس کی چھوٹی الگ تھلگ کوٹھری سے اس کی پیار بھری اور پُر اطمینان آواز میں یوحنا 13:7 کو سنتے تھے

جس میں یسوع نے وعدہ کیا کہ ''جو میں کرتا ہوں تو اب نہیں جانتا مگر بعد میں سمجھے گا''۔

یہ باہمت مرد خدا شکوک کو مات دینے اور مکمل طور پر خدا پر بھروسہ کرنے کے قابل تھا کیونکہ وہ اپنے منجی کو جانتا تھا اور اس کا وعدہ نہیں بھولا تھا۔

ویٹن کالج (امریکہ) کا سابق صدر ڈاکٹر وی ریمنڈ ایڈمن طالب علموں کی ان الفاظ سے ہمت بندھاتا کہ ''خدا نے جو چیز آپ کو روشنی میں دکھائی ہے اس پر تاریکی میں شک نہ کریں'' ہوسکتا ہے کہ ہم پر جوہانیز منیٹاہاری کی طرح حملہ نہ ہو یا پاسٹرام کی طرح جیل میں نہ ڈالا جائے مگر تاریکی کی دیگر صورتیں خدا کے بارے میں ہماری بصیرت کو دھندلا کر سکتی ہیں اور ہم ان کی بدولت حیران ہو کر سوال کر سکتے ہیں کہ کیا وہ فی الواقع ہم سے پیار کرتا یا حتیٰ کہ کیا وہ ہماری پرواہ کرتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ہمیں اس کے وعدوں کی مشق کرنا اور ہماری خاطر ''روشنی میں'' کئے گئے اس کے طاقتور کاموں کو یاد کرنا لازم ہے۔ اگر ہم نے ''اس کی حضوری کی مشق'' کرنا سیکھ لیا ہو تو یہ چیز قدرتی انداز میں واقع ہو گی۔

خدا کی حضوری کی مشق کرنا سیکھنا

سترہویں صدی کے راہب برادر لارنس کے حصہ میں یہ اعزاز آیا کہ وہ اصطلاح ''خدا کی حضوری کی مشق کرنا'' وضع کرے۔ یہ دعا پر لکھی گئی اس کی اعلیٰ درجہ کی کتاب کا عنوان ہے۔ جب 1605ء میں اس کے ہاں نکولس ہرمن پیدا ہوا تو اس کے ذہن میں اس کے بارے میں کوئی تصور نہیں تھا کہ اس کی زندگی کونسا رخ اختیار کرے گی۔ یورپ میں کچھ سال فوجی ملازمت کرنے کے بعد ہی وہ Carmelite راہبوں کے ساتھ دعا اور ریاضت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گیا۔ اور اس نے وہ نام اختیار کیا جو تاریخ کے صفحات میں امر ہو گیا۔

برادر لارنس کیلئے دعا چیپل میں صلیب کے سامنے گھٹنے ٹیک کر دن کے مقررہ وقتوں

میں رسمی جملے بولنے سے کہیں زیادہ تھی۔ اس میں خانقاہ میں گندے کچن میں گھٹنے ٹیکنا بھی شامل تھا۔ وہاں وہ فرش دھونے یا آلو چھیلنے کے روزمرہ کے کام کے دوران خدا کے ساتھ ایک دوست کی مانند باتیں کرتا تھا۔ باغ میں جڑی بوٹیاں تلف کرتے ہوئے وہ آسمانی باپ کے ساتھ اپنی زندگی میں اگنے والی ناپسندیدہ چیزوں کے بارے میں باتیں کرتا تھا۔ جنہیں جڑ سے اکھاڑنے کی ضرورت تھی۔

کتاب ''خدا کی حضوری کی مشق کرنا'' میں برادر لارنس لکھتا ہے ''دنیا میں خدا کے ساتھ مسلسل گفتگو والی زندگی سے زیادہ میٹھی اور خوشی سے بھری زندگی کوئی نہیں ہے۔ صرف وہی لوگ اسے سمجھ سکتے ہیں جو اس کی مشق کرتے اور اس کا تجربہ کرتے ہیں۔ یہ سوچنا ایک بڑا دھوکہ ہے کہ ہمارے دعا کے اوقات دوسرے اوقات سے مختلف ہونے چاہئیں۔ ہم پر یہ سختی سے لازم ہے کہ عمل کے وقت میں عمل کے ذریعہ خدا سے چمٹے رہیں جیسے ہم دعا کے وقت میں دعا کے ذریعہ اس سے چمٹے رہتے ہیں''۔

اس کا نکتہ یہ ہے کہ جب ہم خدا کے ساتھ رابطہ کی لائن کھلی رکھتے ہیں اس کے ساتھ مسلسل باتیں کرتے ہیں (نہ کہ صرف بحران کے لمحات میں) اس کی آواز کی آرزو کرتے ہیں اور اس کے کام کی تڑپ رکھتے ہیں تو ہم ان مشکل اوقات کے لیے تیار رہیں گے جب یہ یقیناً آئیں گے اگر ہم اپنے روزمرہ اور دنیاوی معمول میں خدا پر بھروسہ کرتے ہیں تو ہم مصیبت میں اور اندھیرے میں اس پر بھروسہ کریں گے۔

ان سبھوں کو جنہوں نے سورما ایمان کا مظاہرہ کیا ہے برادر لارنس کی یہ کتاب پڑھنے کا شرف حاصل نہیں ہوا ہوگا تاہم انہوں نے اس کے راز کو دریافت کرلیا۔ خداوند پر شعوری بھروسہ برقرار رکھتے ہوئے وہ اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ''بلاناغہ دعا'' کرنے کے پولس رسول کے حکم پر عمل کرنا واقعی ممکن ہے۔ (1- تھسلنیکیوں 17:5)۔

جب کوئی شخص ہر وقت خداوند کی حضوری کا شعوری طور پر نظارہ کرتا ہے تو اسے ہر آنے والی بات کا سامنا کرنے کی دلیری ہو جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ''کوئی ایسی بات نہیں ہے جسے خداوند میں مل کر حل نہ کر سکیں''۔ مثال کے طور پر ان وقتوں میں جب ایک ماہ کی تنخواہ ماہ کے ختم ہونے سے پہلے ختم ہو جاتی ہے جب ملازمت میں تنازعات اور اختلافات کسی کے کامیابی یا مشن کے احساس کو برباد کر دیتے ہیں۔ جب نوعمر بچوں کی سردردی آپ کو اضطراب اور گھٹنوں کے بل لے جاتی ہے۔ جب آپ کے ساتھ کام کرنے والے آپ کے درست کام پر آپ کا مذاق اڑاتے ہیں۔

کیا ان میں سے کوئی مثال آپ کی اپنی بھی ہے؟ آپ خدا کی حضوری کی مشق کرنے کیلئے کیا کر سکتے ہیں؟۔

مارگریٹ پاورز نے اس حقیقت کو سمجھا کہ خداوند کے ساتھ قربت میں رہنا کسی کو مصیبت یا دکھ سے محفوظ نہیں کرتا پھر بھی وہ اس حقیقت کو گلے لگانے پر مجبور ہو گئی کہ جب ہم دکھ کی گھڑیوں میں خداوند پر بھروسہ کرتے ہیں تو ہم نا امید نہیں ہوتے۔ مسز پاورز الفاظ کی ماہر صناع ہے جس نے پر اثر نظم ''ریت پر قدموں کے نشان'' لکھی۔ اس میں وہ ایک ایسے شخص کے خواب کو بیان کرتی ہے جو ساحل سمندر پر خداوند کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ پہلو بہ پہلو قدموں کے نشان اس اطمینان بخش حقیقت کا ثبوت تھے تاہم جب اس شخص کی زندگی میں کوئی مشکل ترین گھڑی آتی تو اس وقت اس شخص کو صرف ایک شخص کے قدموں کے نشان نظر آتے تھے مگر جیسا کہ نظم بیان کرتی ہے کہ اگرچہ وہ شخص سوچتا کہ شاید اس گھڑی خداوند نے اسے چھوڑ دیا ہے مگر سچ یہ نہیں تھا بلکہ سچ یہ تھا کہ ان گھڑیوں میں خداوند اسے اٹھا لیتا تھا۔

مارگریٹ پاورز نے 1960ء کے وسط میں نہ صرف یہ اثر آفرین الفاظ لکھے بلکہ اس نے ان کو اپنی زندگی میں سچ کر دکھایا۔ جب وہ اور اس کا شوہر برٹش کولمبیا میں اپنے گھر سے

اور جگہ جانے کی تیاری کر رہے تھے تو اس کی یہ نظم اور دیگر سینکڑوں نظمیں چرا لی گئیں۔ دو دہائیوں سے زیادہ یہ نظم پوسٹروں' کارڈوں اور کتاب کے فیتوں پر شائع کی جاتی رہی اور مصنف کی جگہ ''گمنام'' لکھا ہوتا تھا۔ حق تصنیف کے لاکھوں ڈالر جو اس نظم کی مصنف کے تھے کبھی ادا نہ کیے گئے جبکہ کارڈ بنانے والی کمپنیاں اور پبلشر چاندی بنا رہے تھے۔

کئی سالوں تک مارگریٹ پاورز نے اس نظم کی مصنف ہونے کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ وہ جانتی تھی کہ خدا نے لوگوں کی ہمت افزائی کے لئے اسے یہ الفاظ دیئے۔ مگر اب اسے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اس نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ وہ اس وقت کہاں تھا جب اسے اس کی ضرورت تھی؟ وہ پشت پناہی اور تائید کہاں تھی جس کی وہ مستحق محسوس کرتی تھی؟۔ واحد کام جو وہ کر سکتی تھی وہ تھا دعا میں اپنا مقدمہ اس کے حضور پیش کرنا اور اس کی بانہوں میں آرام کرنا۔ اس عمل میں اس نے دیکھا کہ اگرچہ لاگت بہت بلند ہے مگر ناانصافی کے حالات میں خداوند پر پورے طور پر بھروسہ کرنا شایان شان ہے۔ جب آخر کار اسے اس نظم کی مصنفہ تسلیم کر لیا گیا تو جو تلافی اسے کی گئی وہ اس تحفظ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں تھی۔ جو اس نے اپنے آسمانی باپ کی بانہوں میں پایا تھا۔

داؤد بادشاہ کی ڈائری میں سے ایک صفحہ

داؤد بادشاہ کی زندگی میں بہت مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ جب وہ یہوداہ کے بیابان کی ریت پر چلتا تھا تو وہ قدموں کے نشانات کا صرف ایک جوڑا دیکھتا تھا داؤد کو معلوم تھا کہ خود زندگی سے مایوس ہونا کیسا محسوس ہوتا ہے۔ اس نے اس طرح کے ایک موقع پر زبور 22 لکھا جس کا آغاز بے لاگ انداز میں یوں ہوتا ہے۔ ''اے میرے خدا' اے میرے خدا' تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟''۔

جب وہ اپنی جان بچانے کیلئے بھاگ رہا تھا تو اس نے اپنے آپ کو بلی بادشاہ کے سامنے، پنجرے سے باہر چڑیا کی طرح محسوس کیا جو اس بلی کے حملہ کی زد میں تھی۔ جب وہ ہر بار ساؤل بادشاہ سے بچ جاتا تھا تو وہ سوچتا تھا کہ خدا اس سے غائب کیوں رہتا ہے۔ اس نے اپنی پوری زندگی خداوند کی محبت کا تجربہ کیا تھا مگر اس وقت نہیں۔ اس نے اپنے آپ کو بے بس، ناامید اور ترک شدہ محسوس کیا۔ اس نے برملا کہا کہ "تو میری مدد اور میرے نالہ و فریاد سے کیوں دور رہتا ہے؟"۔

کس نے داؤد کی طرح محسوس نہیں کیا ہے؟ اس نے سوچا ہوگا کہ "دعا کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ میں کتنا تنہا محسوس کرتا ہوں۔ کوئی بھی ایسا نشان نہیں جو یہ بتائے کہ کوئی میری سن رہا ہے۔ پھر بھی جب تک خدا مداخلت نہ کرے کوئی بھی میرے لئے کچھ نہیں کر سکتا؟"۔ آپ نے اس انداز میں کب محسوس کیا تھا؟ جو ہانیز منٹا ہاری جانتا ہے کہ یہ کس طرح سے ہے۔ یہی مارگریٹ پاورز جانتی ہے۔ "اے میرے خدا، میں دن کو پکارتا ہوں مگر تو جواب نہیں دیتا" (آیت 2)۔

اس زبور کے بارے میں جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ داؤد اس پورے زبور میں خدا پر بھروسہ کا مسلسل اظہار کرتا ہے۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ خدا کہیں نہیں مل سکتا۔ داؤد نے اپنے آپ کو ترک شدہ محسوس کیا مگر اس نے گھٹنے ٹیکے اور دعا مانگی۔ اس کی صاف دل شکایت کے الفاظ غصہ کے گستاخانہ اشتعال نہیں تھے۔ اگرچہ یہ اس کے دل کی مایوسی کا اظہار تھے مگر وہ دعا کی ایسی برچھیاں تھیں جن کا رخ خداوند کی سمت تھا۔

جب ہم زبور 22 کے باقی الفاظ پڑھتے ہیں تو ہمیں داؤد کے تناظر میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ زبور کے تقریباً درمیان میں اس نے پہچانا کہ اس کے پاس اس ایمان کی دلیل ہے کہ ہر ایک چیز پر خدا کا تسلط ہے اور اس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ چھڑائے گا۔ داؤد کیلئے

ریت پر ایک شخص کے قدموں کے نشان کا مطلب وہی تھا جو مار گریٹ پاورز کیلئے تھا۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب ہم ''تاریک وادیوں'' میں سے گزر رہے ہوتے ہیں اور ہمیں ضرورت ہوتی ہے کہ ہمیں خداوند کی حضوری کی فراہمی یاد دلائی جائے تو ہم زبور 23 کی طرف پلٹتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے آنے والے زبور میں بھی اتنی ہی حوصلہ افزائی پائی جاتی ہے اور شاید حتیٰ کہ اس میں اور زیادہ دیانتداری پائی جاتی ہے۔ جس کا ہم شخصی طور پر تجربہ کر سکتے ہیں۔ زبور 22 کم ہمت کیلئے امید کی نقیب ہے ایک ایسے دل کے اندر کی جھلک پیش کرنے کے علاوہ جو ہمارے دل کی مانند ہے یہ زبور ہر وقت خدا سے بات کرنے کا موقع دیتا ہے۔ (بالخصوص اس وقت جب ہم بہت دیندار محسوس نہیں کر رہے ہوتے ہیں یا جب ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہماری پرواہ نہیں کی جاتی)۔

خدا کی حضوری کی مشق کرنے کی خوبصورتی دعا کی سادہ سی تعریف ہے جسے یہ فروغ دیتی ہے۔ اگر ہم کام پر جاتے ہوئے یا سائیکل پر سکول جاتے ہوئے یا کچن میں شام کا کھانا تیار کرتے ہوئے خدا سے باتیں کرتے ہیں تو ہمیں اس بات کی فکر نہیں کرنی چاہئے کہ کیا ہم درست جگہ پر درست الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ یہ سیکھے گئے عمل سے زیادہ طرز زندگی ہے اور اگر خداوند کے ساتھ الفاظ یا خیالات کے مسلسل رابطہ کے دوران ہم یہ جان لیں کہ ہم خدا کے ساتھ اپنے محسوسات کے بارے میں شفاف ہو سکتے ہیں تو ہم دلیری سے اس سے پوچھ سکتے ہیں کہ کیا ہم ان خیالات پر یقین کر لیں (یا نہ یقین کریں) جو ہمارے ذہنوں میں آئے ہیں۔

نظم ''قدموں کے نشان'' کے لہجہ میں لکھی گئی ایک اور نظم Simak نے لکھی ہے۔ یہ نظم قاری کو خدا کی ابدی اور لافانی بانہوں پر اعتماد کرنے کی دعوت دیتی ہے یعنی اس وقت جب ہم سختیوں کے ذریعہ پریشان حال ہو جاتے ہیں یا مایوسی کے سمندر میں ڈوب جاتے

ہیں یہ نظم ہمیں خدا پر ہمارے بھروسہ کو ماننے کی بلاہٹ ہے۔ نظم کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔

پیارے باپ سمندر کی قوت کے ساتھ

مجھ پر اطمینان کے احساس کا سیلاب طاری کر جو صرف تم سے ہی جاری ہو سکتا ہے۔

اگر خوف وہراس کے رسے مجھے زمین میں دھنسانا چاہتے ہیں تو کیا تم اپنی طاقتور لہروں کے وسیلہ سے مجھے ساحل پر لے آؤ گے جہاں محفوظ اور سلامت رہا جا سکتا ہے؟۔

اور پھر جیسے تم نے پہلے کیا ہے برائے مہربانی پھر کریں۔ کیا تم مجھے اپنی بانہوں میں اٹھا لو گے جب ہم ریت پر چلتے ہیں؟۔

ثقافت مخالف تصور

دعا کے وسیلہ سے خدا پر انحصار کے اظہار کو سورما ایمان کی نشانی تو سمجھا جاتا ہے مگر اس کیلئے مطلوب جسمانی انداز کو بعض ثقافتوں میں کوئی تعظیم نہیں دی جاتی جہاں کسی شخص پر یا کسی چیز پر انحصار کو کمزوری سمجھا جاتا ہے۔ طاقت کے فقدان کے اعتراف یا بدنی یا جذباتی کمزوری کے اقرار کو توہین سمجھا جاتا ہے۔ لوگ اپنی بدنی خامیوں کو دور کرنے کیلئے کاسمیٹک پر ایک سال میں لاکھوں ڈالر خرچ کرتے ہیں وہ اتنا ہی خرچ اگر زیادہ نہیں تو کپڑوں کے ڈیزائن پر کرتے ہیں اس امید کے ساتھ ان کے سویٹر یا شرٹ پر لگے نشان یا لوگو کے باعث لوگ ان کی آنکھوں پر نظر ڈالنے کے بجائے اس نشان پر نظر ڈالنے سے متاثر ہوں گے اور یہ چیز ان کی زندگیوں میں مقصدیت کے فقدان کو عیاں کرتی ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ انگلستان پر سیاسی انحصار سے بغاوت کے نتیجہ میں پیدا ہوا۔ امریکہ کی فوجی فتح پر محتاط انداز میں لکھی گئی دستاویز کے ذریعہ مہر ہوئی جس میں آزادی کا اعلان تھا۔ آزادی کے اعلامیہ نے نہ صرف نئی قوم کیلئے سیاسی لب ولہجہ وضع کیا بلکہ اس نے ایک ایسی ثقافتی آب وہوا کو متعارف کرایا جو اپنی طاقت کے بل بوتے پر ترقی کرنے والے

افراد پیدا کرتی اور ایک طبقہ کی کامیابی کا جشن مناتی ہے۔ آزادی کی ایسی فضا میں دوسروں کی ضروریات یا کسی بادشاہ کی ضرورتوں کے اعتراف سے گریز کرنے کی کیفیت پیدا ہوئی۔

داؤد بادشاہ کے بیٹے سلیمان نے ہر اس چیز کو نہیں اپنایا جسے اس کے باپ نے اسے سکھانے کی کوشش کی اس عورت کے بیٹے کے بارے میں جس کے ساتھ داؤد نے ایک ناجائز تعلق کے بعد شادی کی یہ ثابت ہونا تھا کہ اس میں جنسی ہوس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس کی بیویوں اور حرموں کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ واعظ میں اس کے اعترافات اس کے غیر مزاحم ماضی میں دریچہ کھولتے ہیں۔ پھر بھی باحکمت اور دولتمند بادشاہ نے اپنے باپ سے خدا پر انحصار کے اعتراف کی اہمیت ضرور سیکھی۔

امثال 3:5-6 میں سلیمان نہ صرف اس مسلسل رابطہ کی اہمیت کو بیان کرتا ہے جو داؤد اور خداوند کے درمیان پائی جاتی تھی بلکہ وہ خدا پر انحصار کے اعتراف کی دانشمندی کا بھی برملا اعلان کرتا ہے۔ ''سارے دل سے خداوند پر توکل کر اور اپنے فہم پر تکیہ نہ کر۔ اپنی سب راہوں میں اس کو پہچان اور وہ تیری رہنمائی کرے گا''۔

اگر صرف سلیمان اپنی ہی مشورت پر توجہ دیتا تو اس کی زندگی کے آخر کے پچھتاوؤں کی فہرست بہت کم ہوتی۔ مگر صد افسوس کہ وہ بادشاہ جس نے وہ حکمت پائی جس کی اس نے خداوند سے درخواست کی تھی امثال کی قوت کو اپنے روزمرہ کے معمول میں یکجا نہ کر سکا۔ اس سبب سے ہم سلیمان کو ان لوگوں میں شمار کرنے پر مائل نہیں ہوتے جنہوں نے سورما ایمان کا مظاہرہ کیا۔ جو لوگ اس خطاب کے مستحق ہیں وہ اس چیز کو جسے کہ سچ جانتے ہیں اپنے روزمرہ کام کاج میں یکجا کرتے ہیں۔ یہ لوگ ٹاڈ بمیر Todd Beamer جیسے لوگ ہیں۔

فلائیٹ 93 پر سورما ایمان

11 ستمبر سے پہلے ٹاڈ بمیر کا نام معروف نہیں تھا۔ اس بدنام زمانہ دن کے بعد اس کا

نام جوانمردی اور ایمان کے مترادف ہوگیا۔ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اس تیس سالہ امریکی کاروباری شخصی نے دعا میں خدا کو پکارنے کے ذریعہ خدا پر اپنے انحصار کا اعتراف کیا۔ دعا اس کیلئے ایسی فطری تھی جیسے سانس لینا فطری ہوتا ہے۔

روایتی چیک اپ کے بعد یونائیٹڈ فلائیٹ 93 نے Nesark رن وے پر پرواز کا آغاز کیا۔ جب یہ Cleveland کی فضائی حدود میں داخل ہوا تو بوئنگ 757 دائیں طرف مڑ کر جنوب کی طرف پرواز کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں ٹاڈ اور دیگر مسافروں نے یہ محسوس کرلیا کہ کوئی بھیانک بات واقع ہوگئی ہے۔ چار دہشت گرد پائیلٹ اور اس کے ساتھی کو قتل کرنے کے بعد جہاز چلا رہے تھے۔ دہشت گردوں کی ہر ممکن کوشش تھی کہ وہ جہاز کو وائٹ ہاؤس یا کسی اور ٹارگٹ سے ٹکرائیں۔ نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے دونوں ٹاور اور پنٹاگون پر پہلے ہی حملہ ہو جانے کے بعد جب یہ معلوم ہوا کہ پین سلوانیہ کے اوپر پرواز کرنے والا طیارہ اپنے پرواز کے نقشہ سے اچانک رخ بدل گیا ہے تو حکام بالا پورے طور پر چوکس ہوگئے۔

بدترین بات کا خدشہ محسوس کرتے ہوئے کئی مسافروں نے اپنے موبائل فون کے ذریعہ اپنے پیاروں کو خدا حافظ کہا۔ ٹاڈ نے اپنی ٹرے نما میز پر رکھے فون کو استعمال کیا۔ چونکہ اس کا رابطہ اپنی حاملہ بیوی لیزا سے نہیں ہوسکتا تھا اس کا رابطہ GTE ایئر فون ہیڈ کوارٹر کے آپریٹر سے ہوا۔ جب اس نے طیارے پر رونما ہونے والی خوفناک تفصیل بیان کی تو آپریٹر نے ٹاڈ کا رابطہ GTE کی سپروائزر سے کرایا۔

ٹاڈ نے دوسری طرف کی خاتون کو اپنی بیوی کیلئے پیغام دیا۔ اس خاتون نے وعدہ کیا کہ وہ شخصی طور پر جا کر یہ پیغام لیزا کو دے گی۔ پھر حیران کن انداز میں پرسکون لہجہ میں (اگرچہ وہ جانتا تھا کہ اس کی موت قریب ہے) اس نے اس خاتون سے کہا کہ کیا وہ اس

کے ساتھ دعائے ربانی میں شریک ہوگی۔اس خاتون نے حامی بھرلی۔ یہ ٹاڈ کا ایک انداز تھا جس سے اس نے اپنی زندگی' اپنا خاندان اور ان موجودہ حالات کو اپنے آسمانی باپ کے سپرد کیا۔ یہ اس کیلئے آخری یادداشت تھی کہ یسوع کے شاگرد اور پیروکار ہونے کی اپنی بلاہٹ میں ان لوگوں کو معاف کرنا شامل ہے جو اس کے خلاف گناہ کرتے ہیں۔دعا کے اختتامی الفاظ ''کیونکہ بادشاہی اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔آمین'' کے بعد رابطہ کی لائن کٹنے سے فوراً پہلے اس خاتون سپروائزر نے ٹاڈ کے بے ساختہ الفاظ ''یسوع میری مدد کرے'' سنے۔ پھر وہ اپنے ساتھی مسافروں سے متوجہ ہوا جن کے ساتھ ل کر اس نے دہشت گردوں کو قابو کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا تھا اور پھر اس نے وہ پانچ الفاظ بولے جو اس کی قبر کے کتبہ پر لکھے جانے والے ٹھہرے۔

"Are you ready? Let's roll"

یعنی ''کیا آپ تیار ہیں؟ چوکس ہوجائیں''

ٹاڈ بمیر اور دوسرے مسافروں کی جانب سے کی جانے والی مزاحمت کے نتیجہ میں امریکی آزادی کی ایک اور علامت کو تباہ کرنے کا منصوبہ ناکام ہوگیا۔ یونائیٹڈ فلائیٹ 93 کا طیارہ پین سلوانیا کے دیہی علاقہ میں گر کر تباہ ہوگیا جس کے نتیجہ میں طیارہ پر سوار تمام افراد جاں بحق ہوگئے مگر زمین پر کسی شخص کی موت واقع نہیں ہوئی۔

یسوع کیلئے ٹاڈ کی مضبوط وفاداری میں کوئی لچک نہیں آئی۔ جب موت نے پردے سے باہر آکر اس کی آنکھوں میں گھورا تو یہ نوجوان ایماندار نہ گھبرایا نہ پیچھے ہٹا۔اس کی وجہ بالکل واضح تھی۔اس کا ہر ایک دن خدا پر انحصار کے احساس کے ساتھ گزرتا تھا۔وہ ہر دن دعا میں گزارتا تھا اور وہ اپنے دو بیٹوں کے ساتھ دعا کرتا تھا۔ایک ایسے گھر میں پرورش پانے کے باعث جہاں دعا کی تعلیم دی جاتی اور مشق کی جاتی تھی۔ٹاڈ نے خداوند سے بات چیت

کرنے کا وہ جذبہ اپنایا جو اس نے اپنے والدین میں دیکھا۔ جان ابھی بچہ ہی تھا جب اس کی ماں نے اسے وہ دعا سکھائی جو اس نے فلائیٹ 93 میں کی۔

زندگی کے ابتدائی ایام میں ہی ٹاڈ نے اپنے والدین کے ایمان کو اپنا ایمان بنایا۔ بطور نوجوان شوہر اور باپ اس نے اپنے ایمان پر عملی انداز میں زندگی گزاری۔ اس کی وفات کے وقت وہ اور اس کی بیوی لیزا گھریلو بائبل سٹڈی گروپ میں شریک ہوا کرتے تھے۔ اور کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ گروپ کیا مطالعہ کر رہا تھا۔ گروپ کے افراد دعائے ربانی سے متعلق مختلف انجیلی بیانات میں سے یہ تلاش کر رہے تھے کہ اس کا اطلاق ان کی زندگیوں پر کیسا ہوتا ہے جب وقت آیا تو ٹاڈ نے اپنی زمینی زندگی کا خاتمہ اس انداز میں کیا جس انداز میں اس نے اسے ہر روز گزارا۔ اس نے اسے دعا میں خدا کے سپرد کر دیا۔

ٹاڈ بیمر کو مسیح پر ایمان کے سبب تو نہیں مارا گیا اور نہ ہی وہ ''ایذا رسیدہ کلیسیا'' کا نمائندہ کہلا سکتا ہے مگر پھر بھی وہ خدا پر انحصار کی زندگی گزارنے کی ایک طاقتور مثال ہے۔ خواہ ہمیں اپنے ایمان کی خاطر دکھوں اور مصیبت کا تجربہ نہ بھی ہو خدا ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنے فیصلوں میں، ملازمت میں، خاندانوں کے بارے میں اور مستقبل کے بارے میں اس پر انحصار کریں۔ اگر ہم امریکی ڈالر پر ایک نظر ڈالیں تو ہمیں اس پر یہ الفاظ لکھے ملیں گے۔ ''In God we trust'' یہ ایک عمدہ جذباتی جملہ ہے مگر کیا ہم واقعی اس پر بھروسہ کرتے ہیں؟ یا کیا ہمارا بھروسہ صرف ان روپوں پر ہوتا ہے جن پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں؟۔

اشتراکی چین کی می لنگ کو جوانی میں اپنی مسیحی سرگرمیوں کی بنا پر گرفتار کر لیا گیا۔ تفتیش کے دوران پولیس نے اذیتوں کا سہارا لے کر یہ کوشش کی کہ وہ در پردہ کلیسیا کے اپنے دوستوں کے نام افشا کر دے۔

پہلے پہل می لنگ بہت خوفزدہ تھی اور وہ سوچتی تھی کہ خدا نے اس ہولناک جگہ میں اس

کیلئے کیا مقصد رکھا ہے۔ مگر فوراً اسے اپنے پاسٹر کی تعلیمات یاد آئیں جو کہا کرتا تھا کہ ''حقیقی مصیبت دم لمحہ بھر کی ہوتی ہے اور پھر ہم اپنے جلالی منجی کے ساتھ ابدیت گزارتے ہیں'' وہ جانتی تھی کہ وہ زندگی میں یا موت میں خدا پر انحصار کر سکتی ہے۔

جب می لنگ سے سوال کیا گیا کہ وہ اپنی قید اور اذیت کے لمحات میں حواس باختہ ہونے سے کیسے بچی رہی تو اس نے جواب دیا کہ جب میں اپنی آنکھیں بند کر لیتی تھی تو مجھے ان مردوں کے خونخوار چہرے یا ان کے اذیتوں کے آلے نظر نہیں آتے تھے۔ میں اپنے لیے مسیح کا یہ وعدہ دہراتی رہتی تھی۔ ''مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے'' (متی 8:5)۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ جب میں نے اپنے دل کو انسانوں کے خوف سے پاک کیا تو میں نے حقیقی طور پر خدا کو دیکھنا سیکھا۔ میں نے ان باقی سب لوگوں سے ہمت پائی جو مجھ سے پہلے گئے تھے۔ اور جنہوں نے اس وقت تک خدا پر اپنی نظریں مرکوز رکھیں جب تک ہر ایک باقی چیز ختم نہیں ہوگئی۔ جب سرکاری افسران کو مجھ سے مطلوبہ معلومات نہ ملیں تو انہوں نے میری پتلیوں کو کھلا رکھنے کیلئے انہیں ٹیپ سے اوپر سے چپکا دیا مگر ان کی یہ کوشش رائیگاں گئی کیونکہ میری نظر محفوظ تھی''۔

می لنگ اس دنیا سے آزاد تھی کیونکہ وہ خدا پر اپنے انحصار کا اعلان کر چکی تھی۔

خدا پر انحصار کے اپنے اعلان کو قلمبند کرنا

- اپنی بے بسی کا پُرجوش اعتراف خدا کی حضوری کی شادمانی کی کنجی ہے۔ جس طرح سے آپ عام طور پر دعا مانگتے ہیں اس کی بجائے آپ خاکساری اور صاف گوئی کے ساتھ خداوند کو پکارنے کا تجربہ کریں۔

- اپنی زندگی میں اس لمحہ کے بارے میں سوچیئے جب آپ نے محسوس کیا کہ خدا نے

آپ کو چھوڑ دیا ہے مگر بعد میں آپ نے جانا کہ اس نے آپ کو اٹھالیا تھا۔اس تجربہ کو قلمبند کیجئے۔اسے ایک گواہی کے طور پر تیار رکھیئے تا کہ جب بھی خدا چاہے آپ اسے ہر اس شخص کو بیان کیجئے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا نے اسے چھوڑ دیا ہے۔

• اس سوال کا جواب دیانتداری سے دیجئے۔میرا تحفظ کس چیز میں ہے؟ میں کس چیز پر تکیہ کرتا ہوں؟ پھر آپ اپنے جواب کے بارے میں خدا سے بات کیجئے اور اس سے کہیئے کہ وہ آپ کو اپنے اوپر مکمل طور پر بھروسہ کرنے کی قوت دے۔

• اس ثابت قدم اور استقلالی دعا کے نمونہ پر غور کیجئے جو جوہانیز منیٹار ہادی اور ٹاڈ بمیر کی زندگیوں کا خاصہ تھی۔آپ کام میں، سکول میں، گھر میں، کار میں یا کہیں بھی ''خدا کی حضوری کی مشق'' کرنے کی خاطر کیا کر سکتے ہیں؟۔

• می لنگ نے حتیٰ کہ شدید دکھوں میں بھی خدا کو دیکھنا سیکھا۔اپنی آنکھیں بند کیجئے اور اپنے ''ایذا کنندگان'' اپنے ساتھ کام کرنے والوں، اپنے پڑوسیوں اور ان لوگوں کو چشم تصور سے دیکھئے جو آپ کے ایمان یا مسیحی موقف کی حمایت نہیں کرتے۔جونہی ہر چہرہ دماغ میں آئے اس میں خدا کی شبیہ دیکھنے کی کوشش کریں اور خدا سے کہیں کہ وہ اپنی خاطر ان سے پیار کرنے میں آپ کی مدد کرے۔

باب 3

خدا کے کلام کی محبت

سچائی کے کتابی کیڑے

خدا کا کلام فرق پیدا کر کے رہتا ہے۔
یہ محفوظ رہا ہے تا کہ یہ ان لوگوں کو محفوظ رکھ سکے۔
جو اس کے اختیار کے آگے جھکتے ہیں۔
ایمان کے سورماؤں کو اس کی زندہ سچائی کے صفحوں سے خوراک ملتی ہے۔
کتابی کیڑوں کی طرح وہ ہر اس چیز کو نگل جاتے اور ہضم کرتے ہیں جسے دوسرے بے قدر جانتے ہیں۔اور اگر چہ بعض اوقات یہ مشکل ہوتا ہے مگر وہ غور کرتے ہیں اور خدا کی باتوں کا تعلق اپنی زندگیوں سے جوڑتے ہیں''۔

Greg Asimakoupoulos

جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو انتہائی ایمان کی زندگی گزارنے کے ذریعہ ممتاز بناتے ہیں وہ اس زندگی کی عارضی نوعیت سے باخبر ہیں۔انہوں نے خداوند پر مسلسل انحصار کی حالت میں رہنا سیکھا ہے۔وہ خدا کے کلام کیلئے تعظیم رکھنے والوں اور اس کی سچائی کے ذرائع بننے کی مخلصانہ کوشش کرنے والوں کے طور پر بھی پہچانے جاتے ہیں۔
امریکہ میں دہشت گردی کے حملہ کے چھ ہفتے بعد دہشت گردوں نے بہاولپور میں ایک

کلیسیائی عبادت میں دھاوا بول دیا۔ تین بندوق بردار افراد عمارت کے پیچھے سے داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک پُلپٹ پر گیا اور اس نے پاسٹر کو حکماً کہا کہ وہ بائبل کو فرش پر پھینک دے۔ عمانوایل العطا نے بائبل کو مضبوطی سے اپنے سینے سے لگا لیا اور اپنی پشت دہشت گرد کی طرف پھیرتے ہوئے کہا کہ "میں ایسا نہیں کروں گا"۔ حاضرین کے سامنے جن میں اس کے بیوی بچے بھی موجود تھے دہشت گرد نے اس کو پیچھے سے گولی مار دی۔ اس روز گولی کا شکار صرف یہی پاسٹر نہیں ہوا بلکہ دہشت گردوں نے اور کئی لوگوں کو گولی ماردی۔

بعض لوگ سوچتے ہوں گے کہ پاسٹر عمانوایل نے دہشت گرد کا بائبل پھینکنے کا مطالبہ پورا کیوں نہیں کیا۔ بائبل کو زمین پر پھینکنا اس کی طرف سے ایک شخصی عمل توہین گردانا جاتا مگر یہ گناہ قرار نہ دیا جاتا مگر پاسٹر عمانوایل یہ جانتا تھا کہ ایک غیر مسیحی حملہ آور کے لئے یہ عمل کیا ملامت رکھتا تھا۔ غیر اقوام کے لوگ اپنی مقدس کُتب کی کسی قسم کی توہین کو کُفر قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا وہ شاید بائبل کو زمین پر پھینکنے کے عمل کو مسیحیت کے ارتداد کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان کے ذہنوں میں ایسا عمل یہ معنی دیتا ہے کہ بائبل واقعی خدا کی مقدس سچائی نہیں ہے۔ جیسا کہ مسیحی دعویٰ کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاسٹر عمانوایل دہشت گرد کا حکم مان کر بائبل کو زمین پر پھینک سکتا تھا یہ جانتے ہوئے کہ وہ بعد میں ہر ایک کو یہ وضاحت پیش کر دے گا کہ مسیحی بائبل کے بارے میں ویسے نظریات نہیں رکھتے جیسے کہ غیر اقوام کے لوگ رکھتے ہیں۔ مگر کون کہہ سکتا ہے کہ دہشت گرد اس سے مزید مطالبے نہ کرتے اور بالآخر اسے گولی نہ مارتے؟ حتیٰ کہ اگر وہ اسے گولی نہ بھی مارتے تو جو لوگ پاسٹر عمانوایل کو جانتے تھے انہیں یقین ہے کہ وہ بائبل کو زمین پر نہیں پھینک سکتا تھا۔ اس نے حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا کیونکہ وہ یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے کہ زمین پر اس کا یہ آخری عمل اس چیز کے لئے توہین

ہوتا جو اسے جان سے زیادہ عزیز تھی۔ وہ خدا کے کلام سے اتنا پیار کرتا تھا کہ اس نے اس بات کو ازلی طور پر یقینی بنالیا کہ کوئی بھی شخص اس کے بارے میں اس کی وابستگی کو کبھی بھی غلط نہیں سمجھے گا۔ آپ کے خیال میں اس طرح کی صورتحال میں آپ کیا کرتے؟ کیا آپ بائبل کے لئے اتنی لگن رکھتے ہیں؟۔

قابل تعظیم ملکیت

بائبل مقدس کے بارے میں ایسی لگن امریکہ میں کمیاب ہے جہاں اوسط گھرانہ میں کافی کی میز پر، کتابوں کی درازوں میں اور بستر کے قریب والی میز پر بائبل کی کئی جلدیں پائی جاتی ہیں۔ مغربی ایمانداروں کے پاس طرح طرح کی بائبلیں ہیں جو مختلف تراجم، حجم، رنگ اور جلد پر مشتمل ہیں۔ ان کے پاس بچوں کی بائبل، لڑکوں/لڑکیوں کی بائبل، نوجوانوں کی بائبل، ماؤں کی بائبل، باپ کی بائبل، ''مطالعاتی بائبل'' غور وخوض کرنے والی بائبل، اور اس طرح کی بہت سی بائبلیں ہیں۔ بڑی عمر والے مسیحی اس بات پر شیخی مار سکتے ہیں کہ ان کے پاس درجن یا اس سے زیادہ بائبلیں ہیں۔ شاید اس لئے وہ بائبل کو آسان لے لیتے ہیں۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں بائبلیں کمیاب ہیں مسیحی خدا کے کلام کو ایک انمول ملکیت کے طور پر لیتے ہیں۔ ان ممالک میں جہاں بائبل رکھنا غیر قانونی ہے بائبل کا تقدس ان لوگوں کی نظر میں بڑھ جاتا ہے جو اس کے ایک نسخہ کو بچانے کی خاطر گرفتاری یا ایذا کا خطرہ مول لے لیتے ہیں۔ وہاں ہر ایک نسخہ کی قدر کی جاتی ہے۔

کوریا کے ایک ایماندار نے بتایا کہ ''انہوں نے میری منتیں سماجتیں کیں مگر میں بائبل انہیں نہیں دے سکتا تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ مسیحیوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ دوسروں کو اپنی چیزوں میں شریک کریں مگر میں اس سے جدائی برداشت نہیں کرسکتا'' پھر اس نے اپنی قیمتی ملکیت کو ظاہر کرنے کیلئے اپنا ہاتھ باہر نکالا۔

اس نے یہ بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں واقعی انہیں اپنی بائبل دینا چاہتا تھا مگر میں ایسا نہ کر سکا۔ دیکھئے کہ شمالی کوریا کے لوگوں نے مجھے بتایا کہ وہ ایک بائبل کے حصول کیلئے پچاس سالوں سے دعا کر رہے ہیں۔ مگر میں نے انہیں اپنی بائبل نہیں دی کیونکہ میں اس کی خاطر بیس سالوں سے دعا کرتا رہا تھا اور میں نے اسے حال ہی میں جنوبی کوریا کے ایک پاسٹر سے حاصل کیا تھا'' اس شخص نے بائبل کو مضبوطی سے اپنے سینہ سے لگا لیا۔ وہ حال ہی میں اشتراکی قید نما ملک سے فرار ہوا تھا اور اب جنوبی کوریا میں آزادی سے رہ رہا تھا۔

اس حقیقت کے باوجود کہ خدا کے کلام کیلئے شمالی امریکہ کے مسیحیوں میں اس قدر پُر جوش احترام نہیں پایا جاتا جس قدر مشرقی بلاک کے ممالک کے مسیحیوں میں پایا جاتا ہے۔ آپ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں۔ مغرب کے بہت سے لوگ بائبل کو سنجیدگی سے لیتے ہیں۔ اور نتیجہ کے طور پر اس سے ان شہروں میں ترک حوالات کا برتاؤ کیا جاتا ہے جہاں گرجا گھر اور صلیبیں آسمان کو چھوتی ہیں یا اسے اگر زیادہ صاف کہیں تو مسیحی ان جگہوں میں بھی ایذا رسانی کا شکار ہوتے ہیں جہاں نمایاں مذہب مسیحیت ہوتا ہے۔ سورما ایمان کے امیدوار کی گواہیاں ہمیشہ چونکا دینے والی زندگی اور موت کی گواہیاں نہیں ہوتیں۔ اکثر وہ لوگ آپ جیسے ہوتے ہیں۔ مگر ایک لمحہ کیلئے رکئے اور سوچئے کیا آپ کا نام اس فہرست میں شامل ہے؟ کیا آپ بائبل کو سنجیدگی سے لیتے ہیں؟۔

محبت کی وراثت

یہ کوئی اتفاقیہ بات نہیں یہ کہ ایسے تمام ایمانداروں کی زندگیوں کی پہچان خدا کے کلام کی محبت ہے۔ جو لوگ عبرانیوں 12:1 میں بیان کردہ آسمانی نشستوں سے واقف ہیں انہیں اس بات کا احساس ہے کہ ان سورماؤں کے ساتھ بیٹھنے کیلئے کیا ضروری ہے جنہوں نے اپنی دوڑ پوری کر لی ہے۔ مگر خدا کے کلام کیلئے بلند احترام زمانہ حال کی بات نہیں ہے۔

یہ زمانوں سے سورما ایمان کی علامت رہا ہے۔ ایماندار صدیوں سے کلام خدا کی خاطر لہولہان ہوتے اور جان دیتے رہے ہیں۔ تیموتھی اور ماراہی کی مثال لیجئے۔

مارا نے اپنے شوہر کی منت سماجت کی کہ ''تیموتھی برائے مہربانی اسے بتا دو' گورنر کو بتا دو کہ کلام کہاں چھپا رکھا ہے اور آزاد ہو جاؤ! میں یہ اور زیادہ برداشت نہیں کر سکتی'' تیموتھی اور مارا کی شادی ان کی گرفتاری سے چند ہفتے پیشتر ہوئی تھی وہ رومی صوبہ مارٹیانیا کے رہنے والے تھے۔ تیموتھی نے گورنر کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا اور مارا نے یہ دہشت ناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا جب رومی سپاہیوں نے اس کی آنکھیں لوہے کی گرم سلاخوں سے جلا ڈالیں۔ اب تیموتھی الٹا لٹکا ہوا تھا اور اس کی گردن کے گرد وزن باندھا ہوا تھا۔ جب وہ اپنے منہ میں ٹھونسے گئے کپڑے کے ہٹائے جانے کا انتظار کر رہا تھا تو اس خوف کی جگہ جو اس نے اپنی گرفتاری کے وقت محسوس کیا ایک الٰہی سکوت نے لے لی۔

لیکن پھر اپنے ایمان کا انکار کرنے اور سپاہیوں کے سامنے اپنی کلیسیا کی ملکیت پاک کلام کے نسخے ظاہر کرنے کی بجائے اس نے اپنی جواں سالہ بیوی کو ملامت والے لہجہ میں کہا کہ ''میرے لئے اپنی محبت کو مسیح کیلئے اپنی محبت کے آڑے نہ آنے دو'' اپنے شوہر کی ہمت کو دیکھ کر مارا کا اپنا ارادہ مضبوط ہو گیا۔ تیموتھی کے انکار اور مارا کی نئی ہمت کی وجہ سے آگ بگولا ہو کر گورنر Arrianus نے ان دونوں کو رومی دنیا کی سخت ترین عقوبت کی سزا دی۔ مگر انہوں نے ٹوٹنے اور مسیح کا انکار کرنے سے کر دیا۔ آخر کار انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ صلیب دے دی گئی۔

صدیوں بعد 1519ء میں چھ مرد اور ایک بیوہ عدالت کے کٹہرے میں کھڑے تھے جن پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ انہوں نے کلیسیا کے خلاف ایک انتہائی جرم سرزد کیا ہے ان کا جرم کیا تھا؟ اپنے بچوں کو دعائے ربانی اور دس احکام انگریزی زبان میں سکھانا' اس وقت

انگلستان میں بائبلی تعلیم کیلئے صرف لاطینی زبان کی اجازت تھی حالانکہ عام لوگ انگریزی بولتے تھے۔ ایمانداروں نے خفیہ طور پر بائبل کے کچھ حصوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور پھر بڑی احتیاط سے یہ تراجم ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل کئے گئے۔ مگر یہ ایماندار پکڑے گئے اور ان پر مقدمہ چلا اور پھر انہیں ستون سے باندھ کر جلا دیا گیا۔

کارروائی کے اختتام پر بیوہ کو معافی مل گئی اور اسے چلے جانے کی اجازت مل گئی کسی نے احتجاج نہیں کیا کیونکہ وہ اکیلی تھی اور گھر پر چھ بچے اس کے منتظر تھے۔ جیسے ہی سپاہی نے اسے اس کے گھر پہنچایا اس نے اس عورت کے کوٹ کی آستین کے اندر سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنی۔ اس نے اس کے کوٹ سے انگریزی کے تراجم کھینچے۔ یہ وہی مواد تھا جسے سزا یافتہ ایماندار اپنے بچوں کو سکھاتے رہے تھے۔ اگرچہ یہ عورت ابھی ابھی موت کی سزا سے بچ گئی تھی مگر اس نے ان تراجم سے جدا ہونا منظور نہ کیا کیونکہ اس کا یہ ایمان تھا کہ اس کے بچوں کو خدا کے کلام کی سچائی جاننے کی ابھی بھی ضرورت ہے۔ اس چیز نے اسکے خاتمہ پر مہر کر دی۔ اسکے جلد ہی بعد چھ مردوں اور ایک عورت کو لکڑی کے ستونوں سے باندھ کر زندہ جلا دیا گیا۔

اس کے کچھ سال بعد انگلستان ہی میں ولیم ٹنڈیل کی ایک ماہر علم الٰہیات کے ساتھ تیز و تند بحث ہوگئی۔ علم الٰہیات کے جید عالم نے طنزیہ انداز میں کہا کہ "ماسٹر ٹنڈیل آپ کو ماننا پڑے گا کہ انسان بائبل میں مذکور خدا کی اپنی شریعت کی نسبت کلیسیا کے قوانین کے ساتھ بہتر زندگی گزار سکتا ہے کیونکہ وہ انہیں سمجھتا ہے"۔

ٹنڈیل نے پُرزور انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ "میں پریسٹوں اور ان کے قوانین سے انکار کرتا ہوں۔ اگر خدا مجھے زندگی بخشنا چاہے تو اس چیز میں کوئی دیر نہیں لگے گی کہ ہل چلانے والا ایک لڑکا پریسٹوں سے زیادہ کلام کو سمجھے گا"۔ اس جملہ نے ٹنڈیل اور قائم شدہ کلیسیا میں بٹوارا پیدا کر دیا۔ وہ جلد ہی انگلینڈ سے بھاگ کر براعظم آیا جہاں اس نے

نئے عہدنامہ کا اپنا غیر قانونی انگریزی مسودہ تیار کیا۔ پھر کئی سالوں تک یہ چھوٹے نئے عہدنامے کپاس کی گانٹھوں میں چھپا کر جرمنی کے بحری جہازوں کے ذریعہ اور دیگر کئی ذرائع سے خفیہ طور پر انگلینڈ بھیجے جاتے رہے۔ بالآخر ٹنڈیل کو اس کے ایک ''دوست'' نے پکڑوا دیا اور اس پر الحاد کا مقدمہ ہوا۔ جیل میں سزائے موت کے انتظار کے سال کے دوران ٹنڈیل نے پرانے عہدنامہ کے زیادہ تر حصہ کا انگریزی میں ترجمہ کر ڈالا۔ اکتوبر 1536ء میں ستون سے باندھ کر جلائے جانے سے پہلے اس کے آخری الفاظ یہ تھے ''خداوند! بادشاہ کی آنکھیں کھول دے''۔

خدا نے ایسا کیا۔ ٹنڈیل کی شہادت کے صرف ایک سال بعد بادشاہ نے پہلی انگریزی بائبل کو قانونی طور پر چھپنے کی اجازت دیدی۔ کنگ جیمز آتھرائزڈ ورژن اس کے 74 سال بعد منظر عام پر آیا۔ آج کے کنگ جیمز ورژن کا 83 فیصد حصہ ٹنڈیل کے ترجمہ پر مشتمل ہے۔

خدا کے کلام کی بھوک پیاس رکھنا

اپنی کتاب What in the world is God doing میں ڈاکٹر Ted Engstrom جو ورلڈ وژن کے سابق صدر تھے نے ایک کورین ایماندار کے بارے میں ایک کہانی بیان کی ہے۔ اس کہانی کا تعلق تین کورین مزدوروں سے ہے جنہوں نے 1880ء کے عشرے میں چین میں کام تلاش کیا۔ چین میں قیام کے دوران انہوں نے انجیل سنی اور خداوند یسوع کو منجی قبول کیا۔ ان تینوں نے جلد ہی یہ مصمم ارادہ باندھا کہ وہ اپنے ملک میں مسیح کا پیغام لے کر جائیں گے مگر وہ یہ جانتے تھے کہ یہ کام آسان نہیں ہے کیونکہ کورین حکومت نے بشارت کو ممنوع قرار دے رکھا تھا۔

چونکہ کوریا اور چین کے حروف تہجی ایک جیسے ہیں اس لئے انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ چینی بائبل کا ایک نسخہ اپنے ملک میں سمگل کر کے لے جائیں گے۔ انہوں نے یہ معلوم

کرنے کیلئے قرعہ ڈالا کہ کسے کوریا میں انجیل لے جانے کا شرف حاصل ہوگا۔ پہلے شخص نے بائبل کو اپنے سامان میں دبا دیا اور سرحد کی جانب چل پڑا جو کہ فٹ پاتھ کے ذریعہ کئی دنوں کا سفر تھا۔ سرحد پر اس کی تلاشی لی گئی۔ بائبل دریافت ہوئی اور اسے جان سے مار دیا گیا۔ دوسروں کو خبر ملی کہ ان کے دوست کو قتل کر دیا گیا ہے۔ دوسرے شخص نے اپنی بائبل کے صفحات پھاڑے اور اپنے سامان میں الگ الگ کاغذ چھپا دیئے۔ اس نے بھی سرحد کی جانب اپنا لمبا سفر شروع کیا مگر صرف پکڑے جانے اور قتل کئے جانے کیلئے۔

تیسرے شخص میں یہ جذبہ بھر گیا کہ وہ وہ کام ضرور کرے گا جو اس کے ساتھی نہ کر سکے۔ اس نے بائبل کے تمام صفحات پھاڑ کر الگ الگ کر دیئے۔ پھر اس نے ہر ایک ورق کو تہہ کر کے ان کی چھوٹی چھوٹی پٹیاں بنائیں اور پھر ان پٹیوں کو بن کر ایک رسی بنائی۔ اس کے بعد اس نے اسی گھر کی بنی ہوئی رسی سے اپنا سامان باندھا۔ جب وہ سرحد پر آیا تو محافظوں نے اسے سامان کھولنے کو کہا۔ سامان میں کوئی غیر قانونی چیز نہ دیکھنے کی بدولت انہوں نے اسے کوریا میں جانے کی اجازت دیدی۔

اس شخص نے گھر پہنچ کر رسی کو کھولا اور ہر ایک صفحہ کو استری کر کے سیدھا کر دیا۔ پھر اس نے اپنی بائبل کے حصہ جوڑے اور جہاں کہیں بھی گیا مسیح کی منادی کرنے لگا۔ اور جب انیسویں صدی کے آخری سالوں میں مشنری کوریا میں گئے تو انہوں نے وہاں پہلے سے بیج بویا ہوا پایا اور پہلے پھل دیکھے۔

ہم نے خدا کے کلام کیلئے (اسے پڑھنے' اس کا مطالعہ کرنے' اس کی اطاعت کرنے اور اسے دوسروں کو بیان کرنے کیلئے) لگن اور جذبہ ورثہ میں پایا ہے۔ ہر ایک نسل میں جب سے یسوع نے شیطان کو یہ برملا کہا کہ انسان کے باطن میں خدا کی سچائی کی بھوک پائی جاتی ہے۔ (آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا بلکہ ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی

ہے)(متی 4:4)۔ وفادار ایمانداروں میں کلام کی بھوک (اشتہا) پائی جاتی رہی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پہلی صدی میں خدا کے کلام کے ساتھ لگن لفظ شاگرد کے مترادف تھا۔

پہلی صدی کی پیاس

لوقا نام کے ایک یہودی طبیب نے ٹھان لیا کہ وہ یسوع کی زندگی کا پکا خلاصہ اور ابتدائی کلیسیا کی تاریخ قلمبند کرے۔اس کے اس کام کا محرک ایک گمنام رومی افسر تھا جو ممکنہ طور پر مسیحیت کو حال ہی میں قبول کر چکا تھا۔ اگرچہ لوقا نے انجیل اور رسولوں کے اعمال دونوں میں تھیفلس نام کے شخص کو مخاطب کیا ہے مگر یہ شاید اس کا حقیقی نام نہیں تھا۔ یونانی میں لفظ Theophilus کا مطلب ہے ''خدا سے پیار کرنے والا'' لہٰذا یہ اس شخص کیلئے خفیہ نام تھا جو سرعام اپنے ایمان کا اقرار کرنے کیلئے تیار نہیں تھا۔

چونکہ ڈاکٹر لوقا پولس رسول کا ساتھی رہا تھا اس لئے وہ قابل بھروسہ عینی شواہدات تک رسائی رکھتا تھا۔ اس نے تھیفلس کو لکھا تا کہ یسوع کی خدمت سے متعلق نشانات اور معجزات اور نئی ابھرنے والی کلیسیا کی خدمت سے متعلق خدا کی وفاداری کا ثبوت پیش کر کے اس پیارے بھائی کی ہمت افزائی کرے۔ اعمال کے دوسرے باب میں ڈاکٹر لوقا (لوقا طبیب) یروشلیم میں قائم ہونے والی پہلی کانگریگیشن کی ترجیحات اور سرگرمیاں بیان کرتا ہے۔

''اور یہ رسولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے میں اور روٹی توڑنے اور دعا کرنے میں مشغول رہے اور ہر شخص پر خوف چھا گیا اور بہت سے عجیب کام اور نشان رسولوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے تھے اور جو ایمان لائے تھے وہ سب ایک جگہ رہتے تھے اور سب چیزوں میں شریک تھے اور اپنا مال واسباب بیچ بیچ کر ہر ایک کی ضرورت کے موافق سب کو بانٹ دیا کرتے تھے اور ہر روز ایک دل ہو کر ہیکل میں جمع ہوا کرتے اور گھروں میں روٹی توڑ کر خوشی اور سادہ دلی سے کھانا کھایا کرتے تھے اور خدا کی حمد کرتے اور سب لوگوں کو عزیز

تھے اور جو نجات پاتے تھے ان کو خداوند ہر روز ان میں ملا دیتا تھا'' (اعمال 2:42-47)

اس حوالہ میں لفظ ''مشغول'' خصوصی توجہ کا طلبگار ہے۔ اس کیلئے یونانی لفظ Proskertereo استعمال ہوا ہے۔ جس کا مطلب ہے ''کسی چیز کیلئے سنجیدہ اور مخلص ہونا، ثابت قدم رہنا، مستقل طور پر مستعد رہنا، کسی کے ساتھ چمٹے رہنا'' اس لفظ میں عام رسم یا کسی مذہبی کام سے کہیں زیادہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اس میں شدید قسم کی وابستگی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ وہ لفظ ہے جسے لوقا نے پاک روح کی رہنمائی میں یسوع کے لوگوں کی اس پہلی نسل کے بارے میں بیان کرنے کیلئے چنا۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہونے میں مشغول تھے۔ وہ خداوند کی عشا کی تعظیم کرنے میں اس کے ساتھ مشغول تھے۔ وہ دعائیہ طرز زندگی کے ساتھ مشغول تھے۔ (ہیکل میں رسمی دعائیہ وقت میں اور ایک دوسرے کے گھروں میں دعا کے غیر رسمی وقتوں میں)۔

لوقا سب سے پہلے ہماری توجہ اس حقیقت کی طرف لگاتا ہے کہ وہ رسولوں سے تعلیم پانے میں مشغول رہے۔ واضح طور پر اس کا اشارہ یسوع کے ابتدائی شاگردوں کی منادی اور تعلیم کی طرف پایا جاتا ہے۔ اس میں یقینی طور پر خدا کی وہ سچائی پائی جاتی تھی جو انہوں نے یسوع کے ساتھ تین سال رہنے اور اس کی باتیں سننے کے دوران پائی تھی۔ نئے عہد نامہ کی چاروں اناجیل اس کا ثبوت ہیں۔ یہ فرض کرنا بھی روا ہے کہ رسولوں کی تعلیم میں پرانے عہد نامہ کی تفسیر بھی پائی جاتی تھی۔ جو خداوند نے انہیں سکھائی تھی۔ دوسرے الفاظ میں ابتدائی کلیسیا نے اپنے آپ کو کلام میں مشغول رکھا۔ یہ ان کی روزمرہ کی روٹی تھی۔

عجیب بات یہ ہے کہ جب لوقا نے یروشلیم کی کلیسیا کے بارے میں یہ بیان تحریر کیا اس وقت مسیحیت رومی سلطنت کے لئے ایک خطرہ سمجھی جاتی تھی۔ مسیحیوں کو پکڑا، گرفتار کیا جاتا اور قتل کیا جاتا تھا۔ اس کے الفاظ اس پر امن زمانہ کی یاد دلاتے ہیں جب غیر مسیحی جو مسیح کے

شاگردوں کو دیکھتے تھے ہر اس چیز سے متاثر ہوتے تھے جو وہ دیکھتے تھے۔ زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ اس کی وجہ کہ لوقا ایذا رسانی سے قبل کی کانگریگیشن کی ترجیحات کو آسانی سے بیان کر سکتا تھا یہ ہے کہ اب جنہیں ان کے ایمان کے سبب ایذائیں دی گئیں وہ خدا کے کلام، رفاقت، پاک عشا اور دعا میں مشغول رہے۔

دم گھونٹ دینے والے حالات میں سانس لینا

آزمائشیں اور سختیاں خدا کے کلام کی سچائی کے ساتھ لگن کو کم نہیں کر سکتیں۔ جیسے یسوع نے بیابان کا سامنا کیا ویسے ہی جب ہم اپنے آپ کو آرام دہ اور آسائش بخش حالات سے محروم سمجھتے ہیں تو ہمیں قوت کیلئے اپنی ضرورت کی پہچان ہوتی ہے۔ جو صرف خدا کے کلام سے ملتی ہے۔ جب ہم اپنی زندگیوں میں خدا کے لمس کیلئے تڑپ رہے ہوتے ہیں تو بائبل ایک نخلستان بن جاتی ہے جو ہمیں خدا کی قوت کے احساس سے لبریز کر دیتی ہے۔ یہ اس تازگی اور دبدبہ کی مانند ہے جس کا ہم اس وقت تجربہ کرتے ہیں جب ہم گرتی ہوئی آبشار کے نیچے کھڑے ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جن لوگوں کی زندگیاں خدا کے کلام کی محبت سے پہچانی جاتی ہیں وہ درد دل رکھنے والوں کے طور پر بھی پہچانے جاتے ہیں۔ کشمکش اور اذیت کے لمحات میں انہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فی الواقع انتہائی تازگی بخش اور ناگزیر ہے۔ بائبل مقدس ہی ان کی فضا بن جاتی ہے جس میں وہ سانس لیتے ہیں۔ نتیجتاً جب بیابان کی جگہ پھولوں سے بھرا سبزہ زار یا پیارے پہاڑی مناظر لے لیتے ہیں تو وہ پھر بھی کلام سے لپٹے رہتے ہیں۔

جب میری بارنٹ کی ساتھی کارکن ناگہانی اور المناک موت مری تو اس نے اپنے غم کا اظہار اپنے آپ کو خداوند پر ڈال دینے کے ذریعہ کیا۔ الفاظ اس کے شکستہ دل کو بھرنے لگے

اور اسے اس چیز کا احساس تک نہیں ہوا کہ وہ عقیدت کے ایک بے ساختہ گیت کے ذریعہ اپنا دل اپنے آسمانی باپ کے آگے انڈیل رہی ہے۔ اس کے گیت خداوند اور اس کے کلام کیلئے اس کی محبت کا اعلان کرتے تھے۔ جہاں تک میری کا تعلق ہے یہ اس کیلئے سب کچھ تھا جسے اس نے تھامے رکھنا تھا۔ پاک روح اور کلام کے وسیلہ سے اس کی موجودگی اس کی حبس زدہ جان کیلئے آکسیجن کی مانند تھی۔

جب سے میری نے 1995ء میں پہلی بار اپنا گیت Bresthe گایا تب سے پوری دنیا کے مسیحیوں نے خدا کی حضوری اسکے کلام کیلئے اس کی محبت کی بازگشت پیدا کی ہے۔ ہر ہفتے لاکھوں لوگ ابھی بھی اس گیت کے ساتھ اپنی آوازیں بلند کرتے ہیں اور دعائیہ روح میں اس فضا میں خدا کی پاک حضوری کو پہچانتے ہیں۔ جس میں وہ سانس لے رہے ہوتے ہیں اور خدا کے کلام کو اپنی روزمرہ کی روٹی کے طور پر لیتے ہیں۔ گیت کا بار بار گایا جانے والا مصرعہ خدا کیلئے تڑپ کا اور اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ ہم اس کے بغیر مکمل طور پر کھڑے ہوتے ہیں۔

پال نامی ہیرو

جس گرجا گھر میں پال بارنیز عبادت کرنے جاتا ہے وہاں میری بارنٹ کا کورس تو نہیں گایا جاتا مگر وہ اس کے گیتوں کی صداقت کی تصدیق کرتا ہے۔ پال بارنیز اس انداز میں ایذا کا شکار نہیں ہوا ہے جس انداز میں ہم عام طور پر اس کا مفہوم لیتے ہیں مگر وہ حقارتوں کے کانٹے سے آشنا ہے۔ بے شمار مواقع پر ان لوگوں نے اسے غلط سمجھا ہے جو منجی سے اس کے عشق یا خدا کے کلام سے اس کی محبت کو نہیں سمجھ پاتے۔

پال 1917ء میں پیدا ہوا۔ اس کا میلان موسیقی کی جانب تھا اور اسے Sranford میں داخلہ مل گیا۔ مگر سالوں تک وہ اس کوشش میں رہا کہ وہ اپنے بڑے بھائی کی نظروں میں

مقبولیت پائے جوشہرہ آفاق عالم اور موجد تھا۔

زندگی ہال کے لئے اتنی آسان نہیں تھی چونکہ اس کا IQ اس کے بھائی کے جیسا نہیں تھا اس لئے اس نے اپنے پیشہ کو ترک کر دیا۔ اس نے اچھا کام کیا مگر وہ مطمئن نہ تھا۔ اس کی گرجا گھر میں حاضری یسوع کے ساتھ شخصی رشتہ کی ہم پلہ نہ تھی۔ اس کے تین درازوں والے کیبن کے اندر کی فائلوں میں گرجا گھر ایک اور فائل تھی جسے وہ ہفتہ میں ایک بار باہر نکالتا تھا۔ مگر 40 سال کی عمر میں ہال کی زندگی حیرت انگیز انداز میں بدل گئی۔ جب وہ اپنی بیوی Tunita کے ہمراہ ٹیلی ویژن پر بلی گراہم کروسیڈ دیکھ رہا تھا تو اس نے ایک شخصی نجات دہندہ کی اپنی ضرورت کو پہچانا۔ انہوں نے شکا گو کے مضافات میں واقع Des Plaines بائبل چرچ میں جانا شروع کر دیا اور ہال نے خدا کے کلام کو ازبر کرنا شروع کر دیا۔

اس کی بیٹی چانڈلر کہتی ہے ''اپنے کاروباری دورے کے دوران 'ڈیڈی اپنی کار میں سفر کرنے کے دوران اور گاہکوں کے انتظار کے دوران کلام کے بڑے بڑے حصے حفظ کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک چھوٹی بائبل تھی جسے وہ اپنی شرٹ کی جیب میں رکھتے تھے''۔

خدا کی سچائی تک آسانی سے رسائی پاتے ہوئے ہال زبور نویس کی باتوں کو سنجیدگی سے لیتا تھا۔ وہ لغوی معنوں میں کلام کو اپنے دل میں چھپائے رکھتا تھا۔ اگرچہ اس کے کاروباری ساتھیوں نے اس کی اس مشق کو قدرے عجیب سمجھا اور اسے ''ہیلیلو یاہ ہال'' کہنے لگے مگر وہ ان کے طنزوں کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اب ہال دوسروں کے خیالات سے بے پرواہ ہو گیا تھا۔ خدا کے کلام میں اس نے آخر کار خدا کی غیر مشروط محبت اور قبولیت کی یقین دہانی پائی۔ احساس کمتری کی اپنی سابقہ قید سے رہائی پانے کے بعد ہال خداوند کے سامنے حاضر ہونے میں پُر اعتماد ہوتا تھا۔

جب یہ حیران کن شخص اپنی پچاسویں سالگرہ تک پہنچا تو اس کے اس اعتماد کی آزمائش

ایک انتہائی مشکل گھڑی سے ہوئی۔ جب اس کی 59 سالہ بیوی جونیتا 11 ستمبر 2001ء کے ایک ہفتہ بعد فوت ہوئی۔ جب کہ نیویارک کے لوگ دہشت گردوں کے حملوں کے نتیجہ میں مارے گئے تین ہزار لوگوں کا غم منا رہے تھے۔ ہال اپنی بہترین دوست کی موت کا غم منا رہا تھا۔ مگر اچھی طرح سے استعمال شدہ اپنی بائبل میں اس نے وہ وسائل پا لئے جو اسے باقی زندگی تنہا زندگی گزارنے کیلئے درکار تھے۔

آج تک ہال بارنیز بائبل کے 173 ابواب حفظ کر چکا ہے۔ تاہم سب سے زیادہ موثر کن وہ درجہ ہے جس تک اس نے ان ابواب کی سچائی کو اپنی زندگی کے وسیلہ سے منظر عام پر آنے کا موقع دیا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ پہلے وہ اپنے پوتے کی تیرہویں سالگرہ کے موقع پر خاندان اور دوستوں سے بھرے ہوئے کمرہ میں کھڑا تھا۔ اپنی چھوٹی سی بائبل کو ہاتھ میں بلند کرتے ہوئے اس نے اس لڑکے کو خدا کا کلام کا عاشق بننے کا چیلنج دیا۔ ''اسے مجھ سے لے لو میرے پوتے۔ بائبل کو اپنی زندگی بدلنے کا موقع دو۔ اسے اپنے دل میں چھپا لو۔ یہ کتاب تمہیں گناہ سے باز رکھے گی یا گناہ تمہیں اس کتاب سے باز رکھے گا''۔

خدا کے کلام کی تبدیل کن قوت

اگر یہ نوجوان اپنے دادا کی دانشمندانہ نصیحت پر کان دھرتا ہے تو وہ سورما ایمان کا ورثہ قائم کرنے کی راہ پر چل پڑے گا اور یوں وہ اسے ایک روز اپنے پوتوں پوتیوں کے لئے چھوڑنے کے قابل بنے گا۔

آپ ایمان کا کونسا ورثہ چھوڑیں گے؟ کیا آپ کے پیارے' دوست' رفقائے کار یہ جانتے ہیں کہ بائبل آپ کی زندگی میں کس طرح اثر پذیر ہے؟۔

نوجوان بالخصوص اثر پذیر ہوتے ہیں۔ نوجوانی ہی وہ وقت ہوتا ہے جب ایک نمایاں اور امتیازی ایمان کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ وائس آف مارٹرز کے ایک کارکن گیری لین

نے اسے براہ راست دیکھا ہے۔ دو سال قبل جب وہ تھائی لینڈ کے شہر چیانگ مائی گیا تو اس کی ملاقات ایک درجن سے زیادہ ایسے Shan لڑکوں سے ہوئی جنہوں نے برما کی حکومت کی مخالفت ملیشیا میں بچے فوجیوں کی طرح کام کیا تھا۔ خدا کے قادر مطلق منصوبہ کے مطابق شان قائدین نے مشنریوں کو اجازت دی کہ وہ ان لڑکوں کو چیانگ مائی کے قریب مسیحی یتیم خانہ میں رہنے کیلئے لے جائیں۔ گیری لین کا مفصل بیان ملاحظہ کیجئے:

''تھائی لینڈ میں پہنچنے کے صرف تین ہفتوں بعد ان لڑکوں نے مسیح کو قبول کیا۔ اور بدھ مذہب اور مظاہر پرستی سے پھر کر مسیحیت کے پیروکار ہو گئے۔ ان لڑکوں کو جب پہلی بار بائبل سے متعارف کرایا گیا تو وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

ایک سترہ سالہ لڑکے نے کہا کہ ''آپ کا مطلب ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے...... ایک کتاب کے صفحات پر؟''۔ اس کی بادام جیسی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ جب وہ اس بائبل پر حیرانی سے نظریں ڈال رہا تھا جو اسے ابھی ابھی دی گئی تھی۔ اس لڑکے نے بائبل کو سینے سے لگایا اور اس تحفہ کو ایسے عزیز جانا کہ جیسے اسے کوئی نایاب موتی یا کوئی سونے کی اینٹ دی گئی ہے۔

یتیم خانہ کے کارکنان کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک معجزہ دیکھا ہے یعنی انہوں نے ان شان لڑکوں میں جب سے وہ مسیح کے پاس آئے ہیں بہت تبدیلیاں دیکھی ہیں۔ بلند آواز میں باتیں کرنے والے جارحیت پسند بے پرواہ اور اکثر طور پر تیز و تند رویہ اختیار کرنے والے یہ سابقہ نوجوان فوجی اب حلیم فروتن پیار کرنے والے اور پرواہ کرنے والے نوجوان بن گئے ہیں چونکہ وہ خدا کے کلام کو تعظیم اور احترام کی نظروں سے دیکھتے ہیں اسلئے وہ اسے باقاعدگی سے پڑھتے ہیں۔ اس کی پیروی کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اور خداوند کی فرمانبرداری میں چلتے ہیں۔ وہ خداوند میں مکمل ہیں جو تبدیلی ان میں آئی ہے وہ اس بات کا

ثبوت ہے کہ وہ ہیں۔ یہی شان قبیلہ کے سابقہ نوجوان فوجی جن کی تربیت لڑنے اور مارنے کی ہوئی تھی اب ویسے چل رہے ہیں جیسے یسوع چلتا تھا۔

2001ء میں اپنی وفات سے پہلے وائس آف مارٹرز کے بانی رچرڈ ورم برانڈ اپنی زندگی بھر کے سفر میں ایذا رسیدہ کلیسیا کی خدمت کرنے کے بہت سے سنگ میل قائم کر چکا تھا۔ جب آہنی پردہ کے گرنے کے چالیس سال بعد چین باہر کے لوگوں کیلئے کھل گیا تو اس نے دکھوں اور ایذا رسانیوں کے درمیان کلیسیا کی وسیع بڑھوتری میں خوشی منائی۔ جب سوویت یونین میں اشتراکیت کا خاتمہ ہوا تو اس نے قبول کی گئی دعاؤں کے لئے خدا کی تمجید کی۔ ابھی بھی بے شمار چینی اور روسی مسیحی مصیبتوں میں زندگی گزارتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایماندار جیل میں پژمردہ سے ہو گئے ہیں۔ بہت سوں کو شہید کر دیا گیا ہے۔ جو کچھ پاسٹر ورم برانڈ نے چند سال پہلے اپنی کتاب Alone with God میں لکھا وہ ابھی تک ہمیں اپنی اس بلاہٹ کی یاد دلاتا ہے کہ ہم نے ان بہنوں اور بھائیوں کے لئے دعا مانگنی ہے جنہیں ان کے ایمان کی بدولت دکھ دیئے جاتے ہیں اور نیز ہم نے خدا کے کلام کیلئے ان کے احترام سے تحریک حاصل کرنی ہے۔

''ایک وقت تھا جب چنگ کنگ میں بائبلیں اور مسیحی کتب سرعام جلائی جا رہی تھیں۔ مسیحیوں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ ان جلتی ہوئی کتب کو دیکھیں۔ تاہم بائبلیں چونکہ موٹی ہوتی ہیں اس لئے وہ بہت آہستہ سے جلتی ہیں۔ آکسیجن کو صفحات کے اندر داخل ہونے میں دشواری ہوتی ہے اور صفحات بھی ہزار سے کم نہیں ہوتے۔ جلنے کا منظر دیکھنے والا کوئی بھی شخص اس حقیقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان جلتی ہوئی بائبلوں سے اپنے لئے کوئی صفحہ پھاڑ لیتا۔ اس کے بعد کئی سالوں تک اس کی در پردہ کلیسیا اس ایک صفحہ سے اپنے ایمان کی غذا کا اہتمام کرتی تھی۔ پھر وہ اس کے نتیجہ کے بارے میں چھوٹی سی رپورٹ سمگل کرنے

میں کامیاب ہو گئے۔ ''ہم نے اس ایک صفحہ سے یہ سیکھا ہے کہ بہتر مسیحی بننے کی کوشش کرنا غلط ہے۔ مسیح بہتر مسیحی نہیں چاہتا بلکہ وہ ایسے مسیحی چاہتا ہے جو اس کے مشابہ ہوں''۔

اس کے بارے میں سننے کے بعد ہم نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ بائبل کا کون سا صفحہ ان کے پاس تھا۔ یہ وہ صفحہ تھا جس پر متی 18:16 کا حوالہ پایا جاتا ہے۔ ''تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے'' اس وعدہ کے ساتھ رہا جا سکتا ہے''۔

پاسٹر عمانوایل، تیموتھی، مارا (باہمت بیوہ) ولیم ٹنڈیل، کوریا کے مزدوروں اور دیگر بے شمار ایمانداروں نے خدا کے کلام کی حفاظت کرنے، اس کا ترجمہ کرنے اور اسے دوسروں میں بانٹنے کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ کیوں دیا؟ یہ ایک کلیدی سوال ہے کیونکہ اس میں اس بات کے گہرے اطلاقات پائے جاتے ہیں کہ ہم نے اپنے ایمان کے مطابق کیسے جینا ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے یہ مرد و خواتین بائبل سے اس لئے پیار نہیں کرتے تھے کہ اس پر ان کا ایمان تھا بلکہ وہ اس لئے اس سے پیار کرتے تھے کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ یہ حقیقی طور پر خدا کا کلام ہے اور کیونکہ وہ اس پر زندگی گزارتے تھے۔ بائبل یا وہ حصہ جو ان کے پاس تھا صفحہ پر الفاظ کے مجموعہ سے کہیں زیادہ کچھ تھا۔ یہ ان کیلئے خدا کی سچائی تھا۔ لہٰذا ان کے نتیجہ کے اعمال جذبہ پر نہیں بلکہ فرمانبرداری پر مبنی تھے۔ خدا کی فرمانبرداری میں چلنا ایک مہم ہے خواہ ہم کہیں کے رہنے والے کیوں نہ ہوں۔ مگر اس مہم میں گمراہ ہونے کا خدشہ ہے جب تک کہ ہم خدا کے کلام کو اپنی زندگیوں کے ہر حصہ میں جذب ہونے کا موقع نہ دیں۔

چونکہ وائس آف مارٹرز کی تنظیم دنیا کے دشوار علاقوں میں کام کرتی ہے اس لئے وعظوں یا خیالات کا عنوان اکثر طور پر رومیوں 39:8 ہوتا ہے جس میں لکھا ہے کہ ایمانداروں کو خدا کی محبت سے کوئی چیز جدا نہیں کر سکتی۔

سوڈان میں پاسٹر ابرام نے اپنے لوگوں کی مصیبتوں کو دیکھا۔ بائبلیں اس کے ملک میں کمیاب ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس چار سو ایمانداروں پر مشتمل کانگریگیشن کے پاس صرف ایک بائبل ہے۔ اس نے لوگوں کو کلام کے تھوڑے سے حصہ کی خاطر جان دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ سوڈان کے ایمانداروں کو مسیحیت ترک نہ کرنے پر ایذائیں دی جاتی رہی ہیں، بھوکا رکھا گیا اور حتیٰ کہ جان سے مار دیا گیا ہے۔

جب وائس آف مارٹرز کے کارکنان سوڈان گئے اور انہوں نے پاسٹر ابرام کو اس کی کلیسیا کیلئے سینکڑوں بائبلیں دیں تو اس نے وائس آف مارٹرز کے کارکنان کو اپنی کافی استعمال شدہ اور خستہ حالت والی بائبل پیش کی۔ صفحات بمشکل آپس میں جڑے تھے اور ایک صفحہ بالخصوص پھٹا ہوا تھا اور اسی صفحہ پر رومیوں 8 باب تھا۔ سوچئے کہ کتنی بار پاسٹر ابرام نے اپنی تقویت کیلئے اس حوالہ پر سوچ بچار کی ہوگی اور کتنی بار اس نے اسے اپنی کانگریگیشن کے ارکان کی ہمت افزائی کیلئے استعمال کیا ہوگا۔ جب وہ جنگ اور ایذا کے خلاف سینہ سپر ہوتے تھے۔ شاید اس نے یہی ایک صفحہ ایک گھر سے دوسرے گھر پہنچایا ہوگا۔

معاملہ کی صداقت محض یہ ہے۔ بائبل کا حتمی پیغام بنی نوع انسان کیلئے خدا کی محبت کی کہانی اور یہ حقیقت ہے کہ اس نے اپنا بیٹا ہمارے گناہوں کے مرنے کیلئے دے دیا۔ کوئی بھی چیز ہمیں خدا کی محبت سے جدا نہیں کر سکتی۔

ایمان کے سورماؤں کے پاس اپنی تقویت کیلئے یہ وسیلہ یعنی ان کے دلوں میں خدا کی محبت ہے۔ وہ اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ انہیں خدا کی محبت سے کبھی جدا نہیں کیا جا سکتا اور وہ تحریری کلام سے خدا کی محبت اور اس کی سچائی کو کبھی جدا نہیں کرتے۔

وائس آف مارٹرز کی ٹیم کی پاسٹر ابرام کے ساتھ ملاقات کے کچھ روز بعد اسے شمالی سوڈان کے کٹر جنگجوؤں نے گولی مار دی۔ اگر ہم مسیح میں اپنا ایمان نہیں جی رہے ہیں تو ہمیں

خدا کے کلام کی قوت کا تجربہ کرنے میں دشواری ہوگی جبکہ خدا کا کلام تو بہت سے ایذا رسیدہ ایمانداروں کیلئے زندگی کا ایک باقاعدہ حصہ ہے۔ ان کیلئے ڈاکٹر لوقا کے الفاظ ابھی تک قلمبند کئے جا رہے ہیں۔

کیا آپ خدا کے کلام سے پیار کرتے ہیں؟ کیا بائبلی مطالعہ آپ کے ہفتہ وار معمول کا ایک باقاعدہ حصہ ہے؟ جب آپ کلام کو اور اس بات کو سمجھ جاتے ہیں۔ جو خدا چاہتا ہے تو کیا آپ اس کی اطاعت کرتے ہیں؟ بائبل کی تلاوت، بائبل کا مطالعہ، اس کا اطلاق، اس پر غور و خوض اور اسے حفظ کرنا سانس لینے کی طرح اہم ہونا چاہئے۔

سانس لینے کا طریقہ سیکھنا

اگر حال ہی میں کلام کیلئے آپ کی بھوک اور پیاس میں کمی آ گئی ہے تو زیادہ تر امکان اس بات کا ہے کہ آپ خوشحالی اور برکت کے موسم سے لطف اندوز ہوئے ہیں جس کا نتیجہ ایمان کی سطح کے یکساں رہنے کا آغاز ہے۔ خدا کے کلام کیلئے بھوک پیدا کرنے کا ایک طریقہ اس مقام پر دیانتداری سے نظر کرنا ہے جس پر آپ خداوند کے ساتھ کھڑے ہیں۔ پس آپ کس مقام پر کھڑے ہیں؟۔

اپنے شیڈول کا جائزہ لیجئے اور خداوند کی حضوری میں آنے کیلئے ایک پورا آدھا گھنٹہ مختص کیجئے۔ خدا کے ساتھ اپنے وقت کا آغاز اپنی زندگی میں ہر اچھی بات کیلئے اس کی شکرگزاری سے کیجئے۔ پھر خدا سے کہئے کہ وہ آپ کو وہ اقدار اور رویے یاد دلائے جو آپ کے اپنی برکات سے برتاؤ کے نتیجہ میں مدھم پڑ گئے تھے۔ اس کی آواز سنئے کہ وہ کیا کہتا ہے۔

- آپ کی بائبل کہاں ہے؟ باقاعدہ بائبلی مطالعہ کا پروگرام شروع کرنے کیلئے آپ کو کون سے اقدام لینے کی ضرورت ہے؟۔

• کسی کنوئیں کے پمپ کا آغاز ایک تھوڑے سے پانی جیسا کوئی اور چیز نہیں کرتی۔ آگے بڑھ کران آیات کیلئے بائبل کے اندر گہرے میں جایئے جن کو آپ نے ماضی میں خط کشیدہ کیا ہے یاان پر ہائی لائیٹر پھیرا ہے۔ انہیں پڑھئے اور مخصوص حوالہ کی اس سچائی کو پھر سے اخذ کیجئے جس نے آپ کواس آیت کوخط کشیدہ کرنے پر ابھارا۔ ہرایک آیت کے ساتھ یہ سوال کیجئے کہ ''اب کیا؟'' دوسرے الفاظ میں وہ خاص طریقے تحریر کریں جن کی مدد سے آپ اس آیت کو اپنی زندگی میں عمل میں لاسکتے ہیں۔

• ہیلیلو یاہ ہال کے نمونہ پرعمل کیجئے اور کلام کے بڑے بڑے حصوں کو حفظ کیجئے۔ ان تمام آیات کو تحریر کرنے سے آغاز کیجئے جنہیں حفظ کر چکے ہیں۔ پھر ایک ہفتہ میں ایک آیت حفظ کر کے حفظ شدہ آیات کی تعداد میں اضافہ کیجئے۔

• ایک اور دن میں زبور 119 کو ایک ہی نشست میں پڑھئے۔ دیکھئے کہ زبورنویس کتنی بار یہ بیان کرتا ہے کہ ''خداوند کی شریعت'' (خدا کا کلام) حکمت، برکت یا کسی اور صنعت کا وسیلہ ہے۔ پھر خدا کے کلام کیلئے اس کا شکر ادا کیجئے اور اس سے کہئے کہ وہ آپ کے اندر اس کیلئے بھوک پیدا کرے۔

خدا کے کلام کی تلاوت، اس کے مطالعہ اور اس کے اطلاق کو اپنے روزمرہ شیڈول کا باقاعدہ حصہ بنائیے۔

باب 4

ہمت

دوسری سوچ رکھے بغیر

''سورمانہ تو نڈھال ہو جاتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹتے ہیں جب خوف کی انگلیاں ان کے بازو کو دبوچنے یا ان کی ٹھوڑی پر گھونسا مارنے یا ان کی آنکھوں کو ڈھنپنے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہ دلیر بننے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ وہ دلیر ہوتے ہیں۔ سورما تحقیر اور ذلت کے سبب پچھتاوے کا شکار نہیں ہوتے۔ وہ اس بارے میں ناک بھوں نہیں چڑھاتے کہ دوسرے کیا سوچتے ہیں۔ وہ محض وہ کام کرتے ہیں جو ان کے خیال میں انہیں کرنا چاہئے اور اس کے بارے میں دوسری سوچ نہیں رکھتے۔ وہ اس مقام کو بغیر کسی دہشت اور خوف و ہراس کے قبول کرتے ہیں جو خدا ان کی زندگی میں آنے دیتا ہے اور سورما براہ راست ڈرامہ نویس سے اشارے لے کر باہمت انداز میں کام کرتے ہیں۔

اسے ہمت کہیے۔ مسیحی ایمان پر عمل کرنے کے جرم کی پاداش میں تھامس (یہ اس کا حقیقی نام نہیں) کو جبراً اس کے خاندان، گھر اور کانگریگیشن سے الگ کر دیا گیا اور ایک مغربی یورپ کی قید میں ڈال دیا گیا جیل میں اس وقف شدہ پاسٹر نے پیچھے مڑ کر دیکھنے سے انکار کر دیا۔ جی ہاں اسے اپنے خاندان کی یاد بہت ستاتی تھی۔ مگر یہ سب یاد اس چیز کو ختم نہیں کر سکی جو ہو گئی تھی۔ اس کے آزاد ہونے کے امکانات معدوم ہو گئے جب تک خدا نہ چاہتا لہٰذا اس نے اپنے حالات کو خدا کی مرضی جان کر قبول کر لیا اور اپنے ساتھی قیدیوں میں منادی کرنے لگا۔ ایک اتوار جب اس نے پیغام دینا شروع کیا تو قید خانہ کے محافظوں نے کوٹھری میں

گھس کر تھامس کو گریبان سے پکڑا۔ وردی میں ملبوس ایک سپاہی نے غراتے ہوئے کہا کہ ''ہم نے تمہیں کہا کہ منادی کرنا منع ہے اب اپنی سزا بھگتنے کیلئے تیار ہو جاؤ''۔

محافظ اسے گھسیٹتے ہوئے کوٹھری سے باہر ہال میں لے گئے۔ قیدیوں کی کانگریگیشن بخوبی جانتی تھی کہ آگے کیا ہوگا۔ ان کا نیا دوست ''پٹائی والے کمرہ'' میں لے جایا جا رہا تھا۔

دروازے کو دھڑام سے بند ہوتے ہوئے سننے کے بعد قیدیوں نے دبی ہوئی آوازیں اور چیخنے اور چلانے کی آوازیں سنیں۔ تھامس کو ایسے مکے اور گھونسے مارے جا رہے تھے جیسے کسی مکے مارنے والے تھیلے کو مکے مارتے ہیں۔

تقریباً ایک گھنٹہ بعد محافظوں نے تھامس کو واپس اس کی کوٹھری میں پھینک دیا۔ اس کا تمام بدن لہولہان اور زخموں سے چور تھا۔ اس کا چہرہ مسخ کر دیا گیا تھا مگر اس کی آنکھیں حیران کن انداز میں چمک دار اور واضح تھیں۔ جب اس نے کوٹھری میں لگے گھڑیال پر نگاہ ڈالی تو اس نے کہا ''اب اے بھائیو میں نے اس وقت وعظ کو کہاں چھوڑا تھا جب وہ مخل ہوئے تھے؟'' تھامس نے اپنا باقی پیغام بھوکے دلوں والی کانگریگیشن کو سنانا جاری کیا۔

جی ہاں اسے ہمت کہتے ہیں۔ اور تھامس اکیلا قیدی چرواہا نہیں تھا جو اپنی محبوس و مقید بھیڑوں کو خوراک دینے کے استحقاق کی خاطر مار کھانے کیلئے تیار تھا۔ ان میں سے بہت سے پاسٹر علم الٰہیات کے ماہرین نہیں ہیں۔ ان کا خدمت کا تجربہ محدود ہے۔ مگر منادی کرنے کا ان کا مصمم ارادہ ناقابل شکست ہے۔ ایک ایسے ہی قیدی مناد کا یہ کہنا ہے کہ ''ہم منادی کرتے تھے اور وہ ہمیں مارتے تھے۔ یہی سودا بازی تھی ہم منادی کر کے خوش تھے اور وہ ہمیں مار کر خوش تھے۔ ہر کوئی اپنی جگہ خوش تھا''۔

رسولوں کے اعمال عمل میں

دورِ حاضرہ کی تاریخ کی سٹیج پر جو اداکاری باقاعدگی سے ہوتی ہے وہ کوئی کھیل نہیں

ہے۔ایذارسیدہ کلیسیا کی حالت زار حقیقی زندگی کا ڈرامہ ہے جس کے الفاظ پاک کلام کے الفاظ سے کافی کچھ ملتے ہیں۔کیا آپ نے کبھی اس حقیقت پر سوچا ہے کہ اعمال کی کتاب نئے عہدنامہ کی وہ واحد کتاب ہے جس میں ابھی بھی اضافہ ہورہا ہے۔جب لوقا نے قیصر کے گھرانے کے خفیہ مقدس کیلئے اپنی دوسری جلد تحریر کی تو اس نے ایک بات کی طرف اشارہ کیا جسے قاری اکثر طور پر نہیں دیکھ پاتے۔اناجیل کے برعکس لوقا نے اعمال کا اختتام ایک حتمی انداز میں نہیں کیا۔28ویں باب کی آخری آیت ایذارسیدہ پولس کی تصویر کشی کرتی ہے۔جی ہاں وہ اپنے گھر میں ''نظر بند'' ہے مگر وہ کسی نہ کسی طرح گرفتاری کی حالت میں ہے،ہم اسے دیکھتے ہیں کہ وہ خدا کی بادشاہی کے بارے میں دلیری سے اور بغیر کسی رکاوٹ کے منادی کرتا رہا۔لوقا کا اشارہ یہ ہے کہ رسولوں کے ''اعمال'' دیدنی انداز میں جاری رہیں گے۔پس ہم یہ توقع کرسکتے ہیں کہ جو بات ابتدائی شاگردوں کے بارے میں سچی تھی وہ اب ان لوگوں کے بارے میں بھی سچی ہے جو آج مسیح یسوع کی پیروی کرتے ہیں۔

اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ مذکورہ بالا مشرقی یورپ کے ملک کی قید کا منظر نئے عہدنامہ کے صفحات کے الفاظ جیسا معلوم ہوتا ہے۔جس ہمت نے پاسٹر تھامس کو ولولہ دیا وہ اس ہمت کے آئینہ کا عکس ہے جس نے پطرس اور یوحنا کو یروشلیم میں یہودی مذہبی رہنماؤں کے مدمقابل کھڑا ہونے کے قابل بنایا۔دونوں واقعات میں پٹائی یا تذلیل شاگردوں کو پیغام دینے سے باز نہ رکھ سکی۔اس طرح ان دونوں واقعات میں ہمت کی خوبی کا سہرا ان کے سر نہیں جاتا جنہوں نے اس کا مظاہرہ کیا۔

وائس آف مارٹرز کا ایک مشنری اس بات کو یوں بیان کرتا ہے۔

''حقیقی ہمت پاک روح کے وسیلہ سے آتی ہے جب اعمال 4 باب میں یہودی کونسل نے یہ دیکھا کہ پطرس اور یوحنا پڑھے لکھے اور تربیت یافتہ نہیں ہیں تو انہیں حیرت ہوئی مگر

انہوں نے جانا کہ یہ یسوع کے ساتھ رہے تھے۔کونسل کے ارکان نے مسیح کی قوت کا اعتراف کیا۔ یہ چیز مجھے آج کی ایذا رسیدہ کلیسیا کی یاددلاتی ہے ان ایمانداروں کی سیمنریوں اور مسیحی ادب اور تربیتی مواد تک رسائی نہیں ہے جس تک مغرب کے ایمانداروں کی رسائی ہوتی ہے۔ ان کا علم بہت تھوڑا ہے۔ بعض تو صرف یوحنا 16:3 سے واقف ہوتے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ مسیح ان کے گناہوں کی خاطر مُوا اور صرف یہی علم انہیں ان کے ملک میں کھوئے ہوؤں کے درمیان کل وقتی بشارتی خدمت کرنے کیلئے کافی ہے اور بہت سے لوگ ''ایک انچ'' کے علم کی خاطر ایذائیں سہنے اور حتیٰ کہ جان دینے کیلئے راضی ہیں''۔

یہ بات مغرب کے مسیحیوں کے کس قدر برعکس ہے۔ مغرب کی ثقافت مسیحیت کی ثقافت ہے۔ جہاں وہ اکثر یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس سے پہلے کہ وہ اپنے ایمان کی گواہی دینے کی خاطر خطرات مول لیں۔ انہیں علم الٰہیات کی گہرائی کی ضرورت ہے یا ایک خاص قسم کی زندگی کے تجربہ کی ضرورت ہے۔ وہ خطرات جن کا اکثر تعلق ایذا رسیدہ کلیسیا کے ساتھ ہے یعنی دوستوں اور خاندان کی طرف سے رد کیے جانے کا خطرہ یا حتیٰ کہ نوکری کے چلے جانے کا خطرہ۔ حقیقت یہی ہے کہ کسی اضافی علم یا تجربہ کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ہمت کی ضرورت ہے اور یہ ہمت خدا کے روح کے وسیلہ سے اس وقت دستیاب ہوتی ہے جب ہم ایمان کا قدم لیتے ہیں۔ اس چیز کو ذہن میں رکھتے ہوئے کلیسیا میں ایمان کے سورماؤں کی فیصد کا مکمل طور پر انحصار ہر ایک رکن کے ایک ہونے کی رضامندی پر ہے۔

من گھڑت اور حقیقت

کتاب Great book of the western world کے 1973ء کے ایڈیشن میں مؤلفین نے ایک خاص مضمون The hero and the heroic epic شامل کیا۔ یہ مضمون تین ایسی خوبیوں کا ذکر کرتا ہے جن کی بدولت کلاسک ''کہانی کی

کتاب کا ہیرو، بنی نوع انسان سے ممتاز ہوتا ہے پہلے نمبر پر یہ کہ ہیرو اس خوف میں مبتلا ہو جاتا تھا جس میں عام مرد اور خواتین مبتلا نہیں ہو سکتے۔ دوسرے نمبر پر یہ کہ ہیرو بڑی مخالفت میں بھی دلیر ہوتا تھا۔ تیسرے نمبر پر یہ کہ ہیرو نے تنہائی اور الگ تھلگ ہونے کا تجربہ کرتا تھا چونکہ کوئی بھی شخص وہ کام نہیں کر سکتا تھا جو ہیرو کرنے کے قابل تھا اس لئے اس سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہی اکیلا یہ کام کرے۔

یہ تین خصوصیات واضحتاً دیو مالائی کہانیوں کے ہیروؤں مثلاً ہرکولیس، پال بنین اور سپر مین میں پائی جاتی ہیں مگر یہ لوگ حقیقت میں کبھی بھی نہیں پائے گئے۔

جن سورماؤں پر ہم اس کتاب میں غور کر رہے ہیں وہ نمائشی کپڑے سے الگ نہیں ہیں۔ وہ حقیقی گوشت اور پوست کے بنے ہوئے افراد ہیں۔ جنہوں نے انہی چیلنجوں کا سامنا کیا اور جو انہی چیلنجوں کا سامنا کرتے ہیں جن کا سامنا ہمیں ہوتا ہے اور جو ہماری ہی طرح کی حدود کے ساتھ سامنا کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کی تھامس کی طرح یہ بلاہٹ ہے کہ وہ سورما ایمان کے ڈرامہ میں دکھوں اور شدید ایذا رسانی کی سٹیج پر اداکاری کریں مگر سب کی یہ بلاہٹ نہیں ہے۔ جب کسی ایسے اشتہار کا جواب دینے کا وقت آئے جس پر یہ لکھا ہو کہ ''درخواستیں مطلوب ہیں روحانی سورماؤں کی طرف سے جو اپنے انتہائی ایمان کے ذریعہ جانے پہچانے جاتے ہیں'' تو آپ کے لئے لازمی نہیں کہ درخواست دینے سے پہلے آپ کا قید میں جانے کا ریکارڈ ہو یا آپ مارکس سپاہیوں یا دہشت گردوں سے مارے پیٹے گئے ہوں۔ تمام ایماندار درخواست دینے کے اہل ہیں۔ جن سورماؤں کا خیال ہمارے ذہن میں آتا ہے وہ خاص خوبیاں لے کر پیدا نہیں ہوتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اب تک جن لوگوں کا تعارف آپ سے کرایا گیا ہے وہ (دنیا کے نقطہ نظر سے) عام لوگ ہیں۔

بقیناً کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قید، اغوا یا چھپنے کی ضرورت نے سورما ایمان والوں کو اپنے خاندان، اپنے پیاروں یا اپنی کانگریگیشن سے جدا کر دیا ہے مگر علیحدگی خدا پرستانہ طرز زندگی گزارنے کی شرط نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ افسانوی ہیرو کی تین خصوصیات میں سے صرف دوسری خصوصیت کا اطلاق کسی بھی قسم کے ہیرو پر ہوتا ہے یعنی دلیر ہونے کا تمغہ پہننا۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے دلیری اور جوانمردی جو کسی ایماندار کے خدا پر بھروسہ میں سے جاری ہوتی ہیں۔ انسان کو پیدائش سے نہیں ملتیں۔ ہمت ایک ایسی مہارت نہیں ہے جس کے بارے میں کوئی اتنا پر اعتماد نہیں ہوسکتا کہ وہ جب چاہے اسے استعمال میں لاسکتا ہے۔ یہ ایک ایسا لفظ نہیں ہے جسے ہم اپنے آپ کے بارے میں بیان کرنے کیلئے استعمال کریں گے۔ اگرچہ لفظ ''ہمت'' ان لوگوں کے بارے میں بیان کرتا ہے جو سورما ایمان کے حامل ہوتے ہیں مگر یہ تحفہ ہے نہ کہ کمائی ہوئی کوئی چیز اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمت صرف حقیقت کے بعد نظر آتی ہے۔

ہمت میں نفس کشی

کیمپس لائف منسٹری کا کام کرنے کیلئے ساؤتھ ایسٹ یوتھ فار کرائسٹ میں شامل ہونے سے کچھ دیر پہلے مائیک اوہارا کو پتہ چلا کہ اس کے کندھے میں ایک مہلک رسولی ہے۔ مگر اسے محسوس ہوا کہ خدا نے اسے یوتھ منسٹری کیلئے بلایا ہے۔ لہذا اپنی بیوی کے ساتھ دعا کرنے کے بعد اس نے سٹاف میں شمولیت کرلی۔ اس نے فوری طور پر ریڈی ایشن تھراپی کے طریقہ علاج کے ساتھ سرطان سے کشتی شروع کر دی۔ اس نے ابرام لسن ہائی سکول کیلئے کیمپس لائف کا آغاز بھی کیا۔ یہ سکول اس وقت کا نیو آرلینز کا سب سے بڑا پبلک ہائی سکول تھا جلد ہی اس نے کیموتھراپی کا علاج کرانا شروع کر دیا مگر اس نے خدمت کی تعمیر جاری رکھی۔ جب سرطان مائیک کے پھیپھڑوں تک پہنچا تو رسولی دور کرنے کیلئے کئی

آپریشن کیئے گئے اس نے عبادتی میٹنگوں اور دیگر خدمت کے مواقع کے شیڈول بنانے جاری رکھے اور ہر ہفتہ جب وہ قوت محسوس کرتا تو وہ ہائی سکول جاتا' ہالوں میں چلتا' اتھلیٹک مشقیں دیکھتا اور بچوں کے ساتھ باتیں کرتا۔ اگرچہ کیموتھراپی کی بدولت مائیک کے سر کے تمام بال جھڑ گئے۔ مگر اس نے اپنی ظاہری حالت کو اپنے مشن کے آڑے نہیں آنے دیا۔ بہت سے یوتھ کارکنان اس بات کو مانیں گے کہ ان کی خدمت کا مشکل ترین حصہ طلباء کی دنیا میں داخل ہو کر ان سے دوستی قائم کرنا ہے۔ خواہ یہ سکول کا لنچ روم ہو یا پڑوسیوں کی پارٹی ہو وہ عام طور پر یہ محسوس کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک ایسی پارٹی میں شامل ہوئے ہیں جس میں انہیں مدعو نہیں کیا گیا لہٰذا وہ اس بات کے بارے میں فکرمند رہتے ہیں کہ وہ کیسے دکھائی دیتے ہیں' وہ کیسے چلتے اور کیسے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ کیا کرتے ہیں لیکن اگرچہ مائیک کے چہرے اور سر پر بال نہیں تھے اور وہ دبلا پتلا تھا اور اس کا بدن سرطان کے خلاف اس کی دردناک لڑائی کی داستان بیان کرتا تھا مگر وہ وفاداری سے سکول جاتا تھا اور ہالوں میں چلتا تھا کبھی کبھار بچے جو اسے نہیں جانتے تھے اس کی ظاہری حالت کا تمسخر اڑاتے تھے مگر وہ محض لمبی مسکراہٹ کے ساتھ ان سے کہتا کہ ''کوئی بات نہیں سب کچھ ٹھیک ہے مجھے سرطان ہے مگر میں اس کے ساتھ نپٹ سکتا ہوں''۔

خدمت کے ان دو سالوں میں مائیک نے مسیح کی خاطر بچوں سے دلیری سے پیار کیا۔ اپنی تکلیف کے باوجود وہ اپنی ظاہری حالت اور دیگر بدنی رکاوٹوں کے باوجود مائیک اپنے مشن فیلڈ میں گیا اور اپنے آپ کو اور انجیل کو بانٹا۔ مائیک جانتا تھا کہ خدا نے اسے نیو آرلینز میں نوجوان طلباء و طالبات تک بالخصوص ابرامسن ہائی سکول کے طلباء و طالبات تک رسائی پانے کیلئے بلایا ہے اور یہ کہ جب تک وہ زندہ ہے اسے کوئی چیز اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔

مائیک کی موت کے چند ماہ بعد اس کے ہائی سکول کے کچھ قریبی دوستوں نے یہ فیصلہ

کیا کہ وہ اپنے فوت شدہ ہیرو کی یاد میں ایک خاص رفاقتی میٹنگ منعقد کریں۔ وہ اس بات کو یقینی بنانا چاہتے تھے کہ ان کے ہم جماعت مائیک کے پیغام کو سمجھیں اور اس بات کو بھی سمجھیں کہ کونسی چیز نے اس جوان مشنری کو تحریک دی۔ میٹنگ کے دوران گھر کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ میٹنگ کا آغاز مائیک کی سلائیڈ والی تصویروں سے ہوا جن میں اسے سکول میں چلتے پھرتے، کیمپس لائف میٹنگز میں کھیلوں کی قیادت کرتے اور بچوں کے ساتھ بچے ہوتے ہوئے دکھایا گیا۔ اس کے بعد کئی طلباء وطالبات نے گواہی دی کہ کس طرح سے مائیک نے ان کی زندگیوں کو چھوا۔ پھر ہر ایک کو دعوت دی گئی کہ وہ مائیک کے بارے میں اپنی یادیں بیان کرے۔ تقریباً ایک درجن گواہیوں کے بعد ہائی سکول کے پرنسپل نے کھڑے ہو کر خطاب کیا۔ گالوں پر بہتے آنسوؤں کے ساتھ اس نے کہا کہ وہ کس طرح سے مائیک کی ہمت اور وفاداری سے متاثر ہوا۔

مائیک اوہارا مسیح کو جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ خدا نے اسے کیا کرنے کو بلایا ہے۔ وہ مسیحی ہمت کی ایک طاقتور مثال ہے۔

اپنے آپ کو مائیک کی جگہ پر بیٹھنے یا تھامس کی طرح اپنے ایمان کی بنا پر قید میں بند تصور کریں یا ان لوگوں کی جگہ پر تصور کریں جن کے بارے میں آپ نے اس کتاب میں پڑھا ہے؟ آپ کے خیال میں آپ کیا کرتے؟ مکمل طور پر خدا کے تابع ہونے اور اس کی مرضی پورا کرنے کیلئے کیا مطلوب ہے؟۔

ہمت کی متعدی قوت

مائیک اوہارا کی ہمت اس بات کا ثبوت ہے کہ جب ہم اپنے آپ کو عالم کل خدا کی نگہداشت کے سپرد کر دیتے ہیں تو یہی خدا ہمیں اپنے پیار بھرے مقاصد پورا کرنے کی اہلیت دیتا ہے حتیٰ کہ جب یہ اہلیت ہمیں ہماری پہنچ سے دور معلوم کیوں نہ ہوتی ہو۔

اس طرح کی کہانیاں تحریک دیتی ہیں۔ جب ہم یہ سنتے یا پڑھتے ہیں کہ کس طرح سے ایک مسیحی دیوار کے ساتھ لگ جاتا ہے تو ہمارے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہماری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ جب اسی مسیحی کو خدا کے حیران کن فضل کا تجربہ ہوتا ہے تو ہم اس واقعہ کا کھلے بازوؤں سے خیر مقدم کرتے ہیں جب ہمیں یاد دلایا جاتا ہے کہ کس طرح سے خداوند پر سادہ سا بھروسہ سورما نتائج کا موجب بنتا ہے تو ہمارے ایمان کے پٹھے مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اس نئی زندگی کی طرح جو جنگل میں ایک گلے سڑے مڈھ سے جنم لیتی ہے ہمت اس مصیبت سے جنم لیتی ہے جس نے دوسروں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ اس چیز کی مثال پولس رسول کی زندگی میں ملتی ہے۔ اس کے بارے میں بیانات ایک ایذا رسیدہ مقدس کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ بحری جہازوں کا ٹوٹنا' سنگساری' تہمت' زدوکوب' قید و بند کی صعوبتیں' پولس رسول اپنے بدن پر شہید کے داغ لے کر مُوا۔

فلپی کے مسیحیوں کو لکھے گئے خط میں جو اس نے قید سے لکھا وہ اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ اس کی مصیبتیں ان لوگوں کی زندگیوں میں ہمت کے بڑھنے کا موجب بنیں جنہوں نے اس کی مصیبتوں کا مشاہدہ کیا۔ فلپیوں 1:12-14 میں یوں لکھا ہے۔

''اور اے بھائیو میں چاہتا ہوں تم جان لو کہ جو مجھ پر گزرا وہ خوشخبری کی ترقی ہی کا باعث ہوا۔ یہاں تک کہ قیصری سپاہیوں کی ساری پلٹن اور باقی سب لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ میں مسیح کے واسطے قید ہوں اور جو خداوند میں بھائی ہیں ان میں سے اکثر میرے قید ہونے کے سبب سے دلیر ہو کر خوف خدا کا کلام سنانے کی زیادہ جرأت کرتے ہیں''۔

کسی اور ایماندار کی دکھوں میں ہمت ہمیں اس ہمت تک رسائی پانے کی تحریک دیتی ہے جو خدا ہمارے لئے دستیاب رکھتا ہے۔ وائس آف مارٹر کی ویڈیو Faith Under Fire میں ایک ویتنامی لڑکی Linh Dao کے بارے میں بیان کیا گیا ہے جس کے باپ

کواس کے ایمان کی خاطر قید میں ڈال دیا گیا تھا۔ دس سالہ Linh ‘اس کی ماں اوراس کی چھوٹی بہن اسے یاد کرتے تھے۔ ہر روز Linh کتابوں کا خانہ پر ایک نشان لگاتی تا کہ اسے یاد رہے کہ اس کے باپ کو قید میں گئے کتنے روز ہوئے ہیں۔ اپنے باپ کے قید ہونے سے پہلے وہ ایک ننھی بچی تھی جس ئی فکریں بچپن کی فکریں تھیں اسے اور کسی چیز کی فکر نہیں تھی۔ اسے کسی اور چیز کے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

مگر جب اس کے باپ کو قید کرلیا گیا تو اس کی زندگی یکسر بدل گئی۔ Linh پرانی باتیں یاد کرتے ہوئے کہتی ہے کہ ”میں ہر دن اور ہر رات دعا مانگتی تھی۔ میرا ایمان تیزی سے بڑھا۔ مجھے ایک چیز کا پتہ تھا کہ میں نے اس پر غور کرنا ہے اور وہ تھا بائبل سے سیکھنے کیلئے وقت صرف کرنا۔ لہٰذا جب میں کچھ بڑی ہوئی تو میں اپنے باپ کی طرح کام کرسکتی تھی یعنی گواہی دینا اور منادی کرنا۔

ایک روز Linh سکول سے لوٹی تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا گھر پر اس کا باپ موجود تھا جو صحت منداور آزاد تھا۔ یہ اس کیلئے سب سے زیادہ ناقابل یقین حیرت تھی۔ Linh کہتی ہے کہ ”میں نے دوڑ کر پاپا کو گلے لگایا ہم بہت خوش تھے۔ میں بلند آواز سے چلانا چاہتی تھی اور چاہتی تھی کہ پوری دنیا یہ جان لے کہ میں کسی بھی چیز سے ہراساں نہیں ہوں کیونکہ خدا ہمیشہ میری زندگی کے ہر قدم کی حفاظت کرتا ہے۔

کسی بھی چیز سے ہراساں نہیں؟ یہ الفاظ ایک جواں سال لڑکی کے منہ سے ایسے لگتے ہیں جیسے چھوٹا منہ بڑی بات۔ اور یہ دلیرانہ الفاظ اس نے یہ جاننے سے کافی عرصہ پہلے کہے کہ وہ کونسی ہمت ہوتی ہے جس کا مظاہرہ کرنے کی اسے بلاہٹ دی گئی ہے۔ Linh ایک گھریلو کلیسیا کی یوتھ لیڈر بن گئی۔ لیڈر کے طور پر اسے دس بیس بار پولیس سٹیشن لے جایا گیا۔ ایک بار افسران نے اس سے مسلسل پانچ دنوں تک روزانہ صبح آٹھ بجے سے شام پانچ

بجے تک پوچھ گچھ کی۔ اسے نہ تو کوئی کھانا دیا گیا اور نہ سکول جانے دیا گیا۔ انہوں نے اس سے یوتھ گروپ میں شامل نوجوانوں کے نام اور یوتھ گروپ کی سرگرمیاں طلب کیں۔

Linh نے ہماری توقع کے مطابق ردعمل دکھایا۔ وہ بے خوف رہی چونکہ وہ اس سے پہلے اس ہمت کا تجربہ کر چکی تھی جو پاک روح کی طرف سے اسکے باپ کو قید کے دوران ملی تھی اس لئے اس کا ایمان مضبوط ہوا۔ یہ ہری شاخ اسکے باپ کی مصیبت کے ٹُڈھ سے نکلی۔

Linh نے پولیس افسر سے کہا کہ ''آپ اپنا وقت کیوں ضائع کرتے ہیں؟ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ ہم اچھے کام کرتے ہیں۔ ہم نوجوانوں کو شراب نہ پینے اور جرائم نہ کرنے کی تربیت دیتے ہیں''۔

خدا اس قسم کی ہمت ہر ایک ایماندار کی زندگی میں جاری کرنے کا خواہاں ہے نہ کہ صرف ویتنام کے مسیحیوں کی زندگی میں۔ ہر ایک ملک میں جنگیں، چیلنج اور ان لوگوں کے خلاف روحانی مزاحمت پائی جاتی ہے جو خدا کی سچائی کو جلال دینے کے خواہاں ہوتے ہیں۔

مؤقف پر ڈٹے رہنے کی تحریک

رچرڈ ورم برانڈ اس وقت کا واقعہ بیان کرتا تھا جب وہ رومانیہ میں 14 برس کا نوجوان تھا۔ اس کا ایک دوست اسے قحبہ خانہ میں لے گیا۔ نوجوان ورم برانڈ اس قدر زیادہ خوفزدہ تھا کہ وہ وہاں سے سرپٹ بھاگ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ خطرہ کے مقام پر ہے۔ جب وہ ماضی کے کئی سالوں کے دریچہ میں سے پیچھے جھانکتا تھا اور اپنی روشن یادداشت کے پس منظر پر لگی اس کمزور شبیہہ کو دیکھتا تھا تو وہ اس بات پر حیران ہوتا تھا کہ پریسٹ، پاسٹر یا مسیحی لے مین تباہی کے ایسے گھروں میں داخلہ پر بندھ کیوں نہیں باندھتے۔ باہمت مسیحی کیوں دلیری سے ڈٹ کر ہر ایک نوجوان کو کیوں نہیں روکتے اور اسے یہ کیوں نہیں بتاتے کہ اس میں روح اور جان کو کون کون سے خطرات لاحق ہیں؟۔

اپنی کتاب Alone With God میں پاسٹر ورم برانڈ لکھتا ہے کہ ''آزاد دنیا میں ہڑتال کے دوران یہ عام بات ہوتی ہے کہ ہڑتالی فیکٹری میں داخلہ والے مقام کو بند کر دیتے ہیں۔ وہ اکثر ایسے مزدوروں کو داخل ہونے سے روکنے کیلئے تشدد کا راستہ اختیار کرتے ہیں جو ان کی ہڑتال میں شریک ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم مسیحیوں کو دوزخ سے بائیکاٹ کرنا چاہئے اور اس کے داخلہ کو مصمم ارادہ سے بند کرنا چاہئے...... ہمیں یہ سیکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے داخلہ بند کرنا ہے۔ ہمیں دوزخ کے گرد چوکیاں لگا دینی چاہئیں اور کسی کو اس میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ اگر لوگ اس میں داخل ہونے پر مصر ہوتے ہیں تو وہ اس میں صرف ہماری لاشوں کے اوپر سے گزر کر جا سکتے ہیں ہماری مخالفت اس قدر پرزور ہونی چاہئے۔ خدا ہماری سوچ کے مطابق دوزخ کا خاتمہ نہیں کرے گا اگر اس کے پاس دوزخ نہ ہوتی تو اس کے قوانین بااختیار نہ ہوتے مگر یہ خالی تو رہ سکتی ہے''۔

اگرچہ پاک روح ہمیں دلیری سے مسلح کرتا ہے اور اگرچہ وہ ہمت جو وہ دیتا ہے دوسروں کی زندگیوں میں ہمت کی مثالوں سے جلا پاتی ہے مگر یہ ہمت خودکار چیز نہیں ہے۔ ہم اس دلیری کا سہرا اپنے سر نہیں باندھ سکتے جس کا ہم نے اپنی زندگیوں میں مختلف اوقات پر مظاہرہ کیا ہے۔ اور نہ ہم اسے آسان چیز کے طور پر لے سکتے ہیں۔ ہمت غیر شعوری ردعمل نہیں ہے۔ ہمیں اس کا ارادی طور پر مظاہرہ کرنا ہوتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہمت کی ضرورت ہو تو ہمیں نہ تو پیچھے ہٹنا ہے اور نہ چھپنے کی جگہ ڈھونڈنے کیلئے بھاگنا ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ بشارتی مسیحیوں کی ایک بڑھتی ہوئی تعداد گناہ کے خلاف اور مسیح کی خاطر موقف اختیار کرنے کی بجائے کناروں پر بیٹھنے پر رضامند لگتے ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنے

کی ضرورت ہے کہ غیر اخلاقی پن کے فروغ ہمارے منجی پر حملے ہیں۔

حال ہی میں آپ سچائی کیلئے اور اس چیز کیلئے جسے آپ درست سمجھتے ہیں کب موقف اختیار کرنے سے جھکتے ہیں؟۔کونسی چیز نے آپ کو پیچھے رکھا؟۔

اور ننھا بچہ ان کی پیش روی کرے گا

رومانیہ میں اشترا کی حکومت کے دوران ایک مسیحی خاتون اور اس کی سکول جانے کی عمر والی بیٹی کو جیل میں ڈال دیا گیا کیونکہ انہوں نے اپنے پاسٹر کی گرفتاری پر احتجاج کیا تھا۔ تمام قیدی اس چھوٹی سی لڑکی کے قید ہونے پر پریشان تھے۔اس غیر فطری منظر نے حتیٰ کہ جیل کے ڈائریکٹر کو بھی پریشان کر دیا۔اس نے عورت سے کہا کہ ''اپنی بچی پر ترس کھاؤ مسیحی رہنا ترک کر دو اور میں تم دونوں کو آزاد کر دوں گا''۔

عورت اس پیشکش کے سب کشمکش کا شکار ہوگئی۔وہ اپنے خداوند سے پیار کرتی تھی مگر وہ اپنی بیٹی سے بھی پیار کرتی تھی۔ یہ خیالات کہ اس کی معصوم بچی کے ساتھ کیا کیا ہوگا اسے ستانے لگے۔ہچکچاتے ہوئے اس نے جیل کے ڈائریکٹر کو بلا کر اس سے کہا کہ وہ اپنے ایمان سے انکار کر دے گی اگر اس سے اس کی بچی مصیبتوں سے بچی رہے گی۔ان دونوں کو آزاد کر دیا گیا۔دو ہفتوں کے دوران اشترا کیوں نے ترک ایمان کی ایک پُر تکلف رسم کا اہتمام کیا۔ سٹیج پر دس ہزار لوگوں کے سامنے عورت کو بلند آواز سے یہ کہنے پر مجبور کیا گیا کہ ''میں اب مسیحی نہیں ہوں''۔

جب انہوں نے اس ہجوم کو چھوڑا تو ننھی بچی نے اپنی ماں کے کوٹ کو کھینچتے ہوئے کہا کہ ''ممی میرا نہیں خیال کہ یسوع آج آپ سے مطمئن ہے''۔بچی کے الفاظ نے ماں کے دل کو چیر کر رکھ دیا۔عورت نے اپنی بیٹی کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ اس کا یہ عمل محبت پر مبنی ہے۔اپنی ماں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اس ننھی بچی نے ایک ایسی حکمت اور

ہمت کا مظاہرہ کیا جو صرف اس کے آسمانی باپ سے آ سکتی ہیں۔ اس نے کہا کہ ''میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر ہم دوبارہ یسوع کی خاطر جیل میں گئے تو میں نہیں روؤنگی''۔

ماں اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکی جہاں وہ خوشی اور فخر کے جذبات سے بھر گئی وہاں وہ اپنی بزدلانہ کمزوری کی بدولت احساس جرم میں مبتلا ہوگئی۔ اس اہلیت کیلئے خداوند سے منّت کرتے ہوئے جو اس کی اپنی طاقت سے باہر تھی وہ جیل کے ڈائریکٹر کے پاس واپس گئی اور اپنے انکار کو واپس لینے کو کہا۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ مگر بے لچک الفاظ میں کہا کہ ''آپ نے مجھے قائل کیا کہ میں اپنی بیٹی کی خاطر اپنے ایمان سے انکار کروں مگر اس میں میری نسبت زیادہ ہمت پائی جاتی ہے''۔ دونوں ماں بیٹی کو جیل میں ڈال دیا گیا اور جیسے ننھی بچی نے وعدہ کیا تھا وہ خوف میں مبتلا نہ ہوئی۔

اپنے خوف کا سامنا کرنا

ہمت سے مراد خوف کا فقدان نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ڈرنے کے باوجود وہ کام کرنا جسے لازمی ہے۔ جسے خدا نے کرنے کو ہمیں بلایا ہے۔ ہمت رکھنے کا مطلب بے خوف ہونا نہیں ہے۔ اس کا مطلب وفادار ہونا اور اپنے خوف کے باوجود تیار رہنا ہے یہ خدا پرستانہ ہمت کا نشان ہے......۔

حال ہی میں چین کے ایک دورے کے دوران وائس آف مارٹرز کا ایک کارکن کئی ایمانداروں سے ملا۔ ان میں سے صرف ایک نے خوفزدہ ہونے کا اعتراف کیا۔ یہ 26 سالہ خاتون ہے جو اپنے گھر میں ''غیر قانونی'' مسیحی عبادات کراتی ہے۔ اسے ان عبادات کے سبب گرفتار کیا جا سکتا ہے اور حتیٰ کہ وہ اپنے گھر سے بھی ہاتھ دھو سکتی ہے۔ مگر وہ ہر ہفتہ وفاداری سے اپنا گھر کھولتی ہے۔

جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا وہ خوف زدہ ہے تو اس نے کہا کہ ''تھوڑی سی''۔ پھر

جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا ہوگا اگر اس کے بارے میں پتہ چل گیا تو اس نے کہا کہ ''ہم اس کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے''۔تاہم عبادات جاری رہیں۔

اس ملاقات کے میزبان نے کہا کہ یہ عورت اس لئے خوف زدہ ہے کیونکہ اسے ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا ہے۔اس نے بتایا کہ جب اسے گرفتار کرلیا جائے گا اور وہ کڑے وقت میں خدا کو وفادار پائے گی تو پھر وہ مزید خوفزدہ نہ رہے گی۔اس کا نکتہ یہ تھا کہ یہ عورت اپنے تجربات اور ایمان میں قدم لینے کے وسیلہ سے وہ ہمت حاصل کرے گی جو دوسرے ایمانداروں میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ان میں سے بہت سوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ پولیس نے ان سے تفتیش کرنے کے بعد انہیں قید میں ڈال دیا ہے۔ان مشکل گھڑیوں میں انہوں نے خدا کو وفادار پایا اسلئے وہ اپنی گواہی میں دلیر ہو گئے ہیں۔

باہمت مسیحی بننے کا آغاز اس فیصلہ سے ہوتا ہے کہ ہم نے وہ کام کرنا ہے جو خدا چاہتا ہے اس کی قیمت خواہ کچھ بھی ہو یا ہمارے جذبات خواہ کچھ ہوں۔اگلا قدم دعا کا ہے جس میں ہم نے خدا سے ہدایت اور قوت کی درخواست کرنی ہے پھر جب ہم ایمان میں قدم اٹھاتے ہیں (حتّٰی کہ قدرے چھوٹی سی کشمکش میں) تو ہم خدا کی حضوری اور قوت کا تجربہ کریں گے۔یہ چیز ہمیں اگلا قدم اٹھانے میں مدد دے گی۔

باہمت مسیحی ایمان کے کام کرتے ہیں' اپنی بلاہٹ جانتے ہیں' خدا پر اور اس کی محبت پر بھروسا کرتے ہیں اور اس کے پاک روح سے قوت پاتے ہیں۔کیا آپ ان سورماؤں کے ساتھ شریک ہوں گے؟۔

ہمت کے بیج بونا

- ان لمحات کے بارے میں سوچئے جب آپ نے ہمت اور دلیری کا مظاہرہ کیا۔

آپ نے کون سے خطرات کا سامنا کیا؟ یاد کیجئے کہ آپ کے احساسات کیا تھے؟ آپ نے خدا کی وفاداری کا کونسا ثبوت دیکھا؟۔

• اب آپ کو کونسی ایسی صورتحال کا سامنا ہے جس میں آپ جانتے ہیں کہ آپ کو مسیحی کی خاطر ایک دلیرانہ موقف اختیار کرنے کی ضرورت ہے؟ آپ اس صورتحال کے بارے میں تفصیل سے کس کے ساتھ بات کر سکتے ہیں تاکہ آپ اس سے کہیں کہ وہ آپ کیلئے دعا مانگے اور آپ کا محاسبہ کر سکے؟۔

• ''تھامس'' (قیدی پاسٹر) کے معاملہ میں ہمت کا مظاہرہ اس کے استقلال سے ہوتا ہے۔ وہ مارے پیٹے جانے کے بعد لوٹا تو اپنا وعظ جاری کرنے کیلئے لوٹا۔ آپ نے اپنے آپ کو کس وقت کونسے مسیحی نصب العین کیلئے مخصوص کیا جس کیلئے خدا چاہتا ہے کہ آپ اس کی جانب لوٹیں؟ آج آپ اپنی خواہش بیان کرنے کیلئے کس کو پکار سکتے ہیں؟۔

• ہمت میں اس وقت یقیناً اضافہ ہوتا ہے جب ہم کسی اور کو دلیری دکھاتا ہوا دیکھتے ہیں اس ہفتہ اعمال کی کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھنے کا تہیہ کیجئے۔ خدا سے کہیں کہ وہ آپ کو ایک مقدس تخیل بخشے جس کے وسیلہ سے آپ رسولوں کی مصیبتوں کو اپنی مصیبتیں تصور کر سکیں۔ مگر یہیں پر رک نہ جایئے دوسرے ممالک میں ان لوگوں کیلئے دعا مانگئے جو ان حالات کا تجربہ کر رہے ہیں۔ جن کے بارے میں آپ بائبل میں پڑھ رہے ہیں۔

• خدا ایسے باہمت مسیحیوں کی تلاش میں ہے جو ایذا رسیدہ کلیسیا کے نصب العین کی حمایت اور تائید کریں۔

باب5

برداشت

لمبا گھسیٹنے کا عمل

انہیں کوئی خاص نعمتیں نہیں ملی ہوتیں۔
وہ محض لمبے گھسیٹنے کے عمل میں شامل ہوتے ہیں۔
بس یہی سب کچھ ہے۔
سورما کبھی دوڑ ترک نہیں کرتے۔
وہ مارا تھن دوڑ میں شرکت کرنے والے ہوتے ہیں۔
جو دوڑ چھوڑ کر چلے نہیں جاتے۔
وہ اس چیز سے پیچھے نہیں ہٹتے جس کا انہوں نے معاہدہ کیا ہو۔
وہ اسے پورا کرتے ہیں جسے وہ شروع کرتے ہیں۔
اگرچہ ان کے پاؤں کبھی کبھار لڑکھڑا جاتے ہیں۔
جب وہ گرتے ہیں تو وہ حلیم ہونے کی بدولت
اپنے آپ کو فراموش کر دیتے ہیں
وہ اپنا غرور دفن کر دیتے ہیں۔
اور ایک بار پھر اپنی رفتار کو بحال کرتے ہیں۔
سورما اس حقیقت کا سامنا کر کے اپنے آپ کو مطمئن کرتے ہیں۔

کہ وہ دوڑ مکمل کرنے والوں کی ایک لمبی قطار کا حصہ ہیں۔ جو انہیں ابدیت کی نشستوں سیان کی ہمت بندھاتے ہیں۔

ان لوگوں کا ظلم جو مسیحیت سے نفرت کرتے ہیں تمام حدوں کو چھو جاتا ہے۔ آج سے تقریباً پچاس برس پہلے رومانیہ کی در پردہ کلیسیا میں پاسٹر رچرڈ ورم برانڈ اور مسز سبینا ورم برانڈ کے ساتھ کام کرنے والی ایک اٹھارہ ایک نوجوان لڑکی پولیس کی نظروں کا شکار ہوگئی۔

یہ دلخراش واقعہ کتاب Tortured for Christ سے لیا گیا ہے جو وائس آف مارٹرز کے بانی پاسٹر رچرڈ ورم برانڈ کی ایذا رسیدہ کلیسیا پر لکھی گئی ایک عظیم الشان کتاب ہے۔ اس واقعہ میں ہم دونوں کی برداشت دیکھتے ہیں۔ ایک جو قید ہوئی اور دوسرا جس نے اپنی دلہن کا انتظار نہ چھوڑا۔

سورما ایمان کے دیدنی پھلوں میں سے ایک پھل غیر متزلزل روح ہے۔ مکمل طور پر تابع شدہ دلوں کی ذرخیز زمین میں برداشت اور استقلال کے پھل پکتے اور بڑھتے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنے آپ کو خوشی سے مسیح کی خداوندیت کے تابع کر دیا ہے اور شاگردیت کے عمل کو گلے لگایا ہے ان کے اندر روحانی قوت برداشت جلا پاتی جاتی ہے۔

استقلال (ثابت قدمی) کا عمل

مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کرنے سے پہلے Minuclis Felin روم میں تیسری صدی کا وکیل تھا۔ جب اس نے اپنی تبدیلی سے پہلے اور بعد کے تجربات پر پیچھے مڑ کر نگاہ ڈالی تو اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ برداشت کو جلا کیسے ملتی ہے۔ اس نے لکھا کہ "ہمارا ذہن تعیش کے وسیلہ سے آرام پاتا ہے مگر کفایت اور کمی کے ذریعہ تقویت پاتا ہے...... درد محسوس کرنا اور برداشت کرنا سزا نہیں ہے۔ یہ جنگ ہے۔ قوت برداشت کو مصیبتوں میں تقویت ہے اور اکثر یہ ہمیں نیکی کی تربیت دیتی ہیں...... نازک لمحات میں خدا ہمارے کردار کا

وزن کرتا ہے تاکہ ہماری اصلیت ظاہر ہو جائے''۔

اگرچہ فیلکس نے یہ نکتہ اپنے تجربہ سے سیکھا مگر یہ نکتہ نیا نکتہ نہیں ہے۔اس کی تحریر سے دوسو سال پہلے پاک روح کی تحریک میں نئے عہد نامہ کا اکثر حصہ اس بات کی توضیح کرتا ہے کہ اس کی مصیبتوں کا نتیجہ کس طرح سے خدا پرست کردار کی صورت میں نکلا۔ پولس رسول نے رومیوں کے نام اپنے خط میں یہ بیان کیا ہے کہ ایماندار کی زندگی میں ثابت قدمی کیسے پیدا ہوتی ہے وہ اسے ایک عمل قرار دیتا ہے۔

''اور صرف یہی نہیں بلکہ مصیبتوں میں بھی فخر کریں یہ جان کر کہ مصیبت سے صبر پیدا ہوتا ہے اور صبر سے پختگی اور پختگی سے امید پیدا ہوتی ہے اور امید سے شرمندگی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ روح القدس جو ہم کو بخشا گیا ہے اس کے وسیلہ سے خدا کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے'' (رومیوں5:3-5)۔

وائس آف مارٹرز کا کارکن کونرا ایڈورڈز پولس کے تجربہ کی تصدیق ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

''برداشت (صبر) صرف اس وقت آتی ہے جب ہم خدا کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی پُرفضل مطابق العنانیت کے وسیلہ سے ہمیں مشکلات و مصائب میں سے لے جائے۔ ہم نے سنا ہے کہ ماراتھن دوڑ کی تربیت پانے کیلئے صبر کی ضرورت ہے۔ یرمیاہ12:5 میں ہم پڑھتے ہیں کہ ''اگر تو پیادوں کے ساتھ دوڑا اور انہوں نے تجھے تھکا دیا تو پھر تجھ میں یہ تاب کہاں کہ سواروں کی برابری کرے؟ تو سلامتی کی سرزمین میں تو بے خوف ہے لیکن یردن کے جنگل میں کیا کرے گا؟''۔ یہ آیت ثابت قدمی کو سمجھنے کیلئے ایک کلیدی اہمیت رکھتی ہے اگر آج ہم اپنی زندگی میں کام کے دوران، گھر پر، سکول میں اور دیگر مقامات پر مصیبتوں کو گلے نہیں لگاتے تو ہم ان بڑی مصیبتوں کو گلے کیسے لگا سکتے ہیں جو ہمیں اور زیادہ روحانی نظر آتی ہیں؟ اگر ہم روز

مرہ مشکلات کے ساتھ نہیں نپٹ سکتے تو ہم ان کے ساتھ اس وقت کیسے نپٹ سکتے ہیں جب ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں سمندر پار ملک میں مشنری بننے کی بلاہٹ ملی ہے؟ خدا اور زیادہ چیزیں ہمارے سپرد کرے گا اور ہم ان بڑی آزمائشوں کی برداشت کرنے کے قابل ہوں گے جنہیں برداشت کرنے کی خدا ہمیں تربیت دے رہا ہے"۔

کونر کی بات درست ہے۔ ماراتھن دوڑ میں کوئی بھی شخص دوڑ میں پہننے والا ایک نیا لباس خرید سکتا ہے اور بندوق کی آواز پر دوڑ شروع کر سکتا ہے۔ مگر صرف وہی جو پورے تیار ہیں دوڑ مکمل کریں گے یا حتیٰ کہ کافی فاصلہ تک بھاگیں گے۔ چند میلوں کے بعد شرکاء اس بات کیلئے شکر گزار ہوتے ہیں کہ وہ اپنی قوت برداشت کی تعمیر کے کڑے (اور اکثر تکلیف دہ) عمل میں سے گزرے۔

لمبے فاصلہ کی دوڑ دوڑنے والے سورماؤں کی امتیازی خصوصیت توانا حالت میں دوڑ مکمل کرنے کی ان کی اہلیت ہے یعنی یہ کہ انہوں نے خوب تیاری کی ہوتی ہے۔ اسی طرح سے پوری دنیا کی ایذا رسیدہ کلیسیا نے اپنے اندر برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کی ہے۔ جب وہ مشکل کے ساتھ نبرد آزما ہوتے ہیں اور مصیبتوں کی رکاوٹوں کو عبور کرتے ہیں تو وہ لڑکھڑاہٹ کا شکار ہو سکتے ہیں مگر وہ اپنی رفتار کو کبھی کم نہیں کرتے۔ وہ ان لوگوں کی توہین آمیز رال، مردہ پتھروں اور خوفناک زخموں کے مدمقابل ڈٹے رہتے ہیں جو ان کا تمسخر اڑاتے، انہیں قید میں ڈالتے اور انہیں اذیتیں دیتے ہیں۔

شرقی یورپ، چین، انڈونیشیا، پاکستان اور فلسطین کے آج کے مسیحی سورما روحانی ماراتھن دوڑ میں شریک ہیں۔ اگرچہ انہوں نے ابتدائی کلیسیا کے بزرگ طرطلین کا نام نہیں سنا ہوگا مگر مصیبتوں کی کوٹھری سے ان کے نظریات اس کے نظریہ جیسے ہیں اس نے کہا کہ جب ہم ان مشکل چیلنجوں سے گریز کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو خدا ہمارے راستہ پر رکھتا

ہے تو ہم اس کی اہانت کرتے ہیں۔

آپ کی روحانی سوانح عمری میں کیا کوئی ایسا وقت آیا جب آپ نے محسوس کیا کہ زندگی ماراتھن دوڑ کی بجائے تیز دوڑنے کا مختصر عرصہ تھی؟ روحانی طور پر توانا ہونے اور قوت برداشت کی تعمیر کیلئے آپ کو کیا کرنے کی ضرورت ہے؟۔

ماراتھن دوڑ کا امتحان

جو لوگ اپنے ایمان کے باعث ایذاؤں کا شکار ہیں صرف وہی لوگ مضبوط رفتار کے ساتھ ایمان کی آخری لکیر کو پار کرنے کے امیدوار نہیں ہیں کئی موسم گرما پہلے آزمودہ کار مشنریوں کو اس بات کیلئے احترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا کہ وہ ثقافت پار بشارت کی بے لوث خدمت میں آدھی صدی گزار دیتے تھے۔ ایک تقریب میں انہیں ایک تختی پیش کی جاتی تھی جو ایک ماراتھن دوڑ میں خدا کی بلاہٹ جیسی ہوتی تھی۔ اور یہ دوڑ پوری زندگی پر محیط تھی۔ اس تختی پر کندہ الفاظ یوں تھے۔

''جب خدا بلاتا ہے' بندوق کی آواز آتی ہے اور ماراتھن دوڑ شروع ہو جاتی ہے۔ یہ خدمت کی زندگی ہے۔ یہ پیمائش شدہ قدموں کا عمر بھر کا عرصہ ہے جو راستے میں آنے والے گھرے گڑھوں کو عبور کر جاتے ہیں۔ مایوسی' آنسو' رد کئے جانا' تھکاوٹ سے نڈھال ہونا' ناکامی' نقصان (ذیاں) میرے خیال میں اس نے اسے صلیب کہا ہے۔ اس ذات نے جس نے پہلے دوڑ مکمل کی جس نے اپنی لمبی دوڑ کے خاتمہ کے قریب کہا کہ ''میں پیاسا ہوں'' یہی چیز تھی جو اس نے دوڑ کی اختتامی لکیر کے پرے دیکھی اور جس نے اسے دوڑتے رہنے پر ابھارے رکھا۔ وفاداری سے دوڑ ختم کی۔ اور اس کے باپ کے فخریہ الفاظ ''شاباش'' یہ سچ ہے۔ استقلال کی اپنی قیمت ہے۔ مگر اس کے انعام بھی ہوتے ہیں۔ یہ ماراتھن دوڑ میں

ایک اور خوشی ہے۔ یہ خاموش طمانیت ہے جو ایک ہی سمت میں لمبی فرمانبرداری کے قدم لینے پر قائم رکھتی ہے۔ یہ علم کہ آپ اس کام کے ساتھ وفادار ہیں جسے کرنے کو خدا نے آپ کو بلایا اور یہ کہ آپ اپنے عہد کے پکے اور سچے ہیں۔

راستہ پر آپ کو برداشت سیکھنے کے مواقع ملے ہیں اور اس عمل میں آپ نے مسیح اور اس کی بادشاہی کی خاطر فرق پیدا کیا ہے۔ ہمت نہ ہارنے کے آپ کے مصمم ارادہ کی بدولت اس قوم میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی بلاہٹ سن کر دوڑ میں حصہ لینا شروع کیا ہے۔ آپ نے اپنی رفتار کو اچھی طرح سے برقرار رکھا۔ اور اب جبکہ آپ اپنی پوری رفتار میں بھاگ رہے ہیں تو کیا آپ ہمیں اپنے ساتھ دوڑنے کی اجازت دیں گے؟ جو کچھ آپ نے حاصل کیا ہے یہ وہ نشان ہے جس کی ہمیں تلاش ہے۔ مضبوط نہ کہ کمزور۔ مضبوط نہ کہ پژمردہ۔ راستے میں دوڑ ختم کرنے والے نہیں بلکہ اخیر تک ڈٹے رہنے والے۔ استقلال، ثابت قدمی، فاصلہ پورا طے کرنا، دوڑ ختم کرنے والی لکیر کو عبور کرنا''۔

• اس قسم کا خراج تحسین ایمان کے ان سورماؤں کو دیا جا سکتا ہے جن کے ناموں کا ذکر عبرانیوں 11 باب میں پایا جاتا ہے۔ اس باب کو ایک بار پھر سے پڑھیئے۔ یہ افراد کے ناموں کی فہرست ہے۔ ان کا تعلق مختلف نسلوں، مختلف پیشوں اور مختلف حالات سے ہے۔ یہ سب ایذاؤں کا شکار نہیں ہوئے مگر ان سب نے ایمان کے لمبے فاصلہ کے پھیلاؤ کا تجربہ کیا۔ سب ثابت قدم رہے، فاصلہ طے کیا اور دوڑ مکمل کر لی۔ یہی رچرڈ ورم برانڈ نے کہا۔

ایذا رسیدہ کلیسیا کے اس وفادار حمایتی نے 91 برس کی عمر میں زمین پر اپنا آخری سانس لیا اور آسمان کی دہلیز کو پار کیا۔ اس کا کمزور ڈھانچہ ان مصیبتوں کی گواہی پیش کرتا تھا جو اس نے بطور نوجوان پاسٹر جھیلی تھیں۔ اپنے مشکل اور طویل زمینی سفر کے اختتام پر وہ کمزور پڑ گیا تھا اور چہرہ جھریوں سے بھرا تھا۔ مگر پاسٹر ورم برانڈ نے راستہ نہیں چھوڑا اور خدا

کے فضل سے دوڑ اچھی طرح سے ختم کی۔ اس کے نزدیک آسمان کی اس طرف کی زندگی ایک لیبارٹری تھی جس میں خدا اسے دکھوں سے سیکھنے کی سائنس اور صرف خدا کے ساتھ مطمئن ہونا سیکھا رہا تھا۔

خوشی سے سفر میں

جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ یہ ایک ایسی لیبارٹری ہے جو صرف ان لوگوں تک محدود نہیں ہے جن کا قید کا کوئی ریکارڈ ہے یا جن کی پیٹھ پر زخموں کے نشان ہوتے ہیں۔ اس کیلئے رجسٹریشن ان سب کیلئے دستیاب ہے جو اسی طرح کی شدت اور صورتحال میں زندگی گزارنے کے خواہش مند ہیں۔

پیٹر میٹسن سویڈن سے تازہ تازہ امریکہ میں آباد ہوا تھا جب اسے محسوس ہوا کہ خدا نے اسے بلاہٹ دی ہے تو اس نے چین کے لوگوں میں یسوع کی خوشخبری بیان کرنے کی خاطر اپنا نیا ملک امریکہ چھوڑ دیا جب اس نے 1880ء میں ایونجیلیکل کانوینٹ چرچ آف امریکہ کی سرپرستی میں سان فرانسسکو سے بحری جہاز کے ذریعہ سفر شروع کیا تو اس نے اپنی ماراتھن دوڑ کا آغاز کیا۔ چین پہنچ کر اس نے ان ایشیائی لوگوں کا لباس اور ان کی ثقافت اختیار کی جن تک رسائی پانے کی اسے امید تھی۔ مزاحمت کا سامنا کرنے اور غلط سمجھے جانے کے باوجود اس نے تہیہ جاری رکھا کہ وہ دوست بنائے گا اور سنے جانے کا حق حاصل کرے گا۔ اسے ناامیدی کا سامنا رہا اور کوئی خاص بات واقع نہ ہوئی۔ نوجوان پیٹر میٹسن اب ''بوڑھا شخص،، میٹسن بن گیا۔ جب اسے اپنے پہلے نو مرید کو بپتسمہ دینے کا استحقاق نصیب ہوا۔ اجنبی زمین پر قدم رکھنے کے تیس سال بعد ایمان کا عصا کامیابی سے دوسرے شخص تک منتقل ہو گیا۔ مگر پیٹر نے اپنا مرکوز برقرار رکھا اور اپنی مایوسیوں، دل شکنیوں اور گھر کی یادوں کو موقع دیا کہ وہ ثابت قدم ہونے کی اس کی اہلیت کو استوار کریں۔

استقلال کی یہی روح اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ ڈیو اور مٹسی شنن کو جوڑے نے اپنی بالغ زندگیاں بیرنگ کے سمندر کے جزیرہ میں کیوں گزاریں۔ ان کا نشانہ یہ تھا کہ وہ خدا کے کلام کا ایک ایسی زبان میں ترجمہ کریں جو آج تک سیکھی نہیں گئی تھی تا کہ آرکٹیکا کے مقامی لوگ اپنے دل کی زبان میں خدا کا کلام سن سکیں۔ بس آپ ایک ایسے عہد کے بارے میں تصور کریں جو تین دہائیوں سے زیادہ برسوں پر مشتمل ہے۔ اور پھر یہی نمونہ دیگر جگہوں مثلاً نیوگنی، انڈونیشیا اور میکسیکو میں دہرایا جاتا ہے۔

مصنف ہیو سٹیون نے جس نے وکلف، بائبل ٹرانسلیٹرز کی سوانح عمری پر تیس سال سے زیادہ عرصہ تک کام کیا کئی مشنریوں سے انٹرویو لئے اور تحقیق کی جو کچھ اس نے اس ساری سرگرمی میں سیکھا وہ اس سب کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے جو کہ صدیوں سے کلیسیا کے مورخین نے ثابت کیا ہے جو کام کرنے کو خدا نے آپ کو بلاہٹ دی ہے اسے کرنے کے مشکلات سے بھرے عمل کے درمیان یہ ''کام کا کرنا'' ہی ہے جو تکمیل کا باعث بنتا ہے۔

جب سٹیون ریٹائرمنٹ کے قریب پہنچا تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے زندگی بھر کے اسباق کو ایک کتابی صورت دے گا جو اس نے بطور مشنری اور مصنف سیکھے تھے تا کہ اس سے بائبل کے مترجمین کو دلیری، ایمان اور خدا کی وفاداری کی اپنی داستانیں بیان کرنے میں مدد مل سکے۔ اپنی کتاب The Nature of Storyand Creatiuity میں وہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ جن مشنریوں کے بارے میں اس نے لکھا ان کی برداشت (اس کی اپنی برداشت بھی) کس طرح سے اس اصول کی مثال ہے جس سے وہ بطور مصنف کافی عرصہ سے آشنا ہے۔ سٹیون مشن کے میدان میں اثر انگیزی پیدا کرنے والی چیز اور ایک اچھے ناول میں اثر انگیزی پیدا کرنے والی چیز کے درمیان مماثلت کو بیان کرتا ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ ''میرا ایمان ہے کہ یہ وہ سفر ہے جو اپنی تمام حیرتوں، خطرات اور چیلنجوں

اور چناؤ سے بھرا پڑا ہے اور یہ کسی فرد کے حقیقی جوہر کا انکشاف کرتا ہے۔ سفر ایک کہانی ہے کیونکہ سفر کے بغیر کوئی نشانہ ممکن نہیں''۔

یہ حقیقت بائبل کے مترجمین تک محدود نہیں ہے جو نئے عہد نامہ کے پراجیکٹ کو مکمل کرنے کیلئے اپنی زندگیوں کے 35 سال وقف کر دیتے ہیں۔ اس کا اطلاق دنیا بھر کی چھوٹی کلیسیاؤں کے پاسٹروں پر بھی ہوتا ہے جو اس وقت بھی اپنی رفتار برقرار رکھتے ہیں جب وہ اس دوڑ کی اختتامی لکیر تک پہنچتے ہیں جس کے لئے خدا نے انہیں بلاہٹ دی تھی۔ اس کے علاوہ سفید پوش کارکنان، اساتذہ، کاروباری افسران اور گھر بنانے والوں نے اس سفر کی خوشی اور اس شخصی فخر کو دریافت کر لیا ہے جو استقلال میں پایا جاتا ہے۔ جس چیز کا نمونہ پاسٹر رچرڈ ورم برانڈ نے سلاخوں کے پیچھے چودہ سالوں کے عرصہ میں دیا اس تک ہر ایک ایماندار کو رسائی ہے۔ خواہ ہمارا کوئی بھی پیشہ ہو یا خواہ ہمارا کوئی بھی ملک ہو ہم سب توانا طور پر اس دوڑ کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ مگر اس کیلئے ضروری شرائط اپنی آنکھیں نشانہ پر جمائے رکھنا ہے۔

پولس رسول نے فلپیوں کے نام اپنے خط میں اپنی دوڑ کے بارے میں ذکر کیا جو ختم ہونے کو تھی۔

''...... بلکہ صرف یہ کرتا ہوں کہ جو چیزیں پیچھے رہ گئیں ان کو بھول کر آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا نشان کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہوں تاکہ اس انعام کو حاصل کروں جس کیلئے خدا نے مجھے مسیح یسوع میں اوپر بلایا ہے'' (3:13-14)۔

ماراتھن دوڑ میں جو دوڑنے والے اپنے نشانہ سے نظریں ہٹا لیتے ہیں وہ راستے سے ہٹ سکتے اور بے حوصلہ ہو سکتے ہیں۔ جب ان کے پھیپھڑے پھٹ رہے ہوتے ہیں اور ٹانگیں درد کر رہی ہوتی ہیں تو ہر ایک قدم ایک جدوجہد بن جاتا ہے اور وہ دوڑ ترک کرنے پر غور کرنے لگ پڑتے ہیں مگر جو دوڑنے والے اپنے نشان سے نظریں نہیں ہٹاتے وہ آگے

بڑھنے کی ہمت اور قوت پاتے ہیں اور وہ اپنا پورا وجود وقف کر دیتے ہیں۔ وہ توانا طور پر دوڑ کو ختم کرتے ہیں۔

جب آپ اپنی زندگی کی دوڑ پر غور کرتے ہیں تو وہ کونسی چیز ہے جو آپ کی نظروں کو اختتامی لکیر سے اور "خدا کے انعام" سے ہٹانے پر تلی ہوئی ہے؟۔

صاف گوئی سے بات کریں تو جب پولس نے روم کے ایمانداروں کو ان کی مصیبت زدہ حالات کے بارے میں لکھا۔ (رومیوں 5 باب) تو وہ عام شاگردوں کو لکھ رہا تھا جنہوں نے کوئی الہیاتی تعلیم یا ترقی یافتہ تعلیم نہیں پائی تھی۔ وہ ہماری طرح کے لوگ تھے وہ آستر پامر نام کی عورتوں جیسے تھے۔

راستہ کی طرف اشارہ کرنا

آستر جنوبی کیلیفورنیا میں اپنے گھر کے نزدیکی پریسبٹرین چرچ میں جاتی تھی۔ یہ چرچ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوتا تھا۔ اور اس کے بجٹ کا پچاس فیصد مشنوں کی مالی معاونت کے لئے خرچ ہوتا تھا۔ اس میں پامر کے دو بیٹوں کیلئے ایک بڑا یوتھ پروگرام بھی تھا۔

آستر نے اپنے ایمان کو سنجیدگی سے لیا وہ بالغوں کے سنڈے سکول اور پڑوس میں بائبل سٹڈی گروپ میں شامل ہونے میں از حد خوشی محسوس کرتی تھی۔ اسے اپنے چرچ کی متعدد مشن کمیٹیوں میں سے ایک کمیٹی میں کام کرنے میں لطف آتا تھا۔ اس کے پاسٹر کی عالمگیر کلیسیا کیلئے دل کی دھڑکن کی بنا پر آستر نے ایذا رسیدہ کلیسیا کی حالت زار کے بارے میں جانا۔ وہ انتھک برداشت کی اس قسم کے بارے میں آگاہ ہوئی جو سورما ایمان کا خاصہ ہوتی ہے۔ اسے اس چیز کا احساس نہیں تھا کہ اس سے پہلے کہ اس کی زندگی کا خاتمہ ہوا سے بھی خداوند پر اس قسم کے انحصار کا مظاہرہ کرنے کے ذریعہ مشکلات کو برداشت کرنے کا چیلنج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جب آستر تیس کی دہائی میں داخل ہوئی تو وہ جوڑوں کے درد کی تکلیف میں مبتلا ہوگئی۔ جیسے ہی بیماری اس کے پورے بدن میں پھیل گئی اس کی علامات کی شدت میں اضافہ ہوگیا۔ ہر روز اس کیلئے ایک زندہ جہنم بن گیا جیسا کہ اس کی ایک دوست کا کہنا ہے وہ تھوڑا تھوڑا کر کے مر رہی تھی۔

آستر کی کوشش تھی کہ وہ گرجا گھر میں اپنے دوستوں کے ساتھ عبادت میں شریک ہو مگر گرجا گھر جانا اس کیلئے ایک چیلنج سے کم نہیں تھا۔ اس کا بدن سخت ہوتا جا رہا تھا۔ پھرتی اور چستی اس کے بدن سے کافور ہو چکی تھیں۔ اس کی انگلیاں مستقل طور پر مڑی ہوئی تھیں اور اس کے گھٹنوں پر گویا مستقل طور پر تالا لگا ہوا تھا۔ وہ اپنی گردن نہیں موڑ سکتی تھی اکثر بدن کے بے سکوت ہونے سے زیادہ اس کا بدن اذیت ناک درد سے دوچار تھا۔

سب سے پہلے آستر کو اپنے پر ترس آتا تھا۔ وہ روزانہ ایک ترس والی پارٹی کا انعقاد کرتی تھی مگر اس پارٹی میں وہی اکیلی شریک ہوتی تھی۔ اس کے بائبل سٹڈی گروپ میں اس کے قریبی دوست جوڑے کی ہمت افزائی کے وسیلہ سے اس نے اپنے مشکل چیلنج کو اپنی زندگی کیلئے خدا کے منصوبہ کے حصہ کے طور پر قبول کرنے کا چناؤ کیا۔ ان شہیدوں کی طرح جن کے بارے میں وہ گرجا گھر میں سن چکی تھی اس نے مصیبتوں کو صلیب کے سپاہی کے طور پر برداشت کیا۔ آستر نے روزمرہ کی ریاضت کا اپنا نظم وضبط برقرار رکھا۔ چونکہ اس کا شوہر اپنے چیلنجوں سے نپٹ رہا تھا اس لئے وہ اکثر یہ محسوس کرتی تھی کہ وہ اپنے برداشت کے راستہ پر تنہا سفر کر رہی ہے مگر ماضی کے درد کے تجربہ کی بنا پر اس نے ثابت کیا کہ وہ برداشت کر سکتی ہے۔

عجیب طور پر آستر کے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی دوسری انگلیوں کی طرح ہتھیلی کی طرف نہیں مڑی۔ اسے وہ فون کرنے کیلئے استعمال کر سکتی تھی۔ اور اس نے

اس ایک انگلی کو خدا کے جلال دینے کیلئے استعمال کیا۔ کلیسیا کی Refugee Resettement Committee کی رکن ہوتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر ٹیلی فون چیئر پرسن کے طور پر پیش کیا۔ اس ایک انگلی کے ساتھ وہ ایجنسیوں سے رابطہ کرتی تھی اور فرنیچر، کپڑوں اور گھریلو اشیا کیلئے عطیات کی درخواست کرتی تھی۔ وہ حتیٰ کہ کمیٹی کی میٹنگوں کا انعقاد کرتی تھی۔ آستر نے دیکھا کہ اپنی حدود اور کمزوریوں کے باوجود اس کی اہمیت ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ اگر چہ اس کا اکثر بدن مردہ ہے مگر اسے دوڑ میں شریک رہنے کیلئے انگوٹھے کے ساتھ والی صرف ایک انگلی کی ضرورت ہے۔ اپنی آنکھیں یسوع پر مرکوز رکھے ہوئے وہ اپنی موت کے دن تک ''صبر سے'' دوڑتی رہی۔ (عبرانیوں 12:1)۔

جب آپ کسی ایسے ایماندار سے ملتے ہیں جس نے مسیحی کے طور پر یا مسیحی ہونے کی بنا پر دکھ اٹھایا ہو تو آپ کو اس کے بارے میں بعض بہت دلچسپ چیزیں معلوم ہوں گی۔ اس شخص کے زخموں کے نشان (خواہ یہ جسمانی ہوں یا جذباتی) عزت کے تمغے بن چکے ہوتے ہیں جنہیں وہ فخر کے ساتھ پہنتا ہے۔ اس کا سبب ''سفر میں شادمانی'' ہے جس کا تجربہ اس شخص نے خدا کی نادیدنی حضوری کے باعث کیا۔ ایک ایسی حضوری جوان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو برداشت کرتے ہیں خواہ اس کی کوئی بھی لاگت کیوں نہ ہو۔ اس کے بارے میں To Dinh Trung اور Li Denian سے پوچھیے۔

برداشت کی عملی مثالیں

اپنے ایمان کے باعث To Dinh Trung کو ویتنام میں چھ ماہ کیلئے قید کی سزا ہوئی اور پیچھے گھر پر اس کی بیوی اور چھوٹے بچے رہ گئے۔ جب وہ قید میں تھا تو اس نے اپنے ایمان کے بارے میں دوسرے قیدیوں کو گواہی دی جس کے نتیجہ میں کئی قیدی مسیح کے پاس آئے۔

جب اس کی سزا کے تین ماہ بیت گئے تو وائس آف مارٹرز نے اس کا نام اور پتہ شائع کیا جس کے نتیجہ میں ویتنامی حکومت کو اس کی رہائی کی تاکید کے ہزاروں خطوط ملے۔اس سادہ سے قبائلی شخص کی اس قدر بھاری عالمگیر حمایت سے حیرت زدہ افسران نے اسے گھر چلے جانے کی پیشکش کی۔مگر انہیں اور زیادہ حیرت اس وقت ہوئی جب اس نے جلد رہائی سے انکار کر دیا۔وہ بہت سے لوگوں کو مسیح کے پاس آتا دیکھ چکا تھا اور اب وہ اس بات کے بارے میں فکرمند تھا کہ ان نئے ایمانداروں کی شاگردیت کے عمل کی کون نگرانی کرے گا جب وہ چلا جائے گا۔اس نے فیصلہ کیا کہ ایمان میں جڑیں مضبوط کرنے میں ان کی مدد کرنا اپنے گھر کے آرام سے لطف اندوز ہونے اور اپنے خاندان سے دوبارہ ملنے سے کہیں زیادہ اہم ہے۔لہٰذا اس نے اپنی قید کے آخری تین ماہ خوشی سے برداشت کئے تا کہ وہ خدا کی بہتر خدمت اور اپنی کلیسیا کی تعمیر کر سکے۔

حتیٰ کہ جب یہ الفاظ لکھے جا رہے ہیں ایک اور باہمت مسیحی پاسٹر Li Denian چین میں سلاخوں کے پیچھے بند ہے۔جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ اسے کتنی بار گرفتار کیا گیا ہے تو وہ اپنے کندھوں کو اچکاتے ہوئے کہتا ہے کہ اسے اتنی زیادہ دفعہ گرفتار کیا گیا ہے کہ اسے گنتی یاد نہیں۔مگر اس کے چہرے پر مسکراہٹ اس کے احساسات کا پتہ دیتی ہے۔وہ گرفتاریوں پر انحصار نہیں کر رہا بلکہ وہ مسیح پر انحصار کر رہا ہے۔وہ پولیس کے بارے میں فکرمند نہیں ہے وہ اس بارے میں فکرمند ہے کہ وہ مسیحیوں کی اپنے ایمان میں بالغ ہونے میں مدد کرے۔وہ گرفتاریوں کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ خدا کی برکات کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہے۔

پاسٹر لی اور دوسرے ایذا رسیدہ ایماندار ایذا رسانی کے بارے میں فکرمند نہیں ہوتے وہ اس سے خوفزدہ نہیں ہوتے اور نہ وہ اس میں مزے لیتے ہیں وہ محض کشمکش یا مشکل کو اس نئ

زندگی کے حصہ کے طور پر قبول کرتے ہیں جسے مسیح نے ان کیلئے اپنے خون سے خریدا۔ یہ چیز دوڑ دوڑنے سے آتی ہے۔

لی آسانی سے ایذا رسانی سے رہائی پا سکتا تھا۔ وہ ایک مختلف شہر میں جا سکتا تھا جہاں پولیس اسے اچھی طرح سے نہ جانتی۔ وہ کلیسیا کی قیادت کسی اور کے سپرد کر کے نمایاں کردار اختیار کر سکتا تھا۔ وہ حتیٰ کہ شاید ملک چھوڑ کر کہیں اور جا سکتا تھا کیونکہ چینی افسران ایسے ''فسادی شخص'' سے پیچھا چھڑانے میں خوش ہوتے۔

مگر لی ڈٹا ہوا ہے۔ افسران ایمانداروں کے اس کے بڑے اجتماعات کو درہم برہم کر دیتے ہیں یہ سوچ کر کہ اس سے اس کا کام ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے ایک بڑا گرجا گھر بند کر دیا مگر چالیس چھوٹی گھریلو کلیسیاؤں نے اس کی جگہ لے لی۔ لی اکثر ان چھوٹی کلیسیاؤں میں دورہ کرتا ہے اور ایمانداروں کو قائم رہنے اور ایمان میں برداشت کرنے پر ابھارتا ہے۔ اس کا پیغام سادہ ہوتا ہے۔ وہ کرو جو میں کرتا ہوں۔ مسیح کی خدمت جاری رکھو خواہ اس کیلئے کوئی بھی قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔ جب گرفتاری ہو تو ان لوگوں کیلئے خدا کا شکر ادا کرو۔ جن تک آپ خدا کی محبت کے ساتھ رسائی پا سکتے ہیں۔

اگر ہم برداشت کا رویہ رکھنا چاہتے ہیں تو ہم اپنے ماحول کو ہر اس وقت نہیں تبدیل کر سکتے جب حالات مشکل ہو جاتے ہیں۔ امریکہ اور دیگر آزاد ممالک میں کسی ماحول کو تبدیل کرنا کسی مسئلہ سے نپٹنے اور اپنی کوشش جاری رکھنے سے اکثر آسان ہوتا ہے۔ مگر خدا بعض اوقات ہمیں یہ بلاہٹ دیتا ہے کہ ہم ایک جگہ رہ کر اس کے لئے کام کریں خواہ یہ آسان یا پرسکون ہو یا نہیں۔

برداشت مسحور کن نہیں ہوتی یہ بہت ستائش یا بڑے انعامات پیش نہیں کرتی۔ اولمپک کھیلوں میں سو میٹر کی دوڑ دوڑنے والے کو ماراتھن دوڑ جیتنے والے کی نسبت زیادہ جانا جاتا

ہے۔اول الذکر کو ''دنیا کا تیز ترین'' کہا جاتا ہے جبکہ موخر الذکر کے نام کا کھیل کے صفحات میں بمشکل ہی ذکر ہوتا ہے۔

اکثر ہمارے اردگرد کے لوگ ہمیں دوڑ ترک کرنے' کسی اور جگہ چلے جانے یا منظر بدلنے کی تاکید کرتے ہیں ان کی تاکید کچھ ان الفاظ میں ہوتی ہے۔

اس سخت پڑوس میں سے نکل جاؤ جہاں آپ کی گواہی کی کوئی قدر نہیں ہے۔

اس ازدواجی رشتہ سے ناطہ توڑ و جو آپ کی تمام ضروریات پورا نہیں کر سکتا۔

ایسے شخص کے آگے گواہی دینا چھوڑ دو جس نے مسیح کے بارے میں آپ کی باتوں کو بے دردی سے جھٹلا دیا۔

اس دوست کے آگے گرجا گھر کا ذکر مت کرو جس نے آپ کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔

مگر خدا کہتا ہے کہ دوڑ جاری رکھو۔

برداشت کی نعمت ایک دن میں یا ایک موسم میں نہیں چمکائی جاتی۔ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ صبح کو جاگیں اور برداشت کرنے کا فیصلہ کریں۔نہیں بلکہ برداشت فرمانبرداری کے سادہ کاموں کے عمر بھر کے عرصہ کا نتیجہ ہے۔

جب آپ پیچھے مڑ کر اپنی مسیحی زندگی کے کئی سالوں پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ اس بات کا جائزہ لیجئے کہ آپ نے اپنے اندر برداشت پیدا کرنے کیلئے کیا کیا ہے۔اور یہ کہ خدا آپ کو آپ کے گھر میں' آپ کے علاقہ میں یا آپ کی کام کی جگہ میں اس کیلئے قائم رہنے کے کیا کہہ رہا ہے۔

یہ دوڑ کے میدان کے ساتھ آتی ہے

برداشت کے معاملہ میں ہمارے آزمودہ کوچ پولس نے یہ بات واضح طور پر بیان کی

ہے کہ ''جتنے مسیح یسوع میں دینداری کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں وہ سب ستائے جائیں گے'' (2- تیمتھیس 12:3)۔ پولس نے یہ الفاظ قید سے لکھے جہاں وہ اپنی پھانسی کا انتظار کر رہا تھا۔ یہ جانتے ہوئے کہ اس کی زمینی دوڑ ختم ہونے والی ہے وہ گہری اور دلخراش نصیحت کرتا ہے۔ جب یہ عمر رسیدہ رسول اپنا دل اپنے نوجوان شاگرد تیمتھیس کے آگے انڈیلتا ہے۔ تو وہ اس تربیت کو خوشگوار بنا کر پیش نہیں کرتا جوان لوگوں سے مطلوب ہے جو ایمان کی ماراتھن دوڑ کو ختم کریں گے۔

مشہور زمانہ بوسٹن ماراتھن دوڑ میں دوڑنے والوں کو معلوم ہے کہ کس چیز کی توقع کرنی ہے۔ 26 میل کی دوڑ کے اختتام کے نزدیک انہیں بدنام ''میل انیس'' کا سامنا ہوتا ہے۔ راستہ کا یہ حصہ بالخصوص ہمت شکن ہے کیونکہ یہ اس چیز کا تقاضا کرتا ہے کہ بھاگنے والے قدرے عمودی ڈھلوان پر چڑھیں۔ جو لوگ دوڑنے والے اس راستے سے واقف ہوتے ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ کیا آنے والا ہے وہ اپنی رفتار کو متعین کر دیتے ہیں۔ اگر ہمیں یقین ہے کہ ہمیں اپنے ''میل انیس'' کا سامنا ہوگا تو ہم پہلے سے بھانپ سکتے ہیں اور برداشت کے عمل کی مدد سے اپنے آپ کو تیار کر سکتے ہیں۔

نوجوان تیمتھیس نے بمشکل ہی اپنے دوڑ کے جوتوں کے تسمے باندھنے شروع کئے ہوں گے کہ پولس نے اسے کہا کہ وہ ان چھلانگوں سے سیکھے جو اس نے پہلے ہی مکمل کر لی ہیں۔ اس نے اسے خبردار کیا کہ اسے مسیحی کے طور پر رد کئے جانے کی توقع ہے مگر اس نے اسے (اور ہمیں) اس بات کی بھی دعوت دی کہ وہ خدا کے مخل ہونے کی توقع کرے۔

''لیکن تو نے تعلیم، چال چلن، ارادہ، ایمان، تحمل، محبت، صبر، ستائے جانے اور دکھ اٹھانے میں میری پیروی کی...... مگر خداوند نے مجھے ان سب سے چھڑایا بلکہ جتنے مسیح یسوع میں دینداری کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں وہ سب ستائے جائیں گے اور برے اور دھوکہ

بازآدمی فریب دیتے اور فریب کھاتے ہوئے بگڑتے چلے جائیں گے۔ مگر تو ان باتوں پر جو تو نے سیکھی تھیں اور جن کا یقین تجھے دلایا گیا تھا یہ جان کر قائم رہ کہ تو نے انہیں کن لوگوں سے سیکھا تھا'' (2-تیمتھیس 3:10-14)۔

پولس رسول اس بات کو بخوبی جانتا تھا کہ وہ تیمتھیس سے یہ توقع نہیں کرسکتا کہ وہ صرف اس کے نمونہ یا اس کی تعلیم سے تحریک پائے۔ برداشت (صبر) ہمت کی طرح انسانی ایجاد کا پھل نہیں ہے۔ کسی اور کی مانند بننے کی سخت کوشش کرنا یا اپنی بہترین کاوش میں اپنے آپ کو پورے طور پر دے دینا ایذارسانی کے امتحان میں کامیاب ہونے کیلئے کافی نہیں اور پولس حتیٰ کہ دوات میں اپنے پر کے قلم کو ڈبونے کیلئے رکے بغیر اپنی بات جاری کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''اور تو بچپن سے ان پاک نوشتوں سے واقف ہے جو تجھے مسیح یسوع پر ایمان لانے سے نجات حاصل کرنے کیلئے دانائی بخش سکتے ہیں۔ ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کیلئے فائدہ مند بھی ہے۔ تاکہ مرد خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کیلئے بالکل تیار ہو جائے'' (2-تیمتھیس 3:15-17)۔

سورما ایمان کی کہانیاں کتنی ہی تحریک کن کیوں نہ ہوں مگر کسی اور کی مثال حتمی طور پر اس قابل نہیں ہوگی کہ ہم اس کی مدد سے ایذائیں برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں گے یہی بات ہم نے دو باب پہلے دیکھی۔ کوئی چیز خدا کے کلام کی جگہ نہیں لے سکتی۔ کوچ ضروری ہوتے ہیں مگر تربیتی مواد کہیں زیادہ اہم ہے پیچھے پلٹ کر ان مردوں اور عورتوں کی کہانیوں کا ازسرنو جائزہ لیجئے جنہوں نے خوفناک قیدیں برداشت کی ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ بائبل پر کتنا زیادہ انحصار کرتے ہیں۔ خدا کے الہام کے الفاظ ان کی روحانی قوت برداشت کا ذریعہ بنے۔

صبر کی تعمیر کرنے، پوری دوڑ دوڑنے اور توانا طور پر دوڑ مکمل کرنے کیلئے کس چیز کی ضرورت ہے؟۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اس کا آغاز تربیت سے، چھوٹے چیلنجوں کو پورا کرنے کے ذریعہ زندگی کے بڑے چیلنجوں کیلئے تیار ہونے سے اور خدا کے کلام سے سیر ہونے سے ہوتا ہے۔ یہ عمل جاری رہتا ہے جب ہم ان لوگوں کے نمونہ پر چلتے ہیں جنہوں نے ہم سے پہلے دوڑ مکمل کر لی ہے اور وہ اب مثبت نمونہ اور اصلاح کار ہیں۔ اور جب ہم اپنی نگاہیں دوڑ کی آخری لکیر، اپنے نشانہ، خدا کے انعام پر جمائے رکھتے ہیں تو انجام فتح مندی میں ہوتا ہے۔

روحانی ماراتھن دوڑ دوڑنے والوں کیلئے رہنما باتیں

- برداشت (صبر) ایک عمل ہے۔ ہم ان حالات سے افزوں قوت برداشت حاصل کرتے ہیں جن میں سے خدا ہمیں گزارتا ہے جیسا کہ پولس نے رومیوں کے نام خط میں لکھا ہر ایک چیز دوسری چیز کا موجب بنتی ہے۔ اپنی زندگی پر پیچھے پلٹ کر دیکھئے، اپنی ڈائری میں اس بات کو لکھئے کہ مشکل حالات کو برداشت کرنے کی آپ کی اہلیت ان آزمائشوں سے استوار ہوئی ہے جو آپ کی دوڑ کے ریکارڈ کا حصہ ہیں۔

- دو یا تین ایسے چیلنج والے حالات کی فہرست بنایئے جن پر آپ کو ابھی عمل کرنے اور جن پر صبر دکھانے کی ضرورت ہے کسی ایسے شخص کے بارے میں سوچیئے جس کے آگے آپ اپنے آپ کو ان چیلنجوں کے بارے میں جوابدہ ٹھہرا سکتے ہیں۔ اس شخص کو اپنے شخصی روحانی استاد کے طور پر تصور کریں۔

- اگر آپ کو گرفتار کر لیا جائے تو آپ حفظ کئے ہوئے گیتوں میں سے کتنے گیت گا سکتے ہیں؟ کیا گیتوں اور مزامیر کا آپ کا حفظ شدہ خزانہ وسیع ہے؟ پاک کلام اور گیتوں اور مزامیر کے حافظہ کو بڑھانے کا ایک طریقہ کلام کے گیتوں کی کیسٹ یا سی ڈی خریدنا ہے آپ

انہیں کام پر جاتے ہوئے کار میں یا گھر پر کام کرنے کے دوران چلا سکتے ہیں۔

• آپ کے خیال میں آپ کا ''میل انیس'' کیا ہے؟ (مثال کے طور پر صحت کا معاملہ' مالی معاملات' تعلقاتی کشمکش وغیرہ)۔ آپ اپنی زندگی میں اس مقام کیلئے اپنے آپ کو تیار کرنے کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔ تا کہ آپ دوڑ کو کامیابی سے پورا کر سکیں؟۔

• ہوسکتا ہے کہ آپ اس وقت کسی بڑی کشمکش سے دو چار ہوں۔ (مثال کے طور پر ازدواجی تعلق میں مشکلات' نوجوانوں کے ساتھ کشمکش' کام میں اخلاقی مخمصہ)۔ لازمی نہیں کہ یہ آپ کے ایمان کے نتیجہ میں ایذا رسانی ہو مگر یہ برداشت کرنے کی آپ کی اہلیت کا چیلنج ہوسکتا ہے۔ اسے اکیلے حل کرنے کی کوشش مت کریں اگر کوئی ایسا شخص نہیں جسے آپ راز دان بنا سکیں اور اس کے ساتھ ملکر دعا مانگ سکیں تو آپ اپنی اس تنہائی کو طول نہ دیں۔ کسی شخص تک رسائی پائیں اور اس سے دوستی اور دعائیہ مدد کی درخواست کریں۔ آپ کس کو اپنے لئے اس کام کو کرنے کی درخواست کریں گے؟۔

باب 6

فرمانبرداری

زندگی کی ایک راہ

سورماوہ کرتے ہیں جو خداانہیں کرنے کو کہتا ہے۔
وہ اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتے ہیں۔
سورماؤں کیلئے فرمانبرداری کا کوئی خاص موسم نہیں ہوتا۔
یہ ان کیلئے زندگی کی راہ ہے۔
سورما ہمیشہ اپنے باپ کے کام کی خاطر باہر کھڑے رہتے ہیں۔
جیسا کہ ایک نبی نے ایک بار
ایک نظرانداز کرنے والے نبی سے کہا تھا کہ
جو چیز سب سے زیادہ خوبصورتی سے گاتی ہے
وہ قربان کئے جانے والے ممیانے والے
برے نہیں
بلکہ وہ زندگی ہے جو فرمانبرداری کرنے میں تیز ہو۔

اگر ایک عورت اس بات کا تہیہ نہ کرتی کہ اس نے اس بات کی مکمل طور پر فرمانبرداری کرنی ہے جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ خداوند اس کا تقاضا کر رہا ہے۔ تو وائس آف مارٹرز کا ادارہ کبھی بھی قائم نہ ہوتا۔ جس شخص کو خدا چُن چکا تھا کہ وہ ایذا رسیدہ کلیسیا کیلئے اس کا نمائندہ بنے تو وہ کبھی اپنی آواز بلند نہ کر پاتا۔

لوتھرن پاسٹر اور اس کی بیوی سبینا رومانیہ میں Congresr of Cults میں شریک تھے۔ یہ 1944ء کی بات ہے اس کانگریس میں مسیحیت کے ہر ایک مسلک میں سے چار ہزار پاسٹر' پریسٹ اور خادم شریک تھے۔ جوزف سٹالن کو اعزازی صدر چننے کے بعد شرکاء نے یکے بعد دیگرے پلپٹ پر آ کر یہ اعلان کیا کہ مسیحیت اور اشتراکیت بنیادی طور پر ایک ہی نظریہ کی حامل ہیں۔ سب شرکاء کا مشترکہ پیغام یہ تھا کہ یہ اکٹھے چل سکتی ہیں۔ ''ہم سب ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں''۔

سبینا اندر ہی اندر گھائل ہو رہی تھی۔ اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ ''یہ لوگ یسوع کے چہرے پر تھوک رہے ہیں۔ جاؤ اور اس کے چہرہ کو صاف کرو''۔

رچرڈ کو معلوم تھا کہ اگر اس نے سرِعام اجتماع کے شرکاء کی باتوں کو رد کیا تو اسے کون سے نتائج بھگتنے پڑیں گے۔ اس نے اپنی بیوی سے سرگوشی میں کہا کہ ''اگر میں اشتراکیت کے خلاف بولا تو میں مزید تمہارا شوہر نہیں رہوں گا''۔

فولادنما نظروں سے اس نے اپنے پاسبان شوہر کی آنکھوں سے آنکھیں ملاتے ہوئے کہا کہ ''میں ایک بزدل شخص کو اپنے شوہر کے طور پر نہیں دیکھنا چاہتی''۔

سبینا کے الفاظ نے رچرڈ کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا مگر یہی بات اسے یاد دلانے کی ضرورت تھی یعنی فرمانبرداری کی لاگت جو اس پر اپنے مُنجی کی طرف سے قرض تھی۔ اپنی سیٹ سے اٹھ کر وہ کنونشن ہال کے سٹیج پر گیا اور چار ہزار شرکاء سے خطاب کرنے لگا۔ اس نے انہیں چیلنج دیا کہ وہ مطابقت کی اٹھتی ہوئی موج کی مزاحمت کریں جو ارشادِ اعظم کی مکمل اہانت ہے۔

فرمانبرداری کا یہ عمل مہنگا ثابت ہوا۔ اس روز پاسٹر رچرڈ ورم برانڈ نے ناقابل تصور اذیت اور چودہ سالہ قید کی جانب پہلے قدم اٹھائے۔ مگر سبینا اور رچرڈ جانتے تھے کہ ان کے

پاس اور کوئی چناؤ نہیں ہے۔ جب بے دین لوگ قوانین بناتے ہیں تو یہ قوانین توڑے جانے کیلئے ہوتے ہیں۔ جب راستبازی کو دشمن یرغمال بنا لے تو آپ اسے آزاد کرانے کیلئے ہر وہ کام کرتے ہیں جو ضروری ہوتا ہے۔

بائبل کے سرسری مطالعہ میں ہمیں الفاظ ''فرمانبرداری، فرمانبرداری کرنا، پیروی کرنا، عمل کرنا، انجام دینا'' وغیرہ جا بجا ملتے ہیں۔

''اور اگر تم میرے حکموں کو جو میں تم کو دیتا ہوں دل لگا کر سنو اور خداوند اپنے خدا سے محبت رکھو اور اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے اس کی بندگی کرو تو میں تمہارے ملک میں عین وقت پہلا اور پچھلا مینہ برساؤں گا تا کہ تو اپنے غلہ اور مے اور تیل جمع کر سکے اور میں تیرے چوپایوں کیلئے میدان گھاس پیدا کروں گا اور تو کھائے گا اور سیر ہوگا'' (استثنا 11:13-15)۔

''تم خداوند اپنے خدا کی پیروی کرنا اور اس کا خوف ماننا اور اس کے حکموں پر چلنا اور اس کی بات سننا تم اسی کی بندگی کرنا اور اسی سے لپٹے رہنا'' (استثنا 13:4)۔

''فرمانبرداری قربانی سے اور بات ماننا مینڈھوں کی چربی سے بہتر ہے'' (1-سموئیل 15:22)۔

''لیکن خداوند کی شفقت اس سے ڈرنے والوں پر ازل سے ابد تک اور اس کی صداقت نسل در نسل ہے۔ یعنی ان پر جو اس کے عہد پر قائم رہتے ہیں اور اس کے قوانین پر عمل کرنا یاد رکھتے ہیں'' (زبور 103:17-18)۔

''اس لئے اب تم اپنی روش اور اپنے اعمال کو درست کرو اور خداوند اپنے خدا کی آواز کے شنوا ہو تا کہ خداوند اس عذاب سے جس کا تمہارے خلاف اعلان کیا ہے باز رہے'' (یرمیاہ 26:13)۔

''اور خداوند اپنے لشکر کے سامنے للکارتا ہے کیونکہ اس کا لشکر بے شمار ہے اور اس کے حکم کو انجام دینے والا زبردست ہے کیونکہ خداوند کا روز عظیم نہایت خوفناک ہے۔ کون اس کی برداشت کرسکتا ہے؟'' (یوایل 11:2)۔

''اس (یسوع) نے کہا ہاں مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں'' (لوقا 28:11)۔

''اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے'' (یوحنا 15:14)۔

''کیونکہ شریعت کے سننے والے خدا کے نزدیک راستباز نہیں ہوتے بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے راستباز ٹھہرائے جائیں گے'' (رومیوں 13:2)۔

''پس اے میرے عزیزو! جس طرح تم ہمیشہ سے فرمانبرداری کرتے آئے ہو اسی طرح اب بھی نہ صرف میری حاضری میں بلکہ اس سے بہت زیادہ میری غیر حاضری میں ڈرتے اور کانپتے ہوئے اپنی نجات کا کام کئے جاؤ کیونکہ جو تم میں نیت اور عمل دونوں کو اپنے نیک ارادہ کو انجام دینے کیلئے پیدا کرتا ہے وہ خدا ہے'' (فلپیوں 2:12-13)۔

''اور فرمانبردار فرزند ہو کر اپنی جہالت کے زمانہ کی پرانی خواہشوں کے تابع نہ بنو بلکہ جس طرح تمہارا بلانے والا پاک ہے اسی طرح تم بھی اپنے سارے چال چلن میں پاک بنو کیونکہ لکھا ہے کہ پاک ہو اسلئے کہ میں پاک ہوں'' (1-پطرس 1:14-16)۔

''اگر ہم اس کے حکموں پر عمل کریں گے تو اس سے معلوم ہوگا کہ ہم اسے جان گئے ہیں'' (1-یوحنا 3:2)۔

یقیناً خدا کی اپنے فرزندوں کے لیے نرسنگے کی آواز فرمانبرداری کی آواز ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم وہ سمجھیں جو وہ چاہتا ہے اور پھر اسے عملی صورت دیں۔ یہ بات انتہائی سادہ سی ہے جن لوگوں کا سورما ایمان ہوتا ہے وہ خدا کو سنجیدگی سے لیتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو

وہ کہتا ہے۔

فرمانبرداری نعمت یا خدا کی ودیعت کردہ خصوصیت نہیں ہے یہ ایک چناؤ ہے جسے ہم نے ہر روز کرنا ہے۔ فرمانبرداری میں ''مگر'' یا ''اگر'' کی گنجائش نہیں ہوتی۔ (اگر یہ ہوا تو پھر میں فرمانبرداری کروں گا)۔ جب فرمانبرداری کسی مصیبت سے دوچار کرتی ہے تو سورما میں یہ جاننے کیلئے ایمان ہوتا ہے کہ کون اسے مصیبت میں سے محفوظ طریقہ سے گزار کر لے جائے گا۔ سورما مسیحیوں کو دلیر یا بے خوف ہونے کی ضرورت نہیں ہے انہیں خدا پر ایمان رکھنے کی اور پھر اس پر ایمان کے بل بوتے پر فرمانبرداری سے عمل کرنے کی ضرورت ہے جس میں خدا پر مکمل بھروسا ہو۔

خدا جو چاہتا ہے

خدا کی فرمانبرداری ہماری زندگیوں کے ہر ایک پہلو کے موثر اطلاقات کی حامل ہے۔ خدا نے ہمارے لئے اپنی مرضی کو اپنی اخلاقی شریعت میں ظاہر کیا جس کا خلاصہ دس احکام میں پایا جاتا ہے۔ یسوع نے شریعت کا خلاصہ اور اس کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

''خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ انہی دو حکموں پر توریت اور انبیا کے صحیفوں کا مدار ہے'' (متی 22:37-40)۔

پھر آسمان پر صعود کرنے سے تھوڑی دیر پہلے یسوع نے اپنے شاگردوں کو یہ تاکید کی۔

''آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ

اوران کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دواوران کو یہ تعلیم دو کہ ان سب باتوں پرعمل کریں جن کا میں نے تم کوحکم دیااور دیکھ میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں''(متی28:18-20)۔

پس اگر ہم نے خدا کی فرمانبرداری کرنے کا مصمم ارادہ کررکھا ہے تو ہمیں اپنے آپ سے مسلسل یہ پوچھنے کی ضرورت ہے کہ ''کیا میرے کام خدا کیلئے اور میرے پڑوسی کیلئے میری محبت کا اظہار کرتے ہیں؟'' اور ''میں دوسروں تک مسیح کی خوشخبری لے جانے اور شاگرد بنانے کے لئے کیا کرسکتا ہوں؟''۔

یہی ہر ملک میں ایمان کے سورما اسی انداز میں زندگی گزارتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کوان کے ایمان کی خاطر ایذاؤں اوراذیتوں کا شکار بنایا جاتا ہے اور قتل کیا جاتا ہے ان پر حملہ صرف ان کے طرز زندگی کی بناپراوراس بناپر ہوتا ہے کہ وہ نتائج کی پرواہ کئے بغیر خدا کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

فرمانبرداری کے ڈھول کی تھاپ

خدا کی فرمانبرداری وہ ڈھول کی تھاپ ہے جس پر رچرڈ اور سبینار چرڈ نے مارچ کیا۔ وہ اپنی پوری زندگی عوامی رائے یالادین قوانین کے بجائے ایک بلند تر عدالت کے آگے جوابدہ رہے بہت سے مواقع پر مغرب کے مسیحیوں نے پاسٹر ورم برانڈ سے بند سرحدوں کے پار بائبلیں سمگل کرنے کے کام کی حامی بھرنے کی درخواست کی۔ اس شخص نے جس نے فرمانبرداری کا شخص بننے کے مصمم ارادہ کے وسیلہ سے اپنے آپ کوایک ایمان کے سورما کے طور پر ممتاز کیا تھا بعض ممالک کے ان قوانین کی نافرمانی کرنے میں کوئی ضمیر کی خلش محسوس نہیں کی جن میں بائبل کی تقسیم ممنوع تھی۔

پاسٹر ورم برانڈ کیلئے یہ معاملہ فی الحقیقت ''محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے'' والا

معاملہ تھا۔خدا کی محبت بلند ترین اختیار کی حامل ہے اور جو لوگ اس کے خلاف جنگ کرتے ہیں وہ اس قابل نہیں کہ وہ ان لوگوں کو جو خدا کی فرمانبرداری کرتے ہیں یہ بتائیں کہ انہوں نے کیا کیا کرنا ہے اور کیا کیا نہیں کرنا۔اپنی کتاب بعنوان Where Christ Still Suffers میں رچرڈ نے لکھا کہ ''جو کام عام معیاروں کے مطابق انتہائی بداخلاق ہوتا ہے وہ اس وقت محبت کا عمل بن جاتا ہے اگر اس کا نتیجہ لوگوں کی نجات ہوتا ہے۔اگر خدا نے اپنا بیٹا اس مقصد کی خاطر مرنے کیلئے دے دیا تو ہم بھی عام مسیحی رویہ کے کچھ قاعدوں کو نظرانداز کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب محسوس کر سکتے ہیں۔ہم ان لوگوں کو خدا کا کلام سمگل کرتے ہیں جو اس کی بھوک رکھتے ہیں تاکہ دوسرے ممالک میں رہنے والی خدا کی مخلوقات بہشت میں داخل ہو سکیں۔بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسا کرنا غیراخلاقی ہے۔مگر ہم روحوں کو خدا کے کلام کے بغیر چھوڑنا غیراخلاقی فعل سمجھتے ہیں۔کیا آپ اس وقت فاقہ زدہ بچوں کی مدد کرنے کو غیراخلاقی فعل سمجھتے ہیں جب کسی حکومت نے ان کی مالی مدد ممنوع قرار دی ہے؟ کیا روحوں کیلئے خوراک بدن کیلئے خوراک جتنی اہم نہیں ہے؟''۔

نافرمان شاگرد

ایک ایسے شخص سے جس کا دل وہ کام کرنے کی آرزو میں تڑپتا ہے جو اخلاقی طور پر درست ہے کسی معاشرتی قانون کی نافرمانی کا تقاضا کیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی مقدس قانون کے اختیار کو پورا کر سکے۔ہم نے اس چیز کی مثال اعمال 4 باب میں پطرس اور یوحنا کے دلیرانہ رویہ میں دیکھی۔جب یہودی سرداروں نے انہیں گرفتار کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ یسوع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی منادی نہ کریں تو دونوں نے ان کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکے وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ''تم ہی انصاف کرو۔آیا کہ خدا کے نزدیک یہ واجب ہے کہ ہم خدا کی بات سے تمہاری بات زیادہ سنیں کیونکہ ممکن نہیں کہ جو ہم نے دیکھا اور سنا ہے وہ نہ

کہیں'' (اعمال 4:19-20)۔

اس کے اگلے ہی باب میں ہم مزید ایمانداروں کو پطرس اور یوحنا کے نمونہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ خداوند روح سے معمور شاگردوں کی پوری جماعت کو عام لوگوں کی زندگیوں میں استعمال کر رہا تھا۔ بہت سے لوگ شفا پا رہے تھے اور خدا کے کلام کی غیر معمولی نتائج کے ساتھ منادی ہو رہی تھی۔ جیسا کہ لوقا نے اپنی انجیل کے اگلے سلسلہ میں بیان کیا رسولوں کے اعمال زندگیاں تبدیل کرنے والی خدمت کا تسلسل ہیں جس کا آغاز یسوع نے صعود سے پہلے کیا۔ ''اے تھیفلس میں نے پہلا رسالہ ان سب باتوں کے بیان میں تصنیف کیا جو یسوع شروع میں کرتا اور سکھاتا رہا اس دن تک جس میں وہ......اوپر اٹھایا گیا'' ان کیلئے جنہوں نے وہ پایا جو رسولوں نے پیش کیا ایسے تھا کہ گویا یسوع خود ابھی تک ان کے درمیان خدمت کر رہا تھا۔ پاک روح کے وسیلہ سے یسوع ابھی تک سرگرم عمل تھا۔

رسولوں کی شہرت کے ردعمل میں یہودی سردار کاہن نے یسوع کے شاگردوں کو گرفتار کروایا چونکہ انہوں نے یسوع ناصری کے بارے میں اپنے منہ بند کرنے کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ (باب 4) اس لئے انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا تھا۔ مگر یہیں پر بات دلچسپ ہو جاتی ہے خدا نے ایک فرشتہ کو بھیجا کہ وہ قید خانہ کا دروازہ کھول کر رسولوں کو آزاد کرے۔ اس کے علاوہ فرشتہ سے اہم ہدایت بہم پہنچانے کو بھی کہا گیا۔

''جاؤ ہیکل میں کھڑے ہو کر اس زندگی کی سب باتیں لوگوں کو سناؤ'' (اعمال 5:20)۔

صریحاً یہ الفاظ مسیحیوں کو خدا کے فرمانبردار ہونے کی خاطر معاشرہ کے بااختیار لوگوں کی نافرمانی کرنے کا اختیار دیتے ہیں۔ اعمال 5 باب میں آگے چل کر ہم دیکھتے ہیں کہ آزاد کردہ رسول یہودی سرداروں سے ''سن کر'' نہیں بلکہ خدا کے پیامبر سے ''سن کر'' پھر سے وہی کام شروع کر دیتے ہیں شہر کی گلیوں میں اور ہیکل کے صحنوں میں جب انہیں دوسری

بار گرفتار کیا گیا تو انہیں صدر عدالت میں لایا گیا۔ اس بار اگرچہ انہیں قید خانہ میں نہیں ڈالا گیا مگر رہا کرنے سے پہلے انہیں کوڑے مارے گئے۔ مگر کیا انہوں نے یہودی قانون کی اطاعت کی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ لوقا کا بیان انمول ہے۔

''پس وہ عدالت سے اس بات پر خوش ہو کر چلے گئے کہ ہم اس نام کی خاطر بے عزت ہونے کے لائق تو ٹھہرے اور وہ ہیکل میں اور گھروں میں ہر روز تعلیم دینے اور اس بات کی خوشخبری سنانے سے کہ یسوع ہی مسیح ہے باز نہ آئے'' (اعمال 5: 41-42)۔

مسیحی اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ خدا کی مرضی کا کیسے پتہ چلا سکتے ہیں۔ یہ یقیناً ایک شاندار جستجو ہے کیونکہ ہم اس کی مرضی کے بغیر نہیں رہنا چاہتا مگر اس سے زیادہ مسئلہ والی بات یہ ہے کہ اس کے بعد ہماری زندگی کیسے ہوتی ہے جب ہم یہ جان لیتے ہیں کہ خدا کیا چاہتا ہے۔ اور یہ کہ ہمارے رہن سہن کے انداز کے بارے میں اس کی کیا خواہش ہے۔ اور ہمیں ان اختیار والوں کے بارے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو ہمیں ڈراتے دھمکاتے یا قید میں ڈال دیتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہم خدا کے واضح حکموں کی خلاف ورزی کی آسانی سے کوئی نہ کوئی منطق بیان کر دیتے ہیں۔ ''خدا سے محبت رکھو'' ''اپنے پڑوسی سے محبت رکھو'' ''دنیا کو بتاؤ''۔ ان الفاظ سے زیادہ اور واضح کون سے الفاظ ہو سکتے ہیں۔

طویل فاصلہ کی فرمانبرداری

اعمال 5 باب میں مندرج واقعہ کے 50 سال بعد یوحنا کی ملاقات پولی کارپ نامی یسوع کے نوجوان شاگرد سے ہوئی۔ اس نوجوان کی خوابیدہ قوت کو دیکھ کر عمر رسیدہ رسول نے اپنی زندگی اس میں انڈیل دی۔ بعد میں پولی کارپ سمرنہ (جس کا موجودہ نام ازمیر ہے جو ترکی میں ہے) کا بشپ بنا۔ جو خوابیدہ قوت یوحنا نے دیکھی تھی وہ بہت موثر انداز میں پوری ہوئی۔ پولی کارپ کی یکتا توجہ اور کوشش اور غیر معمولی ایمان نے پوری رومی سلطنت

کے ایمانداروں میں اس کے وعظوں اور خطوط کے وسیلہ سے گھر کرلیا۔

بہت سے ایمانداروں کے برعکس جو اپنے ایمان کے سبب جوانی میں موت کا شکار ہوئے پولی کارپ گرفتار ہونے سے بچا رہا ہے۔ چھیاسی برس کی اثر انگیز عمر میں عمر رسیدہ شخص ابھی تک اپنے ایمان کا دفاع کر رہا تھا۔ بشپ کسی دوردراز کے قصبہ کی جانب سفر پر تھا کہ کچھ لڑکوں نے اسے پہچان لیا اور انہوں نے اس کے بارے میں رومی سپاہیوں کو خبر دی جب سپاہی اس کے پاس آئے تو وہ کھانا کھا رہا تھا۔ بشپ نے انہیں کھانے کی صلح ماری۔

اکٹھے کھانا کھانے کے بعد سپاہیوں نے عمر رسیدہ شخص سے ان کے ساتھ جانے کو کہا۔ اس نے ان سے درخواست کی کہ وہ اسے ایک گھنٹہ دعا کرنے کیلئے دے دیں۔ سپاہیوں نے ایک گھنٹہ کی مہلت دے دی۔ بعدازاں انہوں نے کہا کہ بشپ کی بلند آواز میں دعا کے شدید جوش نے ان میں یہ احساس اجاگر کیا کہ انہیں خدا کی اور اپنے گناہوں کیلئے مسیح کی معافی کی ضرورت ہے۔

آخرکار پولی کارپ کو روم کے گورنر کے پاس لے جایا گیا۔ پولی کارپ کی عمر کے باوجود قیصر کے اس نمائندہ نے اسے شہر کے وسط میں ستون سے باندھ کر جلا دینے کی سزا سنائی۔ مگر اس سے پہلے گورنر نے شاید پولی کارپ کی مسحورکن شخصیت یا اس کی نحیف بدنی حالت کی بنا پر اسے ایک موقع دیا کہ وہ مسیح پر اپنے ایمان کا انکار کر کے اپنی جان بچالے۔ پولی کارپ کا جواب اس کی تازیست فرمانبرداری کا زندہ ثبوت تھا۔ ''چھیاسی سال میں نے اس کی خدمت کی ہے۔ پھر میں اپنے بادشاہ کا کیسے انکار کروں جس نے مجھے بچایا ہے''۔

روایات کے مطابق سپاہیوں نے پولی کارپ کو ایک بڑے ستون کے ساتھ باندھا اور اس کے پاؤں پر لکڑی کی کٹی ہوئی پھٹیاں رکھیں۔ جب انہیں آگ لگائی گئی تو شعلوں نے دلیر بشپ کو اپنے دامن میں چھپالیا مگر آگ نے معجزاتی طور پر اس کے بدن کے ایک

بال کو بھی گزند نہیں پہنچائی۔ گورنر نے شکست خوردہ ہونے سے انکار کرتے ہوئے ایک سپاہی کو حکم دیا کہ وہ پولی کارپ کے پہلو میں تلوار گھونپ دے اور یوں اس کے بدن سے فوارے کی شکل میں نکلنے والے خون نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور عجیب بات یہ ہوئی کہ اس نے آگ کو بجھا دیا۔

اس شاگرد نے اسی لگن اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کیا جس کا مظاہرہ رسولوں نے کیا۔ جب اس نے محسوس کیا کہ گورنر کا فیصلہ اس کی زندگی کی کہانی میں حتمی کلمہ ہوگا تو اس نے یوں دعا کی۔

''میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں اس روز اور اس گھڑی شہدا میں سے قبول کیا جاؤں اور یہ کہ میں اپنی روح کی قیامت کے لیے مسیح کے پیالہ میں سے پیوں''۔

آزادی کیلئے جدوجہد کبھی ختم نہ ہوگی

پولی کارپ کی کہانی ہلا دینے والی اور اثر آفرین ہے مگر آج بھی مذہبی آزادی کے معاملہ پر مار پیٹ، قتل وغارت اور اذیت جاری ہے۔ دھرتی کے ہر ایک براعظم پر ایسے مسیحی ہیں جو بشارت کے مخالف حکموں کی اطاعت کرنے کی بجائے خدا کی فرمانبرداری اور تعظیم کرتے ہیں۔ (سرعام پرستش کرنے اور منادی کرنے کے ذریعہ)۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ان کے واقعات اکثر نہ تو بیان کئے جاتے ہیں اور نہ پڑھے جاتے ہیں۔ جس حد تک انہیں مشہور کیا جاتا ہے وہ صرف انہیں ندامت دلانے یا بدنام کرنے کی حد تک ہوتا ہے۔ مگر وہ خدا کی مرضی کے آگے جھکنے اور لوگوں کی بجائے اس کی فرمانبرداری کرنے کی حیران کن رضامندی دکھاتے ہیں۔

ان باہمت مردوں اور عورتوں نے وہ پایا ہے جس پر سترھویں صدی کے فرانسیسی مسیحی

درویش صفت Fenelon Francais کا یقین تھا کہ "اطمینان اور تسلی سوائے سادہ سی سادگی کے اور کہیں نہیں پائی جاتی"۔ اگرچہ ان کی فرمانبرداری دکھوں، آنسوؤں یا ٹوٹے ہوئے خوابوں کی ہمراہی ہوتی ہے مگر ان ایمانداروں کو جو خدا کے آگے گھٹنے ٹیکتے ہیں ان ناانصافیوں کے آگے جو انہیں جھیلنی پڑتی ہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے دلوں میں وہ طویل قامت کھڑے رہتے ہیں اور پاک روح ان کی توثیق کرتا ہے۔ وہ خدا کے فضل کے ان ذائقوں کا مزہ معمول کے طور پر لیتے ہیں جو حتیٰ کہ ان کے کبھی علم میں نہیں تھے۔

جو لوگ ایسے سورما ایمان کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ ہمیں الفاظ (تعلیم) کی نسبت زیادہ موثر طور پر یہ بیان کر سکتے ہیں کہ ہم خدا کے حضور میں آزاد فرمانبرداری کے ساتھ زندگی گزارنے کی خاطر حکومت کے متعصّبانہ یا لادین قوانین کی خلاف ورزی کیسے کر سکتے ہیں۔ وہ ہمیں یہ بھی سکھا سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے سہل پسند دلوں کے جسمانی حکموں کو "نہیں" کس طرح سے کہنا ہے۔ وجہ واضح ہے کہ یہ خود انکاری کی باطنی صلیب کو اٹھانے کی رضامندی ہی ہے جو اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ بعض لوگ کیوں وہ کام کرتے ہیں جسے دوسرے لوگ ڈرتے ہوئے نہیں کرتے اور یہ کہ وہ کیوں وہ کام کرنے سے انکار کرتے ہیں جس کے آگے دوسرے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔

حتمی مثال

فرمانبرداری کا عظیم ترین کام بہت سے لوگوں کو نظر نہیں آتا اور نہ یقیناً اس کی ترویج کی جاتی ہے یہ وہ اطاعت ہے جس کا حلف آزمائش میں مبتلا دل کی کٹھالی میں اٹھایا جاتا ہے۔ جب یسوع اپنے تجسم کی منزل کے قریب پہنچا تو صلیب نے اس کے انسانی اندیشہ پر خوف دلانے والا سایہ ڈالا۔ زیتون کے مردہ درخت کے بل دار مُڈھ پر ٹیک لگائے ہوئے منجی نے صاف گوئی سے اپنے خوف کا اقرار کیا۔ وہ رومی تصلیب کے اذیت ناک درد کو سہنا

نہیں چاہتا تھا۔ مگر یہ چیز پورا سچ نہیں تھی۔

یسوع اس چیز کو گلے نہیں لگانا چاہتا تھا جس کے گرد اپنے بے گناہ بازو صرف وہی حمائل کرسکتا تھا۔ وہ صلیب کی اصلیت سے روشناس تھا۔ ایک لمبی اور دردناک موت سے کہیں زیادہ یہ شیطان کے ساتھ رابطہ کی نمائندگی کرتی ہے جس کے نتیجہ میں اس کی اپنے باپ سے روحانی جدائی ہو جانی تھی۔ یسوع کیلئے یہ بات دکھ سے یا انسانی موت سے کہیں بدتر تھی لہٰذا خدا بیٹا ان ناقابل تصور دکھوں سے ہراساں ہوا جو اس نے اس وقت اٹھانے تھے جب اس نے تمام زمانوں کے تمام لوگوں کا گناہ اپنے اندر جذب کرنا تھا۔ ہم حتیٰ کہ اس ہولناک اذیت کے بارے میں تصور کرنے کی سکت بھی نہیں رکھتے جس کی نمائندگی اس قسم کا عوضی دُکھ کر رہا تھا۔ مگر یسوع اسے تصور میں لانے کے قطعی اہل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسے دعا میں باپ سے یہ کہتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

''اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے'' (متی 39:26)۔

یسوع کے الفاظ میں ہم اس کی انسانیت اور حالت کمزوری دیکھتے ہیں۔ تاہم یسوع سمجھوتا نہیں کرتا۔ ایک گہرا سانس لیتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ ''تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو''۔

صریحاً یسوع اس بات کو سمجھتا تھا جس کا تجربہ سولہ سو سال بعد Fenelon نے کیا۔ Fenelon لکھتا ہے۔

''ہم اپنی خداداد صلیب کو مزاحمت اور دُکھ نہ اُٹھانے کی سوچ کے ساتھ اور زیادہ اذیت ناک بنا دیتے ہیں۔ یہ چیز محض خودی کی بقیہ زندگی کا ثبوت ہے۔ باطنی مزاحمت بذات خود صلیب سے کہیں زیادہ بوجھل ہے۔ لیکن اگر ہم آپ خدا کے ہاتھ کو پہچانیں اور اس کی مرضی کی مخالفت نہ کریں تو آپ کو اذیتوں کے درمیان اطمینان ملے گا''۔

یہ ہے ساری سچائی۔ یہ ان باتوں کی وضاحت کرتی ہے جو ہم نے اس کتاب میں ایمان کے ڈھیروں سورماؤں کی زندگیوں میں دیکھی ہیں۔ یسوع اور Fenelon کی طرح انہوں نے اپنی مرضی پوری کرنے اور فرمانبرداری کے جواب میں اذیت کی مزاحمت کرنے کی کوشش کی بے حسی کو دیکھا ہے۔ جب ایک بار آپ ''اپنی صلیب ہر روز اٹھاتے ہیں'' اور خود کیلئے مرتے ہیں تو آپ کے پاس اس وقت دلیر نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ جب معاشرہ کے جھوٹوں کو یا ایک ایسی ثقافت کو جھٹلانے کا وقت آئے جو یسوع کے منہ پر تھوکنے پر اتر آیا ہو۔ صلیب کو کندھا دے کر ہم پاک روح کا وہ فضل پاتے ہیں جو وزن کو سہل بنا دیتا ہے اور ہمیں طمانیت بخشتا ہے۔

جب عبرانیوں کے نام خط کے مصنف نے یہ کہا کہ یسوع نے ''دکھ اٹھا اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی'' (8:5)۔ تو وہ اس بات کے بارے میں مباحثہ کی دعوت نہیں دے رہا تھا کہ جب خدا کا بیٹا زمین پر آیا کہ اس میں کچھ الٰہی علم کا فقدان تھا۔ یسوع کو صریحاً کسی چیز کے سیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ باپ کا اکلوتا ہونے کی حیثیت سے اس کا علم مکمل تھا۔ مگر علم اس وقت تک تصوراتی رہتا ہے جب تک اسے تجربہ سے آزمایا نہ جائے چونکہ روحانی فرمانبرداری قطعی طور پر ایک انسانی وصف ہے لہٰذا خدا کا بیٹا صرف انسان بننے کی حیثیت سے ہی اپنے علم میں آزمایا جا سکتا تھا۔

اس خط کا مصنف یہ کہتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت استاد تھی جس نے کامل طالب علم کو آزمایا۔ کلوری پر صلیب سے پہلے ایک اور ''صلیب'' یسوع کے دل میں پیوست تھی۔ یہوداہ کے بیابان میں شیطان کا مقابلہ کرنے اور گتسمنی کے باغ میں دعا مانگنے کے دوران اس نے دکھ اٹھایا۔ پاک کلام میں لکھا ہے کہ باغ میں وہ اس قدر جانکنی کی حالت میں تھا کہ اس کا پسینہ فی الواقع خون کی بوندیں بن کر ٹپک رہا تھا۔ (لوقا 44:22)۔ اس روحانی

دکھ اور سپردگی کا نتیجہ باپ کے منصوبہ کی فرمانبرداری اور ایک حقیقی صلیب پر جسمانی دکھ کی صورت میں نکلا۔

فرمانبرداری کبھی بھی انسانی مرضی کا عمل نہیں ہوتی۔ اس کا تعلق اس ابدی تناظر سے ہے جسے ہم نے باب نمبر 1 میں دیکھا جو خدا کی اچھائی اور ہمارے زمینی سفر کی حتمی منزل پر بنی ہے۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ عبرانیوں 12:2 میں کیا لکھا ہے؟۔ یہ وہ خوشی ہے جس کے بارے میں یسوع باخبر تھا کہ وہ آسمان پر اس کی منتظر ہے اور جس نے اسے عارضی وسوسوں سے نظریں بھر کر باپ کی مرضی پوری کرنے کے قابل بنایا۔ وہ جانتا تھا کہ حتمی خوشی ایک ایسی مرضی کا حصہ تھی جو (تعریف کے اعتبار سے) عظیم الشان ہونے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حنا ویٹال سمتھ انیسویں صدی کے آخری سالوں کے دوران اپنی زندگی میں دکھوں سے محفوظ نہیں تھی۔ ''روزانہ کی صلیب'' کے لمبے ٹکڑے اس کے کندھے پر جڑے ہوئے تھے تاہم اس شخص کے طور پر جس نے فرمانبرداری کو ایک شایان شان کام کے طور پر پایا اس نے یہ لکھا۔

''ایک اچھے خدا کی مرضی ''اچھی'' ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اسے کام ہونا لازم ہے۔ اور جب ہم اسے جان جاتے ہیں تو ہم ہمیشہ اسے 'قابل قبول' پاتے ہیں یعنی ہم اسے پیار کرنے لگ جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ایک بار ہم یہ واضح طور پر دیکھ لیں کہ اس کی مرضی اچھی ہے تو خدا کی مرضی کے تابع ہونے سے متعلق تمام مصیبت غائب ہو جائے گی ہم ایک ایسی مرضی کے تابع ہونے کی بے سود کوشش کرتے رہتے ہیں جسے ہم اچھی نہیں مانتے ہیں مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ فی الواقع اچھی ہے تو ہم خوشی سے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ ہم اسے پورا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارے دل اسے پورا کرنے کیلئے بیتاب ہو جاتے ہیں''۔

لہٰذا خدا کی فرمانبرداری کرنے سے ہمارے ہچکچانے کی یہی وجہ ہوسکتی ہے۔شاید ہمیں واقعی یقین نہیں ہوتا کہ وہ اچھا ہے اور یہ کہ اس کی راہیں بہترین راہیں ہیں۔اس مخمصہ کا واحد حل یہ ہے کہ ہم ماضی میں کئے گئے خدا کے کاموں پر ایک اور نظر، قریبی نظر ڈالیں۔بائبل میں ان بیانات کو دوبارہ پڑھیں جو خدا کے لوگوں کی خاطر کئے گئے اس کے پرُفضل کاموں سے متعلق ہیں۔اس کی پیروی کرنے والوں کے لئے اس کے روشن مستقبل کے وعدوں کی فہرست بنائیں۔اور اس کے بیٹے کی آنکھوں میں دوبارہ جھانکیں جس نے آسمانی جلال خوشی سے چھوڑا۔اپنی عالیشان مخلوق میں ایک چھوٹا تنکا بن گیا۔آزمائے جانے والے انسان کے طور پر رہا اور آپ کی خاطر ناقابل بیان اذیت اور دُکھ کا تجربہ کیا۔پھر آپ دیکھیں گے کہ خدا اچھا (نیک) ہے اور اس پر بھروسا کیا جاسکتا ہے۔

شاید Dietrich Bonhoeffer سے زیادہ کسی نے بھی در پردہ کلیسیا کو چیلنج دینے کیلیے اپنا قلم استعمال نہیں کیا ہوگا۔خداپرستانہ فرمانبرداری اور رسول نافرمانی کی اس کی بلاہٹ اسے یقیناً ایک ایسے شخص کے طور پر نمایاں کرتی ہے جس سے ہم سورما ایمان کے بارے میں سیکھ سکتے ہیں۔

ورم برانڈ کی طرح Dietrich Bonhoeffe ایک لوتھرن پاسٹر تھا۔جسے خدا نے جنگ عظیم دوئم کے دوران نمایاں انداز میں استعمال کیا۔خطابت کی خداداد نعمت کے حامل اس شخص کا ذکر اکثر اس کی کتاب The Cost of Discipleship کے ساتھ آتا ہے جو اس نے 1940ء میں لکھی۔جو لوگ اس کی کہانی سے واقف ہیں وہ اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں کہ لاگت کے بارے میں اس کا تجربہ ذاتی تھا اور وہ اس کی فرمانبرداری کے فکر سے ادائیگی کرتا تھا۔

Dietrich نے ہنوز وہ 14 برس کا تھا خادم بننے کی آرزو کا اعلان کر دیا۔اس کے

دولتمند اور بااثر باپ نے اس خیال کا مضحکہ اڑایا۔ جہاں تک بزرگ Bonhoeffer کا تعلق تھا اس کی نظر میں کلیسیا مذہب سے برگشتہ تھی۔ نوجوان Dietrich نے کہا کہ وہ اس کے اندر کی آواز بن کر اس کی اصلاح میں مدد کرنا چاہتا ہے۔ ابھی وہ صرف اکیس سال کا تھا جب اس نے اپنا الہیاتی مقالہ The Communion of Saints مکمل کر لیا۔ اس مقالہ کو جس نے بھی پڑھا اس نے داد تحسین دی۔ وہ ان اصلاحات تک پہنچنے کی راہ پر گامزن تھا جن کے بارے میں اس نے اپنے باپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ انہیں عمل میں لائے گا۔

1933ء میں ہٹلر نے جرمنی کی عنان حکومت سنبھالی۔ ہٹلر نے حکومتی لوتھرن چرچ کو قائل کیا کہ وہ اپنے ضمنی قوانین میں ایک شق کا اضافہ کریں جس کے مطابق ہر اس شخص کی خدمت پر تقرری کو ممنوع کیا جائے جو یہودی نسل سے تعلق رکھتا ہو۔ رچرڈ ورم برانڈ کی طرح Bonhoeffer بھی اکیلا شخص تھا جس نے اس شق کی مخالفت میں آواز بلند کی۔ جیسے اس نے 14 سال کی عمر میں کیا اس نے ویسے ہی کلیسیا کے اندر چھٹکارے کا آلہ بننے کا تہیہ کیا۔ اس نے وہی کیا جو پاسٹر ورم برانڈ نے کیا اور ایک ایسی کلیسیا کے بیج بوئے جس نے در پردہ اُگنا تھا۔

اپنے وعظوں، خط و کتابت اور شائع شدہ مضامین کے وسیلہ سے بیسویں صدی کے اس مارٹن لوتھر نے بزدلانہ سمجھوتا رد کر دیا۔ جو اس نے اپنے ساتھیوں میں دیکھا۔ اس نے ابلیسی نازیوں کی دلیری سے مخالفت کی اور ان لوگوں کی حمایت میں اپنی آواز بلند کرنے کی کوشش کی جو ایک سپر نسل پیدا کرنے کی ہٹلر کی عیارانہ حکمت عملی کا شکار تھے۔

اپریل 1943ء میں Bonhoeffer کی اصلاحات کی رفتار سست ہو گئی جب اسے "مسلح افواج کی بغاوت اور غداری" کی پاداش میں برلن میں گرفتار کر لیا گیا مگر اس کی

طرف سے کلیسیا اور معاشرہ میں گناہ کے خلاف احتجاج کرنے کی خدا کی بلاہٹ کی فرمانبرداری میں لڑکھڑاہٹ نہیں آئی۔ اسے سلاخوں کے پیچھے بند کیا جاسکتا تھا مگر اس کی سزا کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اس کے تحریک دہندہ خیالات اس کے قلم سے جاری نہیں ہوں گے۔ اب اس کے پاس کھونے کو صرف اپنی زندگی رہ گئی تھی مگر اس نے اسے ان مسیحیوں کو ملامت کرنے کیلئے مخصوص کر دیا جنہوں نے اس وقت خاموشی اختیار رکھی جب انہیں اپنی آوازیں بلند کرنی چاہئے تھیں۔

قید ہونے کے دو سال بعد Bonhoeffer کو Flossenburg کے عقوبتی کیمپ میں منتقل کر دیا گیا جہاں اسے 19 اپریل 1945ء میں پھانسی دیدی گئی۔ اس کے صرف دو ہفتے بعد اتحادی فوجوں نے اس جگہ کو آزاد کر لیا جہاں اس فرمانبردار پاسٹر نے اپنا آخری سانس لیا تھا۔ اگرچہ یہ ایک ظالمانہ مذاق معلوم ہوتا ہے کہ Bonhoeffer کو صرف چند روز پہلے آزادی نہیں ملی مگر اس کی شہادت نے ہزاروں باہمت مسیحیوں کو شاگردیت کی لاگت ادا کرنے کی تحریک دی۔ شاید وہ اپنی زندگی میں اتنی تحریک نہ دے پاتا۔

Flossenburg کے عقوبتی کیمپ میں ڈیوٹی دینے والے ڈاکٹر نے جس نے Bonhoeffer's کی زندگی کے آخری لمحات کا مشاہدہ کیا بعد میں ایک دلخراش منظر بیان کیا۔ پاسٹر نے اپنے اس مقدر کو گلے لگاتے ہوئے جسے اسکی دعائیں نہیں ٹال سکیں پھانسی کے تختہ پر لے جائے جانے سے پہلے دعا میں گھٹنے ٹیکے۔ اس بے نام ڈاکٹر کے مطابق اس نے کسی بھی انسان کو مکمل طور پر خدا کی مرضی کے تابع ہو کر مرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

جو لوگ خدا کی فرمانبرداری کرنے، اپنی صلیب کو کندھا دینے اور اپنے منجی کے پیچھے جانے کا چناؤ کرتے ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ خدا اچھا (نیک) ہے اور اس کی راہ پر زندگی گزارنا ہی واحد راہ ہے۔

صلیب اٹھانے کیلئے لازمی شرطیں

☆ آپ خدا کی نیکی کے بارے میں کیا ثبوت رکھتے ہیں۔ (کلام میں، دوسروں کی گواہیوں وغیرہ سے)۔ آپ کونسا شخصی ثبوت رکھتے ہیں؟۔ کونسی چیز آپ کو خدا پر پورے طور پر بھروسا کرنے سے باز رکھتی ہے؟۔

☆ سبینا ورم برانڈ وہ عورت تھی جس نے رچرڈ کو چیلنج دیا کہ وہ خداوند کی فرمانبرداری اور اپنی صلیب اٹھالے (خواہ اس کا نتیجہ قید ہو)۔ آپ کی زندگی میں کون سا ایسا شخص ہے جس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آپ کو اس وقت اپنی صلیب اٹھانے کا چیلنج دے جب وہ اسے ایک کونے میں پڑی گرد آلود ہوتی ہوئی دیکھتا ہے؟۔ آپ اس سے کہیں کہ وہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر آپ کی عوامی ''فرمانبرداری کی حاصل تقسیم'' کا جائزہ لے۔

☆ جب آپ کی ذاتی ''فرمانبرداری کی حاصل تقسیم'' کی بات آتی ہے تو آپ کی نسبت آپ کی رفتار کے نمبر اور کوئی شخص درست انداز میں نہیں لگا سکتا۔ ابھی اسی لمحہ آپ کے خیال میں خدا آپ سے کیا کروانا چاہتا ہے؟۔ ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کو ایک تباہ کن عادت سے ہٹنے، کسی ایسے شخص کا دفاع کرنے جس پر غلط الزام تراشی کی گئی ہے، کسی ہمسایہ کو انجیل بیان کرنے یا اپنے شوہر یا اپنی بیوی کی بےلوث خدمت کرنے کو کہہ رہا ہو۔ آپ خدا کی فرمانبرداری کرنے کیلئے کیا کریں گے (یعنی آپ کا فرمانبرداری کا کیا منصوبہ ہے)؟۔

☆ آپ خدا کی فرمانبرداری سے گریز کرنے کیلئے اپنے آپ کو کون سے عذر پیش کرتے ہوئے دیکھتے ہیں؟ ان عذروں کی فہرست کو قریب رکھیں اور انہیں عذر نہ پیش کرنے کی یاد دہانی کے طور پر استعمال کریں۔

☆ اگر آپ پولی کارپ کی عمر تک پہنچنے والے ہیں تو آپ اپنے ہر ایک پوتے پوتی

اور نواسے نواسی کو ایک لمبا خط لکھیں جس میں یہ بیان کریں کہ آپ کس طرح سے یسوع کے وفادار پیروکار بنے۔ انہیں آزمائش کی مزاحمت کرنے کی نصیحت کریں۔ ان کی زندگیوں کیلئے اپنی آرزو کا اظہار کریں۔

باب 7

خود کو ضابطہ میں رکھنا

بازار کی قیمت

''وہ جانتے ہیں کہ اپنے گھوڑوں کو یا اپنی زبانوں کو قابو میں رکھنے کا کیا مطلب ہے یا اس وقت اپنے موقف پر ڈٹے رہنے کا کیا مطلب ہے جب ان کا دعویٰ جو وہ راستبازی کے داؤ پر لگاتے ہیں ہجوم کو احمقانہ معلوم ہوتا ہے۔

سورما جو بھی بازار کا بھاؤ ہوتا ہے اس کے مطابق قیمت ادا کرتے ہیں یعنی نوکری کا ضیاع۔ اپنی نیک نامی کا ضیاع' اپنی زندگی کا ضیاع۔ لیکن سورما اپنی ہر ایک چیز دینے پر رضامند ہیں یہی وجہ ہے کہ اسے قربانی کہا جاتا ہے''۔

By Greg Asimakoupoulos

یہ وہ روز تھا جب سمندر پار ایذا رسیدہ کلیسیا کی حالت زار امریکہ میں آ پہنچی۔ ایک سادہ سے سوال ''کیا تم خدا پر ایمان رکھتی ہو؟'' کے ہاں میں جواب کے بعد لبلبہ کھینچا گیا اور ایک نوجوان مسیحی مر گیا۔ اپریل کے اس تاریک روز جب دنیا نے دم سادھ لیا ایک پاسٹر نے اپنی ڈائری میں درج ذیل سطور لکھیں جن میں اس نے صدمہ سے دوچار ایک قوم کے جذبات کو ایک کاغذ پر منتقل کرنے کی کوشش کی۔

''پہاڑوں کے اگلے سلسلہ میں واقع ایک درمیانے حجم کے قصبہ میں ایک کمرہ جو سیکھنے سکھانے کیلئے مقرر ہوا تھا گولی سے مارے جانے والوں کیلئے ایک قبر میں بدل گیا۔ گولیوں

اور خون اور دہشت کا راج تھا جس کی پیروی خوف کے سیلاب نے کی۔ اپنے خوف کو چھپانے کیلئے کالے سیاہ کوٹ پہنے ہوئے دو لڑکوں نے اس تشدد کو عملی جامہ پہنایا جسے انہوں نے پہلے اپنے ذہنوں میں گھر کر رکھا تھا۔ یہ ایک ڈراؤنا خواب ہے جس نے ہمیں غم وغصہ سے اندھا کر دیا ہے اور ان کیلئے جنہوں نے اپنے پیارے کھو دیئے کوئی سکون نہیں ہے۔ یہ وہ المیہ ہے جس کے بارے میں ہم نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اس سے ہمیں بھی دو چار ہونا پڑے گا۔ اس کی یہ وضاحت کرنا مشکل ہے کہ یہ کیسے اور کیوں ہوا مگر ہم اس کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ہمارے لئے ایسا کرنا لازمی ہے مگر ساتھ ہی ہم اس بات پر بھروسا رکھتے ہیں کہ پیار کرنے والا خدا ہمارے ساتھ رو رہا ہے اور اپنے آپ کو مکمل طور پر ضبط میں رکھے ہوئے ہے۔ جب لبلبہ دب جاتا ہے تو گولیاں اڑتی ہیں اور بچے مرتے ہیں اور جب دل ٹوٹتے ہیں ہم درد محسوس کرتے ہیں اور ان تک رسائی پاتے ہیں جو تنہا رہ گئے ہیں"۔

تاریخ 20 اپریل 1999ء تھی۔ بارہ طلباء و طالبات اور ان کی محبوب استانی کو کالوراڈو کی ریاست کے شہر Littleton میں واقع کولمبائن ہائی سکول میں گولی ماردی گئی۔ قتل ہونے والے طلباء وطالبات میں سے کم از کم تین نئے سرے سے پیدا ہوئے مسیحی تھے۔ ان کی دلیرانہ گواہی نے انہیں دہشت گرد لڑکوں Eric Harris اور Dylan Klelaold کا نشانہ بناڈالا۔

جب سی این این نے اپنی معمول کی نشریات روکتے ہوئے یہ خبر جاری کی تو لاکھوں غیر ایماندار امریکیوں نے ناقابل تصور دہشت اور خوف سے نپٹنے کی کوشش کی۔ والدین کو اس حقیقت کا سامنا کرنا پڑا کہ پڑوس کے سکول میں بچوں کو بھیجنا تحفظ کی ضمانت نہیں دیتا۔ انہوں نے اپنے آپ کو اس صدمہ میں اطمینان دلانے کی گہری کوشش کی۔ انہوں نے اپنے

بچوں کے سامنے اس احمقانہ المیہ کی وضاحت کرنے کی کوشش کی۔

مرنے کی لاگت

سترہ سالہ راخل سکاٹ اپنی 8:20 والی کلاس کیلئے منگل کو کولمبائن ہائی سکول پہنچی۔ وہ معمول سے قدرے زیادہ تھکی ہوئی تھی کیونکہ سوموار اس کیلئے بالخصوص طویل رہ چکا تھا۔ سکول کے بعد مقامی Sulwoy سینڈوچ شاپ میں کام کرنے کے بعد اس نے گرجا گھر میں یوتھ میٹنگ میں شرکت کی تھی۔ تاہم منگل والے روز کو راخل عام روز کی طرح تصور کر رہی تھی۔

اس خوبصورت اور دبلی پتلی طالبہ کی نظر میں سکول سیکھنے کی جگہ سے کہیں زیادہ معنی رکھتا تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں وہ اپنے دوستوں اور ہم جماعتوں کو خدا پر اپنے ایمان کے بارے میں بیان کرنے کیلئے راہیں تلاش کرتی تھی۔ راخل نوجوان تھی مگر وہ مسیح کے ساتھ اپنے رشتہ کو سنجیدگی سے لیتی تھی۔ اپنی ڈائری میں وہ باقاعدگی سے اپنی اس خواہش کا اندراج کرتی تھی کہ وہ اپنے ایمان کے بارے میں دوسروں کو حقیقی انداز میں بیان کر سکے۔

ایک بار اس نے ڈائری میں اس مایوسی کا اظہار کیا کہ انہی لوگوں نے جن تک وہ مسیح کیلئے رسائی پانا چاہتی تھی اس سے منہ موڑ لیا ہے۔

''میں نے سکول میں اپنے سارے دوست کھو دیئے ہیں۔ اب جب میں نے اپنی باتوں کو عملی انداز میں دکھانا شروع کیا ہے تو وہ میرا مذاق اڑاتے ہیں...... میں یسوع کا نام بولنے کیلئے معذرت پیش نہیں کروں گی...... میں یہ نام لیتی رہوں گی اگر میرے دوست صرف اس لئے میرے دشمن بن جائیں کہ میں اپنے بہترین دوست یسوع کے ساتھ ہوتی ہوں تو میرے لیے یہ بات اچھی ہوگی۔ جی ہاں میں ہمیشہ سے یہ جانتی تھی کہ مسیحی ہونے کا

ایک مطلب دشمن بنانا ہے مگر میں نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہی دشمن میرے دوست ہوں گے''۔

راخل نے اپنے ان ہم جماعتوں تک رسائی پانا جاری رکھا جو مسیح کے ساتھ اس کی لگن کو نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے والدین Darrell اور Berth اپنی سورما بیٹی کے بارے میں اپنی کتاب Rachel's Tears میں لکھتے ہیں۔

''راخل خدا سے پیار کرتی تھی اور اس میں یہ تڑپ غالب حد تک پائی جاتی تھی کہ وہ اس محبت کے بارے میں ہر اس شخص سے بیان کرے جس کو وہ جانتی تھی۔ وہ لوگوں کے سروں میں زبردستی بائبل نہیں ڈالتی تھی اور نہ وہ کسی کو ایمان لانے پر مجبور کرتی تھی۔ اس کی بجائے وہ اپنے ایمان کا اظہار عملی زندگی میں کرتی تھی اور یہ دعا مانگتی تھی کہ دوسرے لوگ اس الٰہی نور کو دیکھ سکیں جو اس کے دل میں اس قدر تابناکی سے چمکتا تھا''۔

فوت ہونے سے ٹھیک ایک سال پہلے راخل نے اپنی ڈائری میں اس بات کا اقرار کیا کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوگی وہ خاتون خدا ہی رہے گی خواہ اسے اس کی کتنی بھی قیمت کیوں نہ چکانی پڑے۔ ''میں خدا کی اس روشنی کو ہرگز نہیں چھپاؤں گی جو اس نے میرے اندر ڈالی ہے اگر مجھے ہر ایک چیز قربان کرنی پڑے میں تیار ہوں''۔

خدا پر ایمان کے اعتراف کے بدلہ میں شہادت پانے سے ایک ماہ پہلے راخل کا بے لغزش ایمان ظاہر ہوا جب اس نے یہ لکھا کہ اس میں یہ ایمان رکھنے کی دلیری پائی جاتی ہے کہ وہ ''مہربانی اور ترس کے کاموں کے وسیلہ سے ردعمل کی ایک زنجیر کا آغاز'' کر سکتی ہے۔ جب اس نے ایک دہشت گرد کی بندوق کی نالی کا سامنا کیا تو وہ پیچھے نہیں ہٹی جب اسے اپنے خداوند کا انکار کرنے کا موقع دیا گیا تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ جانتے ہوئے کہ اسے اپنی دنیا میں مسیحی وابستگی کا زنجیری ردعمل شروع کرنے کیلئے کیا ضروری

ہے وہ اپنے ناگزیر خوف میں نہ دھنسی۔

جو شخص خود ضابطگی کا حامل ہوتا ہے وہ مطلوبہ نشان حاصل کرنے کیلئے قربانیاں دیتا ہے۔ ایک کھلاڑی میدان میں بہتر کارکردگی دکھانے کی خاطر سخت تربیت میں سے گزرتا ہے۔ ایک فوجی جنگ کی خاطر تیار ہونے کیلئے بنیادی تربیت اور سخت مراحل میں سے گزرتا ہے۔ ایک فنکار مہارتوں کو تیز کرنے اور کامل بنانے میں کئی سال گزارتا ہے۔ ایک سورما مسیحی خداوند کی فرمانبرداری کرنے کیلئے ہر اس چیز سے چھٹکارا پاتا ہے جو خارجی اور غیر متعلق ہو۔ راخل مسیح کی خاطر زندگی گزارنے کیلئے ضرورت کے وقت ''ہر چیز کی قربانی'' دینے کیلئے تیار تھی۔ ایک لمحہ کیلئے سوچئے کہ آپ نے اپنے ایمان کیلئے کیا لاگت ادا کی ہے۔ کیا کوئی ایسی قربانیاں ہیں جن کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ آپ کو دینی چاہیں مگر آپ نے ابھی تک یہ قربانیاں نہیں دی ہیں؟۔ ان چیزوں کو ترک کرنے کیلئے کس چیز کی ضرورت ہے جو آپ کے اور منجی کے درمیان حائل ہیں؟۔

راخل سکاٹ نے ضروری لاگت ادا کرنے کا چناؤ کیا۔ یہی کچھ شمالی ویتنام کی 22 سالہ خاتون نے کیا جو ٹرین کے ذریعہ ہوچی منہ شہر جارہی تھی۔

زندہ رہنے کی لاگت

جو مشکلات اس نے زندگی کی صرف دو دہائیوں میں برداشت کیں انہوں نے اس کے جواں سالہ چہرہ کو بڑھاپے کا رنگ دیدیا۔ پریشانی اور سخت کام نے اپنا خوب اثر دکھایا تھا۔ مگر اس حیران کن خاتون نے وہ کام کر ڈالا جو اس کی عمر سے تین گنا بڑی عمر والے نہیں کر سکتے ہیں۔ جب وہ مسلسل تین روز تک لکڑی کی سخت سیٹ پر سیدھی بیٹھی سفر کر رہی تھی تو اس نے حلیمی کے ساتھ ان باتوں کو یاد کیا جنہیں خداوند نے اسے اپنی بادشاہی کی خاطر کرنے کا موقع دیا۔ تن تنہا اس نے تین علیحدہ مسیحی کانگریگیشن قائم کیں۔ اپنے علاقہ میں

اکیلی بالغ ایماندار ہونے کے ناطہ سے وہ اپنی گواہی بیان کرنے اور شخصی وابستگی کی بلاہٹ دینے کے ذریعہ یکے بعد دیگرے کئی آدمیوں کو مسیح کیلئے جیت چکی تھی۔

اس نوجوان خاتون کی کار یا حتیٰ کہ بائیسکل تک بھی پہنچ نہیں تھی مگر اس کی ٹانگیں اور بازو مضبوط تھے۔اس کیلئے وہ خداوند کی شکر گزار تھی۔اس کی ٹانگوں اور اس کے بازوؤں نے اسے لوگوں سے ملنے کیلئے لمبے فاصلے پیدل طے کرنے یا کلیسیائی عبادات میں شرکت کرنے کیلئے چھوٹی سی لکڑی کی کشتی کے چپو چلانے کے قابل بنایا۔مگر اس کے مضبوط بازو اور ٹانگیں مسلسل خدمت کی بدولت نڈھال تھیں۔اس کا پورا بدن نڈھال تھا۔اگرچہ وہ سیٹ پر لیٹ نہیں سکتی تھی مگر اس نے اکڑوں بیٹھے ہوئے طویل وقت گزارنے کا بندوبست کیا۔یہ عین ممکن ہے کہ جب اس کی آنکھ لگتی تھی تو وہ غیر انسانی رویہ کے بارے میں خواب دیکھتی ہوگی جس کا وہ شکار ہوتی رہی تھی۔مقامی پولیس معمول کے مطابق اسے دھمکیوں سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ دوسرے لوگ اسے پریشان کرتے تھے۔حتیٰ کہ اس کے والدین اس کی سرگرمیوں کے خلاف سراپا احتجاج بن گئے۔چونکہ وہ بدھ مت تھے اس لئے وہ یسوع کے بارے میں بات کرنے کو اور اس کی پرستش کرنے کے اپنی بیٹی کے جذبہ کو نہیں سمجھ سکتے تھے۔یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنی تین کلیساؤں کے لوگوں کو خواب میں دیکھتی ہوگی جنہوں نے اس سے خدا کے کلام کی جلدوں کی کھوج لگانے کی درخواست کی تھی۔وہ یسوع کے بارے میں جاننے کے اس قدر بھوکے پیاسے تھے۔

کمزور اور نڈھال مسافر ٹرین کے بے رحم دھچکوں کے ذریعہ اچھلتی اور جاگتی رہی جب ٹرین ناہموار راستوں پر جنوب کی جانب جارہی تھی۔وہ اپنے آٹھ سو میل لمبے راستہ کے اختتام پر پہنچنے کو بیتاب تھی اس امید کے ساتھ کہ اس کا دورہ کامیاب ہوگا اور یہ کہ وہ اس روحانی غذا کا بندوبست کرنے کے قابل ہوگی جس کی اس کے گلہ کو اشد ضرورت تھی۔

Saigon شہر پہنچنے پر پتلی دبلی نوجوان خاتون کو امید تھی کہ اسے کوئی نہ کوئی ایسا ایک ایماندار مل جائے گا جو اس سلسلہ میں اس کی مدد کرے گا۔ شہر بڑا تھا اور اس نے خود کو قدرے غیر محفوظ محسوس کیا۔ اسے یہ جان کر تسلی تھی کہ اس کی کانگریگیشن اس کی حفاظت اور کامیابی کیلئے دعا مانگ رہی تھی۔ ان کی دعاؤں کا جواب مل گیا۔ اس خاتون پاسٹر کو مغرب سے آئے ہوئے مسیحیوں تک لے جایا گیا جو ہوچی منہ شہر میں ان تمام بائبلوں کے ساتھ پہنچ چکے تھے جن کی اسے ضرورت تھی۔ انہوں نے اس کیلئے ایک بائسیکل بھی خریدی تاکہ وہ اپنی پیرشوں کے درمیان قدرے کم دشواری کے ساتھ سفر کر سکے۔ اس کا دل جوش سے لبریز تھا۔

جب اسے یہ مسیحی ''سیاح'' ریلوے سٹیشن پر الوداع کہنے آئے تو انہوں نے اس پیاری بہن کے گرد کھڑے ہو کر اس کے سفر کیلئے خدا کی برکت چاہی۔ جب وہ ریل کار میں سوار ہوئی، سیٹی بجی اور ٹرین سٹیشن سے باہر نکلنے لگی تو نئے دوستوں نے ایک دوسرے کو ہاتھ ہلا کر الوداع کہا۔ وہ دوست جنہوں نے جان لیا تھا کہ وہ حقیقت میں ایک ابدی خاندان کے افراد ہیں۔ لمبا اور تنہا راستہ جو مسلسل تین دن جاری رہنا تھا مزید تنہا معلوم نہیں ہوتا تھا۔

دو جوان عورتیں، دو بہت مختلف واقعات۔ مگر ایک مشترکہ لڑی، ہر ایک لڑکی نے اپنی زندگی کی حالت زار کو خوشی سے قبول کیا نہ کہ ہچکچاتے ہوئے۔ دونوں کو ان حالات پر پورا اختیار حاصل تھا جن کا نتیجہ زندگی کے خاتمہ یا جوانی کے خاتمہ کی صورت میں نکلا۔ راخل سکاٹ اور کلیسیاؤں کی بنیاد رکھنے والی بے شناخت ویتنامی خاتون دونوں اپنی کھلی آنکھوں کے ساتھ ان مواقع میں داخل ہوئیں جو خدا نے انہیں مہیا کیے۔

خود ضابطگی کا مطلب ہے اس کام کو کرنے کیلئے شخصی نظم و ضبط کا حامل ہونا جس کے بارے میں آپ کو یقین ہے کہ اس کا کیا جانا لازمی ہے۔ اس کام پر نظریں مرکوز کرنا جسے آپ کر رہے ہیں اور ہر ایک خلل انگیز چیز سے گریز کرنا۔ مثال کے طور پر ایک چھوٹے بچے

پرغور کریں جسے اس کی ماں نے کہا کہ وہ اپنے کمرے میں جا کر اس کیلئے فلاں چیز لائے۔ تاہم راستہ میں وہ گھر کے پلے کے ساتھ کھیلنے لگ جاتا ہے اور اس کے بعد اس کھلونے کے ساتھ جسے وہ ہال میں دیکھتا ہے۔ جلد ہی وہ اپنے مشن کو مکمل طور پر فراموش کر دیتا ہے جب تک اسے اس کی ماں اسے غصے کے الفاظ سے یاد نہیں دلاتی۔ ہم بچوں سے اس قسم کے رویہ کی توقع رکھتے ہیں مگر جب ہم بڑوں میں یہ رویہ دیکھتے ہیں تو ہم برہم اور حتیٰ کہ سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ خود ضابطگی اور نظم و ضبط عمر کے ساتھ ساتھ بڑھنے چاہئیں۔ یہ چیزیں ہم بالغ ہو کر سیکھتے ہیں۔

پھر بھی ایماندار اکثر اپنی روحانی چال میں دوسری چیزوں میں مگن ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کیا کرنا ہے اور وہ اسے کرنے کی تحریک بھی کافی رکھتے ہیں مگر جلد ہی وہ دیگر مشاغل میں کھو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس سورما ایمان والے ایماندار کام پر نظریں جمائے رکھتے ہیں جب تک یہ ختم نہ ہو جائے۔ کوئی بھی چیز شمالی ویتنام کی اس خاتون کو اس کام سے باز نہیں رکھ سکی۔ جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ خدا اس سے وہ کروانا چاہتا ہے۔ وہ خود ضابطگی کی حامل تھی۔ وہ نظم و ضبط کی حامل تھی۔

آپ کتنی آسانی سے اس کام سے بھٹک جاتے ہیں جو خدا آپ سے کروانا چاہتا ہے؟ کون سی دلچسپی کی چیزیں آپ کو ان وعدوں سے دور لے جاتی ہیں جو آپ نے کیے ہیں؟۔ آپ ان خلل انگیز چیزوں سے گریز کرنے، ان آزمائشوں کی مزاحمت کرنے کیلئے کیا کر سکتے ہیں؟۔

اپنی زندگی دے کر بھی ضبط برقرار رکھنا

شاید آپ نے یہ محاورہ سنا ہو کہ ''فیصلہ نہ کرنا بھی فیصلہ کرنا ہے'' دوسرے الفاظ میں جب آپ کسی تذبذب کا شکار ہوں تو یا تو آپ حالات کو تبدیل کرنے والے بن سکتے اور

پہل کر سکتے ہیں یا آپ رجعت پذیر ہوتے ہوئے دوسروں کو اپنے لیے فیصلہ کرنے کا موقع دینے والے ہو سکتے ہیں۔ حقیقت میں صرف یہی دو چناؤ ہیں۔ ارادہ باندھنے والا بننا یا ارادہ نہ باندھنے والا بننا۔

سورما ارادہ باندھنے والے بننے کا چناؤ کرتے ہیں وہ ان خطرات سے واقف ہوتے ہیں جو ان کی بلاہٹ سے منسلک ہوتے ہیں۔ وہ اس کے مطابق کام کرنا چاہتے ہیں جو وہ محسوس کرتے ہیں خدا ان سے کروانا چاہتا ہے اور جب وہ ایک بار فیصلہ کر لیتے ہیں تو وہ اپنے اعمال کی ذاتی ذمہ داری کو قبول کرتے ہیں۔ اس قسم کی خود ضابطگی ان لوگوں کی ایک اور خصوصیت ہوتی ہے جو اپنے سورما ایمان کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔

یسوع کی مثال کی بنیاد پر ہم یہ جانتے ہیں کہ خود ضابطگی کا نتیجہ شخصی قربانی کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ (جیسے راخل کے معاملہ میں) یا اس کا نتیجہ اس کام کو رضا کارانہ طور پر کرنے کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ جس کا تقاضا صورتحال کرتی ہے نہ کہ اس کام سے بھاگنے یا روگردان ہونے کی صورت میں (جیسے نوجوان ویتنامی پاسٹر خاتون کے معاملہ میں) منجی نے اپنے مقصد کے احساس کو برقرار رکھا اور اوقات کے حیرت انگیز احساس کا مظاہرہ کیا۔ کبھی کبھار وہ کسی کو شفا دینے کے بعد اسے اس بات کی تاکید کرتا تھا کہ وہ کسی کو اس کے بارے میں نہ بتائے۔ مگر دوسرے اوقات میں وہ اس بات کی اجازت دے دیتا تھا۔ ایک بار اس نے ارادتاً یروشلیم میں جانے سے گریز کیا۔ (اگرچہ اس کے دشمن اس کے آنے کی توقع کر رہے تھے)۔ لیکن پھر یروشلیم میں اپنی آخری بار آمد کے وقت وہ جانتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے مگر پھر بھی چقماق کی طرح اپنے چہرے کا رخ شہر کی جانب کیا اور غدار کے جال میں داخل ہو گیا۔

یسوع شاگردوں کی کم مائیگی سے اُکتا گیا تھا کیونکہ وہ معمول کے مطابق یہ بحث

کرتے تھے کہ ان میں بڑا کون ہے۔ وہ ان کی سمجھ کی ظاہری نااہلیت کی بدولت مایوس ہوگیا۔ وہ اکثر کند ذہن معلوم ہوتے تھے۔ مگر یسوع نے ان کے ساتھ چمٹے رہنے کا چناؤ کیا۔ اس نے حتیٰ کہ جب وہ ان کے پاؤں دھونے کو جھکا اس کی بدبو کو برداشت کیا۔ یہ ایک نوکر کا کام تھا مگر یسوع نے وہ کام کرنے کیلئے اپنے غرور کی قربانی دی جس کا کیا جانا ضروری تھا۔ یسوع نے غصہ میں آ کر ہیکل میں تاجروں کی پھٹیاں الٹ دیں اور صرافوں پر کوڑا اٹھالیا مگر جب اس چہرے پر ٹھٹھا اڑانے والے سپاہیوں نے مکے مارے تو یسوع نے اس تعلیم کا عملی مظاہرہ کیا جس کی منادی اس نے اپنے شاگردوں میں کی تھی اور اپنا دوسرا گال بھی ان کی طرف پھیر دیا۔

ویتنامی لڑکی کی طرح اس نے ایک زندگی میں دو زندگیاں گزاریں تاکہ وہ ان لوگوں کی ان روحانی ضروریات کو پوری کر سکے جن کا انحصار اس پر تھا۔ راخل سکاٹ کی طرح یسوع اس بات کیلئے تیار تھا کہ ایک حملہ آور اس کی زندگی لے لے کیونکہ ایسا کرنے سے گریز کرنے کی بدولت فضل کے سلسلہ کی کڑی ٹوٹ جاتی جس نے پوری دنیا تک رسائی پانا تھی۔ وہ اس بات سے واقف تھا کہ کب ضبط نفس کا مظاہرہ کرنا ہے اور کب راستبازی کی خاطر دلیرانہ قدم اٹھانا ہے۔

یسوع کیلئے خود ضابطگی کنجی تھی۔ یوحنا 10 باب میں یسوع اپنا ذاتی پورٹریٹ پیش کرتا ہے۔ اس کے برش بھرنے کا عمل بڑا نمایاں تھا اور ابھرتی ہوئی تفاصیل ایک پاسبانی منظر کو پیش کرتی ہیں۔ یسوع ایک اچھا چرواہا ہے جو اپنے گلہ کی روحانی بہبود کیلئے ہر ایک ضروری کام کرے گا۔ فریسیوں کے بارے میں ڈھکے چھپے انداز میں بات کرتے ہوئے یسوع نے اپنے آپ کو ان لوگوں سے ممتاز کیا جو دردمندی کا صرف نمودی اظہار کرتے ہیں۔ وہ فوراً یہ کہنے کو تیار ہے کہ وہ اپنی جان بھیڑوں کیلئے دے گا۔ مگر آیات 17 اور 18 میں یسوع اس

بات کو قطعی واضح کرتا ہے کہ وہ جس کام کو کرنے کو تیار ہے (اور جس کام کو کرنے کی وہ منصوبہ بندی کر رہا ہے) وہ کام صرف اپنے وقت پر ہو گا۔ اسے اپنے چناؤ پر اختیار رہتا ہے۔ ''باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تا کہ اسے پھر لے لوں۔ کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں...... '' (یوحنا10:17-18)۔

جہاں یسوع نے ان چناؤ کی ذمہ داری کو قبول کیا جو صرف اس اکیلے نے کرنے تھے وہاں وہ لوگ بھی جنہوں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر اس کے تابع کر دیا ہے ایک ہی ذمہ داری (پورا اترنے کی اہلیت) کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ دوسروں کے تقاضوں پر پورا اترنے کی ان کی اہلیت اس اعتماد پر مبنی ہے کہ سب سے بڑا قدم جو کوئی ان کے خلاف اٹھا سکتا ہے وہ ان کی جان لینے کا ہے۔ اس ابدی تناظر کے ساتھ جو موجودہ صورتحال کو زیر نظر رکھتا ہے وہ یہ ایمان رکھنے کا چناؤ کرتے ہیں کہ انہیں ہمیشہ چناؤ حاصل ہیں۔ وہ یہ ایمان رکھنے کا چناؤ کرتے ہیں کہ حالات کو ان کے حق انتخاب پر اختیار حاصل نہیں ہے۔ (حالات خواہ کتنے بھی خوفناک یا پریشان کن کیوں نہ ہوں) ٹھیک اسی عمر رسیدہ خاتون کی طرح جس نے ایک بلند درجہ کی بلاہٹ کیلئے شادی کی خوشیوں کی قربانی کا چناؤ خوشی سے کیا۔

ایک شہید بننے کے محرکات

1980ء کے عشرے میں ایک پیاری مسیحی خاتون نے جو ریٹائرمنٹ کی عمر کو پہنچ رہی تھی حیران کن خودضابطگی اور اعتماد کا مظاہرہ کیا۔ وہ اپنے ملک کے ایمانداروں کیلئے ترس سے بھر گئی جن کی خدا کے کلام تک رسائی نہیں تھی۔ وائس آف مارٹرز اور دیگر لوگوں کی مدد سے وہ چالیس ہزار بائبلیں تقسیم کرنے کے قابل ہوئی۔ یہ عورت جانتی تھی کہ اگر وہ گرفتار ہوگئی تو اسے کون سے نتائج بھگتنا ہوں گے کیونکہ کسی کو کلام کے حصے دینا خلاف قانون تھا۔ مگر اس چیز نے اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ خدا کے کلام کو تقسیم کرنے کے اس

باہمت عورت کے جذبہ کو سمجھنے کیلئے آپ کو محض اس کے شوہر سے پوچھنے کی ضرورت تھی۔ وہ اس کی انتہائی وفاداری اور لگن کی تصدیق کرتا ہے۔

جب پولیس کو پتہ چل گیا کہ بائبلوں کو کون غیر قانونی طور پر سمگل کر رہا ہے تو انہوں نے اس عورت کو گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے گرفتار کرتے وہ فرار ہو جانے کے قابل ہوگئی۔ سترہ سالوں سے وہ پولیس سے چھپ کر کام کر رہی ہے اور پولیس مسلسل اس کی تلاش میں ہے۔ چین کے نوخیز مسیحیوں کی ضروریات کو اپنی ضروریات یا اپنے گھر کی ضروریات سے مقدم رکھنے کی اس عورت کی آرزو کے نتیجہ میں وہ اپنے شوہر سے سال میں صرف دوبار ملنے کے قابل ہوتی ہے۔

قربانی والی وفاداری کی یہ قسم جو خالص محرکات اور ایک دینے والے دل سے جاری ہوتی ہے اب کمیاب ہے۔ دہشت گردی میں اضافہ نے ''شہدا'' کے بے شمار کاموں کی طرف توجہ دلائی ہے مگر یہ اموات' خودکش حملے یہ سب خود ضابطگی کے انتہائی متضاد ہیں۔

جیسا کہ ستمبر 11 کے واقعہ نے ظاہر کیا دہشت گرد انسانی بم بننے کیلئے تیار ہیں جو مغربی مسیحیوں کو مارنے والے ہیں۔ ان کے ذہنوں میں ہم کافر ہیں اور شیطان کے آلہ کار ہیں۔ مسیحی عقائد جو انسانی مساوات کا پرچار کرتے ہیں (مثال کے طور پر مسیح میں نہ کوئی مرد ہے نہ کوئی عورت) ان لوگوں کے غضب کو ہوا دیتے ہیں جو اس بات پر زور دیتے ہیں کہ عورتوں کے چہرے ڈھکے ہوئے ہونے چاہیں اور ان کی حیثیت اشیا کے برابر ہونی چاہئے۔

القاعدہ جنگجوؤں کے تربیت کنندگان انہیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ وہ ہمیں قتل کر کے فوراً شہید ہو جاتے ہیں۔ وہ یہ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں اور بہت سے ممکنہ کافروں کو بم سے اڑانے کے بعد فوراً جنت میں چلے جائیں گے۔ مگر سارا منطق یہی نہیں ہے۔ انہیں اپنے آپ کو قربان کرنے کی تحریک اس چیز سے ملتی ہے جو ان کی منتظر ہے۔ ان تربیت کنندگان

کے مطابق ہر ایک شہید کو نوجوان حوریں ملیں گی جن کے ساتھ وہ غیر محدود جنسی لذت سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔

مگر یہ چینی بائبل سمگلر اپنے آپ کو جسمانی لذت اور صحبت سے محروم رکھنے پر تیار ہے اور کس مقصد کیلئے؟ خدا کے کلام کی بھوک رکھنے والے مسیحیوں کیلئے روحانی غذا مہیا کرنے کی خاطر۔ اس کی طرف سے قربانی کے عمل ایک ایسا مقصد پورا کرتے ہیں جو اپنے بجائے دوسروں کی بہتری چاہتا ہے۔ ی جنگجو اپنے تصورات کی تکمیل میں اگلے جہان کی زندگی میں اپنے تعیش کا اہتمام کرنے کی خاطر بدنی نقصان اور ناقابل تصور تباہی پھیلانے کو تیار ہوتا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ یسوع یہ جانتا تھا کہ کب ضبط نفس کا مظاہرہ کرنا ہے اور یہ کہ خود ضابطگی کی زندگی گزارنے والے ایمان دار یہ جانتے ہیں کہ اپنے مقصد کی بجا آوری کیلئے کب اپنے آپ کا انکار کرنا ہے۔ ضبط نفس اور خود انکاری ایک ایسے معاشرہ میں ناپید ہوتی جارہی ہیں جہاں لذت کیلئے مواقع کی ترغیب دی جاتی ہے اور ان ترغیبات کا مقابلہ کرنا انتہائی مشکل ہے کیونکہ یہ ہمیں مادی خوابوں، جنسی تصورات اور کھانے پینے کے مزوں پر اکساتی ہیں یعنی ''اچھی زندگی'' کے جالوں میں پھنسا دیتی ہیں۔

مگر شاگردیت کی لاگت میں اپنے آپ کا انکار شامل ہے جب ہم مسیح کے پیچھے چلتے ہیں۔ آپ لذت کے ان مواقع میں سے کسی موقع کے ساتھ نبردآزما رہتے ہیں؟۔ یہ مواقع آپ کو آپ کی مسیحی چال سے دور لے جانے کے کونسے خطرات سے دوچار کرتے ہیں؟ آپ روپے پیسے، چیزوں، کھانے اور جنسی تعلق کے معاملہ میں اپنے آپ کو نظم و ضبط میں رکھنے کیلئے کیا کر سکتے ہیں؟۔

مذبح پر قائم رہنا

پولس رسول اس موضوع کو نہایت واضح کرتا ہے۔رومیوں کے اپنے خط میں وہ قربانی والی وفاداری کے تصور کو اجاگر کرتا ہے اور بالغ ایمان کے عمل کو ایک زندہ قربانی کے طور پر بیان کرتا ہے۔

''پس اے بھائیو! میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کیلئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو۔یہی تمہاری معقول عبادت ہے۔اور اس جہان کے ہم شکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ تاکہ خدا کی نیک اور پسندیدہ اور کامل مرضی تجربہ سے معلوم کرتے رہو'' (رومیوں12:1-2)۔

اگرچہ پولس رسول حقیقی شہادت کی بات نہیں کر رہا مگر وہ ایک شخص کی نفسانی فطرت کی موت کی بات ضرور کر رہا ہے۔القاعدہ کی تعلیمات کے دعووں کے برعکس اپنی بدنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے زندہ رہنا (مرنا) اس زندگی میں (یا آنے والی زندگی میں) خدا کی خواہش کے متضاد ہے۔اس کی بجائے ایمانداروں کی بلاہٹ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے پیش (حوالہ) کریں گویا قربانی کے مذبح پر قربان ہونے کیلئے۔پولس رسول یہ بات پرانے عہدنامہ کے قربانی کے نظام کے پس منظر میں کرتا ہے جس میں بکریاں، برے اور بیل کاہنوں کے ہاتھوں ذبح کئے جاتے تھے اور گناہ کی قربانی کے طور پر خدا کو پیش کئے جاتے تھے۔

مگر چونکہ انسانی غرور کی یہ سپردگی روحانی ہے نہ کہ حقیقی اس لئے پولس رسول یہ واضح کرتا ہے کہ ہم ہی نے پہلا قدم لینا ہے اور اپنے آپ کو خدا کے ارادہ کے مطابق ڈھالنے کیلئے ہر ضروری کام کرنا ہے۔اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اس انداز میں تبدیلی لائیں

جس میں ہم معاشرہ کو اپنی خواہشات کے بارے میں فیصلہ کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ یہ چیز اپنے ذہن کو خدا کی سچائی سے سیر کرنے کے موثر طریقہ کا تقاضا کرتی ہے جب تک ہم وہ کام نہ کریں جو خود انکاری کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ (اپنے غروروں کو مارنا) ہم اس وقت تک اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے پر مائل رہیں گے جیسا کہ جے کیلرا کثر کہا کرتا تھا کہ ''زندہ قربانی کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ اس میں رینگ کر مذبح سے نیچے اتر جانے کی مائکیت پائی جاتی ہے''۔

وائس آف مارٹرز کے کارکنان نے اس تصور پر کافی سوچ و بچار کی ہے کہ حالات کی بابت رجعت پذیرانہ ردعمل دکھانے کی بجائے تبدیل کُن انداز میں ردعمل دکھانے کی اہلیت رکھتے ہوئے اپنی زندگیوں کو کس طرح سے رضا کارانہ طور پر قربان کرنا ہے۔ کونراڈ ایڈورڈز لکھتا ہے۔

''خود ضابطگی / ضبط نفس اور قربانی مسیحی زندگی کی بنیادیں ہیں۔ جب ہم اپنے ایمان میں آگے بڑھتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ خدا وہ ہے جو وہ کہتا ہے کہ وہ ہے تو اپنی خودی کا انکار کرنے اور اپنی صلیب اُٹھانے کی خدا کی بلاہٹ کی فرمانبرداری کی ہماری رضامندی' ہماری زندگیوں کا حصہ بن جاتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں یہ چناؤ حاصل ہے کہ یا تو ہم صلیب اُٹھالیں اور اپنی خودی کا انکار کریں یا صلیب کا انکار کریں اور اپنے آپ کو گلے لگا لیں۔ ایک چناؤ زندگی کا موجب بنتا ہے اور دوسرا موت اور تباہی کا اگرچہ زندگی کی طرف راستہ کی ایک بھاری لاگت چکانی پڑتی ہے''۔

رومیوں 12 باب کی پہلی دو آیات کو یوجین پیٹرسن نے اپنے جن الفاظ میں بیان کیا ہے وہ ان باریک باتوں کو منظر عام پر لاتے ہیں جو با مقصد چناؤ اور حفاظت شدہ مواقع کی زندگی سے متعلق ہیں۔

''لہٰذا یہی وہ کام ہے جو میں چاہتا ہوں کہ تم کرو۔ خدا کی مدد کے ساتھ۔ اپنی ہر ایک چیز' اپنی عام زندگی لیں (اپنی نیند کو' اپنے کھانے کو' اپنے کام پر جانے کو اور اپنے چلنے پھرنے کو) اور اسے خدا کے سامنے ایک قربانی کے طور پر رکھیں۔ خدا جو کام آپ کیلئے کرتا ہے اسے گلے لگانا ہی وہ بہترین کام ہے جو آپ اس کیلئے کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے معاشرہ میں اس قدر اچھی طرح سے ڈھل نہ جائیں کہ آپ اس میں حتیٰ کہ سوچے بغیر ضم ہو جائیں۔ اس کی بجائے اپنی توجہ خدا پر لگائیں۔ آپ اندر باہر بدل جائیں گے۔ فوری طور پر پہچانیں کہ وہ آپ سے کیا چاہتا ہے اور پھر فوراً اس پر عمل کریں۔ اپنے اردگرد کے معاشرہ کے برعکس (جو آپ کو ہمیشہ اپنی نابالغی کی سطح پر نیچے کی طرف کھینچتا ہے) خدا آپ کے لیے بہترین چیز باہر لاتا اور آپ کے اندر خوبصورت بلوغیت کو ترقی دیتا ہے''۔

راخل سکاٹ نے اپنی چھوٹی عمر کے باوجود اس معیار کی بلوغیت کا مظاہرہ کیا۔ جس طرح سے ویتنامی خاتون نے ٹرین میں اس کا مظاہرہ کیا۔ یہ وہ بلوغت ہے جو اس چینی عورت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ یہ تینوں جانتی تھیں کہ خدا کی کیا آرزو ہے اور پھر انہوں نے موزوں وقت پر خدا کی آرزو کے مطابق عمل کیا۔ وہ اس بات سے پورے طور پر واقف تھیں کہ زندہ قربانی بننے کا تقاضا کیا ہے مگر پھر بھی انہوں نے اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے مرکز میں مذبح پر رکھا۔

کونراڈ ایڈورڈز آگے چل کر کہتا ہے۔

''چین میں ہمارے ایذا رسیدہ بھائیوں اور بہنوں کی نسبت کسی اور نے اس اصول کا بہتر نمونہ نہیں دیا۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ یسوع کے پیچھے چلنے کی لاگت انہیں خاندانوں سے جدا کر سکتی ہے کیونکہ ان کی خدمت انہیں اپنے خاندانوں سے کئی ہفتے دور رکھ سکتی ہے یا ان کے مہینوں اور حتیٰ کہ سالوں تک قید میں ڈالے جانے کا موجب بن سکتی ہے۔ بہت سے ایذا

رسیدہ لوگوں نے مسیح کے پیچھے جانے کی خاطر ملازمت میں ترقی اور حتیٰ کہ بہتر تعلیم سے ہاتھ دھونا قبول کیا۔ وہ جانتے ہیں کہ ایسی چیزیں عارضی ہیں مگر خدا کی بادشاہی ابدی ہے۔ جب ہم ایذا رسیدہ لوگوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم ان کی قربانیوں سے بہت زیادہ سیکھ سکتے ہیں''۔

خدا ان لوگوں سے بہت سے فائدوں کا وعدہ کرتا ہے جو اپنے حقوق، رشتوں یا اپنی زندگیوں کو قربان کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔ مگر ان ہولناک کیفیتوں کے برعکس جہاں مردوں اور عورتوں کو نفرت کرنے اور دہشت گردی کے فعل میں اپنے آپ کو بم سے اڑانے کے ذریعہ لوگوں کو قتل کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ خدا اس چیز کا وعدہ کرتا ہے جس کیلئے انسانی روح تڑپتی ہے۔ ہمیں بدنی قربت کی لمحاتی خوشی سے کہیں زیادہ کیلئے خلق کیا گیا۔ ہمارا آسمانی باپ ان لوگوں کو جو اس کی خداوندیت کو مانتے ہیں مصیبتوں میں تمام سمجھ سے بالاتر اطمینان اور شادمانی پیش کرتا ہے۔ اور یہ بس اس زندگی میں ہوتا ہے۔ اگلی زندگی میں ہم نہ ختم ہونے والی پرستش کی لاتعطل شادمانی سے واقف ہوں گے جب ہم ان لوگوں کے ساتھ اس تخت کے سامنے جمع ہوں گے جو ہماری گواہی اور قربانی کے نتیجہ میں وہاں ہوں گے۔

سورما ایمان والے ایماندار خود ضابطگی کے حامل ہوتے ہیں۔ وہ قربانیاں دیتے، خلل انگیز چیزوں سے گریز کرتے، ضبط نفس کا مظاہرہ کرتے اور عمل کرنے کا چناؤ کرتے ہیں۔ آپ کے ایمان کی کتنی پیمائش ہے؟۔

اچھے چرواہے کی پیروی کرنے کیلئے کس چیز کی ضرورت ہے

☆...... قربانی کے بارے میں بہتر سمجھ پیدا کیجئے۔ ایک ایسی سرگرمی یا مشغلہ کا چناؤ کیجئے جو خدا کی کھوج کے آپ کے عمل کو سست کرنے کا میلان رکھتا ہے۔ اسے ایک ہفتہ کیلئے قربان کر ڈالیے اور اس کا وقت مسیح کی بادشاہی کی ترقی کیلئے صرف کیجئے۔

☆......اس بات کو سمجھنے کیلئے کہ ایک شخص کس طرح سے آسانی سے دوسری چیزوں میں کھو جاتا ہے آپ کسی گاڑی میں سفر کرتے ہوئے ان ممکنہ خلل انگیز چیزوں کو ملاحظہ کریں جو آپ کو اپنے نشان تک پہنچنے سے باز رکھنے کی آزمائش میں مبتلا کرسکتی ہیں۔ (مثلاً کسی سٹور پر سیل، فاسٹ فوڈ کی کوئی چیز، کسی دوست کا گھر، منظر وغیرہ)۔ بعد میں اس فہرست پر نظر ثانی کیجئے اور مسیحی زندگی میں ان چیزوں کے متبادلات پر غور کیجئے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کی مسیح کے ساتھ چال میں کونسی ''فاسٹ فوڈ'' خلل انگیز چیز ہے یا کونسی چیز تعلقاتی خلل انگیز چیز ہے؟۔

☆......خود کو ضبط نفس سیکھنے میں مدد دینے کیلئے ایک دن کا روزہ رکھئے جس میں آپ کھانے کے اوقات کو دعا میں وقف کیجئے۔ یا ایک ہفتہ ٹی وی کا روزہ رکھئے۔

☆...... یہ بات قریب القیاس ہے کہ ایک روز آپ سے (راخل سکاٹ کی طرح) اپنی جان کی قربانی دینے کو کہا جائے گا مگر ''ہر روز مرنا'' ہر ایک مسیحی کی سزا کا فیصلہ ہے۔ خدا آج آپ کو کون سی چیز قربان کرنے کا چیلنج دے رہا ہے؟۔

☆......اس باب میں ان عورتوں کی دو دلخراش مثالیں پائی جاتی ہیں جنہوں نے خدا کے کلام کو ان لوگوں تک بہم پہنچانے کی خاطر بہت نقصان اٹھایا ہے جن کے پاس یہ نہیں تھا۔ آپ کون سے ایسے شخص کو جانتے ہیں جسے بائبل حاصل کر کے فائدہ ہوگا؟۔ کسی مسیحی بک سٹور پر جائیں اور اس دوست کیلئے ایک بائبل خریدیں۔ اس شخص کو بائبل پیش کرنے سے پیشتر خدا سے دعا مانگیں کہ وہ آپ کو قبول کرنے کیلئے اس کا دل کھولے۔

باب 8

محبت

ایک سورما کی بلندی

کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے
کہ کونسی چیز سورماؤں کو
اوسط درجہ کے میدانوں سے اوپر اڑانے کا موقع دیتی ہے؟
یا آسمانی نام میں کونسی ایسی چیز ہے
جو انہیں کچلے ہوؤں کو اوپر اٹھانے کیلئے
اس قدر نیچے جانے کے قابل بناتی ہے؟
وہ کونسی چیز ہے جو انہیں
ان لوگوں کو اوپر اٹھانے کے قابل بناتی ہے
جنہوں نے اڑنے کا ارادہ کھو دیا ہے؟
یہ وہ ہوا ہے جو خدا کے اپنے دل سے جاری ہوتی ہے
اور یہ سورما کی پرواز کو بلند کرتی ہے۔
یہ بے لوث محبت کے سوا اور کوئی چیز نہیں
یہی ان کے پروں کے نیچے کی ہوا ہوتی ہے۔

By Greg Asimakoupoulos

چارلس کالسن جو واٹر گیٹ سکینڈل میں ملوث ہونے کی بدولت سزا یافتہ ہوا بعدازاں توبہ کرنے کے بعد کرسچین جیل منسٹری کا سربراہ بنا۔ 1982ء میں وہ کہیں وعظ دینے کی خاطر جانے کیلئے ایک جہاز میں سوار ہوا۔ اسی جہاز میں بینیتو اکینو بھی سوار تھا جو فلپائن سے جلاوطن کیا گیا سیاسی صحافی تھا۔ اکینو نے کالسن کو پہچان لیا اور پُرجوش انداز میں اس کے پاس گیا۔ اس نے اپنا تعارف چارلس کالسن سے کرایا اور بڑے جوش کے ساتھ بیان کیا کہ وہ کس طرح سے کتاب Born Again پڑھنے کے وسیلہ سے مسیحی بنا۔ یہ کتاب کالسن کے قید کے تجربہ اور تبدیلی کے بارے میں سوانح عمری ہے۔

اکینو نے تفصیل سے بیان کیا کہ وہ کس طرح سے فرڈیننڈ مارکوس کی آمریت کے تحت ناانصافی اور ظلم کا شکار رہا۔ اس کے صحافتی اثر و رسوخ نے مارکوس کی غیر اخلاقی حکومت پر انگلی اٹھائی تھی۔ نتیجتاً وہ سات سال اور سات ماہ قید میں رہا تھا۔ اکینو نے اقرار کیا کہ وہ خدا سے اور اپنے اوپر ظلم کرنے والوں سے کس قدر شدت سے نفرت کرتا تھا۔ اسے اس کی اپنی نفرت ہی نے یرغمال بنا رکھا تھا۔ جہاز کا سفر جاری رہا اور فلپائن کے جلاوطن نے بتایا کہ کس طرح سے اس کی مسیحی ماں اس کیلئے کولسن کی یہ کتاب لائی۔ اس نے اسے پڑھا اور اپنی زندگی مسیح کو دے دی۔ اکینو نے اسے اپنی زندگی میں نقطہ انقلاب قرار دیا۔

قید سے رہائی پانے کے بعد اکینو پناہ کیلئے امریکہ بھاگ گیا اور اپنے ایمان میں بڑھنے لگا۔ اسی دوران وہ کولسن سے ملا۔ یہ ''اتفاقیہ'' ملاقات ایک مضبوط دوستی کا آغاز تھی۔ وہ اکٹھے سفر کرتے اور پورے ملک میں عوامی اجتماعات میں اپنی گواہیاں بیان کرتے تھے۔ ایک روز اکینو نے کولسن سے کہا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ میں فلپائن واپس جاؤں اور اس کام کو وہاں سے پھر سے شروع کروں جہاں اسے چھوڑا تھا۔ تاہم اس وقت اس کا مصمم ارادہ تھا کہ وہ بدعنوان حکومت کو یسوع کے نام میں چیلنج کرے گا۔ اکینو پُر یقین تھا

کہ مسیحی محبت کی قوت بدی کی قوت سے زیادہ ہے۔

جب اکینو اپنے وطن واپس جانے کی تیاری کر رہا تھا جو اس کی قیادت کا متمنی تھا تو کولسن نے اس کی قوم کی بے چینی پر اپنی فکرمندی کا اظہار کیا۔ اس نے اپنے نوجوان دوست سے پوچھا کہ کیا اس نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ اس کے ساتھ کیا واقع ہوسکتا ہے۔ چالیس سال سے اوپر کی عمر کے رویا بردار شخص نے کہا کہ "اگر مارکولس مجھے صدر کے انتخابات میں حصہ لینے کا موقع دے گا تو میں صدر منتخب ہوں گا۔ اگر وہ مجھے جیل میں ڈال دے گا تو میں قید خانہ کی رفاقت کا ایک نیا باب قائم کروں گا اور اگر مارکوس مجھے قتل کر دے گا تو میں یسوع کے ساتھ ہوں گا"۔

اس گفتگو کے چند ہفتے بعد اکینو فلپائن واپس چلا گیا۔ جیسے ہی وہ منیلا ایئرپورٹ پر جہاز سے باہر آیا تو وہی بات واقع ہوئی جس کی پیشنگوئی کچھ سیاسی تجزیہ نگار کر چکے تھے۔ ایک قاتل کی گولی نے نوجوان اکینو کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ مگر حیران کن بات یہ ہے کہ اس چیز نے اس کے خواب کا خاتمہ نہیں کیا۔ جب فلپائنی اپنے دلیر مسیحی سورما کی موت کا سوگ منا رہے تھے تو محبت کے وہ بیج جو وہ جلاوطنی میں بو چکا تھا اُگنے شروع ہو گئے۔

کیتھولک کلیسیا کے بشپ Sin نے اکینو کا عصا اٹھایا اور قوم کو توبہ کرنے اور یسوع پر ایمان لانے کی بلاہٹ دی تاکہ وہ اپنی روحانی جڑوں کو لوٹ سکیں اور انہوں نے ایسا کیا۔ پورے ملک میں اکینو کی مسقوط واپسی اور راستبازی کیلئے بشپ کی بلاہٹ کی بدولت ایک عظیم روحانی تحریک کا شعلہ بھڑک اٹھا۔ پورے ملک میں دعائیہ گروپ اور گھریلو کلیسیائیں قائم ہوگئیں۔

اس کے فوری بعد جب تین سودستوں نے انقلاب کا اعلان کیا تو کارڈنیل سین نے ٹیلی ویژن پر مسیحیوں کیتھولکوں اور پروٹیسٹوں دونوں کو شیطانی آمریت کے خلاف سینہ سپر

ہونے کی دعوت دی۔ نتیجہ معجزہ سے کچھ کم نہیں تھا۔ بیس لاکھ فلپائنی گلیوں میں آ گئے اور مارکوس کے ٹینک ہل نہ سکے۔ ملک کے جابر کا تختہ الٹ دیا گیا۔ جمہوریت بحال ہوئی اور بیداری کی ہوائیں قوم کے اندر چلنے لگیں۔

جب چک کولسن نے یہ بات واشنگٹن ڈی سی میں کانگریس 88ء کے شرکاء کو بتائی تو اس نے اپنے مرحوم دوست کی ہمت کو سراہتے ہوئے اس جدید زمانہ کے سورما میں محبت کی موجودگی کی تصدیق کی۔ یہ سورما ایمان کی پُر اثر خوبی ہے جس نے اسے دوسروں کی خاطر اپنی جان نذر کرنے پر تیار کیا۔ کولسن کے الفاظ میں ''ایک باکردار آدمی یہ کہنے کیلئے جیل سے باہر آیا کہ میں سینہ سپر ہوں گا کیونکہ مسیحی محبت کی قوت شیطان کی قوت سے زیادہ ہے''۔

شخصی قربانی کی اعلیٰ مثال

یسوع نے سب سے پہلے یہ بیان کیا کہ محبت کی حتمی قوت ایک ایسے شخص کے وسیلہ سے ظاہر ہوتی ہے جو اپنی جان نذر کرنے کیلئے تیار ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ ''اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کیلئے دے دے'' (یوحنا 15:13)۔

یقیناً یسوع اس کام کی طرف اشارہ کر رہا تھا جو اس نے صلیب پر کرنا تھا تا کہ وہ ایک ناراست دنیا کیلئے اپنی غیر مشروط محبت کا اظہار کر سکے۔ مگر اس کی بات کا صرف یہی مطلب نہ تھا۔ اس کی مثال ہمیں ایک نظیر مہیا کرتی ہے جس کے ذریعہ ہم محبت کے اظہارات کا جائزہ لے سکتے ہیں اور جس کی بدولت ہم اس کے حکموں کی پیروی کرنے کی تحریک پا سکتے ہیں۔

جو زندگی یسوع نے گزاری اور جو تعلیم اس نے دی اس کا خلاصہ انگریزی میں اس مساوات کے ذریعہ بیان کیا جاتا ہے۔

Love to the nth degree=1 life 4 others

اگر آپ کسی دوسرے شخص کو یہ یقین دلا دیں کہ وہ آپ کیلئے اپنے سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے تو آپ اپنے آپ کو اس شخص کے حوالہ کر دیتے ہیں یہ ہے وہ حتمی ادائیگی جو ایک شخص کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری بار سوچے بغیر ایک باپ یا ماں اپنے بچہ کی جان بچانے کیلئے ایک تیز رفتار کار کے آگے چھلانگ لگا دیتی ہے۔

یہی لاشعوری محبت جو ایک باپ یا ماں جبلی طور پر اپنے خونی رشتہ سے رکھتی ہے پوری کلیسیائی تاریخ میں مسیحی شہدا میں دیکھی جاتی رہی ہے خواہ ان کے اپنے بچے تھے یا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ سورماؤں کے طور پر جانے جاتے ہیں وہ اس محبت کو جو عام طور پر خاندان کیلئے مخصوص ہوتی ہے ان لوگوں کی طرف منتقل کرتے ہیں جو ان کے خاندان والوں سے زیادہ ضرورتمند ہوتے ہیں۔ بے لوث محبت جو دھندلانے سے انکار کر دیتی ہے وہ ان کی شناختی علامت ہوتی ہے۔ دوسری زندگیوں میں سفر کے عمودی راستوں پر منجی کے قدموں کے نشانات پر مسلسل چلنے کی بدولت ان کے پاؤں سخت ہو جاتے ہیں۔

حساب کتاب کا ایک غیر متوقع دن اور محبت کا سورما مظاہرہ

ایک اور عالمی دورے پر ایک مسافر نے جو کینو کی طرح نامور نہیں تھا یسوع کے الفاظ کو دل میں جگہ دی جب اس نے اپنی جان کو خوشی سے دوسروں کیلئے قربان کرنا پسند کیا۔

ان سب سے کم نامور مسافروں میں جو Titanic پر تباہ ہوئے ایک برطانیہ کا انتالیس سالہ پاسٹر بھی تھا۔ جو لوگ ریورنڈ جان ہارپر کے بارے میں جانتے ہیں وہ اسے ٹائی ٹینک کا آخری سورما (ہیرو) قرار دیتے ہیں۔ جب اس نوجوان مرد خدا نے دنیا کے سب سے بڑے بحری جہاز پر سفر کے لئے بکنگ کرائی تو اسے اس بات کا کوئی اندازہ نہیں تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔ ریورنڈ ہارپر نے امریکہ میں موڈی میموریل چرچ میں وعظ دینے کی دعوت قبول کر لی تھی۔ اپنی بیوی کی بے وقت موت کے بعد اس نے امریکہ جانے

کے موقع کو گلے سے لگالیا۔ وہ دکھ کے ساتھ اور بیوی کے بچوں کو پالنے سے متعلقہ مسلسل مسائل کے ساتھ نبرد آزما ہو چکا تھا۔ مگر اس نے بھانپ لیا کہ خدا اسے امریکہ کی جانب اس سفر میں اسے ایک اہم انداز میں استعمال کرے گا۔

اپنی نو سالہ بیٹی اور ایک گیارہ سالہ بھتیجی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ہارپر نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ وہ اس طویل سفر کو ایک الٰہی مہم بنائے گا جسے وہ تینوں اپنی باقی ماندہ زندگی یاد رکھیں گے۔ جیسا کہ بعد میں ہوا نیک نیت پاسٹر کی یادگار سفر کی امیدیں اور خداوند کے لئے یکتا انداز میں استعمال ہونے کی اس کی خواہش بے کار نہیں گئیں۔ دونوں خواہشوں نے پورا ہونا تھا مگر اس انداز میں نہیں جس انداز میں اس نے سوچا تھا۔

15 اپریل کو امریکہ کے ٹیکس دہندگان کیلئے حساب کتاب کا سالانہ دن مقرر کرنے سے بہت عرصہ پہلے یہی تاریخ ایک اور قسم کے حساب کتاب کا دن بنی۔ ٹائی ٹینک پر سوار ایمانداروں کیلئے یہ خدا پر ان کا ایمان تھا جس پر ٹیکس لیا گیا۔ ایمان کے بغیر والے لوگوں کیلئے یہ وہ دن تھا جب وہ اس چیز سے راضی ہونے پر مجبور کئے گئے جوابدیت کیلئے ان کی ہوگی۔

جب مصیبت آ پہنچی اور جہاز ڈوبنے لگا تو تمام عورتوں اور بچوں کو اکیس لائف بوٹوں میں جگہیں دی گئیں۔ مرد اپنے بچوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے مگر جان ہارپر نے اپنی روح میں ایک مزاحمت محسوس کی۔ پاک روح اسے دوسروں کیلئے اپنی جان نذر کرنے کا چیلنج دے رہا تھا۔ لائف بوٹ میں اپنے لئے مخصوص شدہ جگہ پر نہ بیٹھنے سے وہ صرف ایک شخص کو بچا سکتا تھا مگر اسے یقین تھا کہ وہ اپنی جان قربان کر کے بہت سے اور لوگوں تک ابدیت کے لئے رسائی پائے گا۔

ہارپر نے اپنی ننھی بیٹی اور جوان بھتیجی کو ایک لائف بوٹ میں حفاظت سے بٹھا دیا اور اس سب سے مشہور جہاز کے بدقسمت عرشہ پر رہا۔ جب وہ رو کر اپنی ایک بیٹی کو ہاتھ ہلا کر

خدا حافظ کہہ رہا تھا جس کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ وہ اسے آسمان کی اس طرف دوبارہ نہیں دیکھ سکے گا اس نے ضبط نفس کی اس قسم کا مظاہرہ کیا جو سورما ایمان والوں کو نمایاں کرتی ہے۔ جہاز کے عرشہ پر ایک پریشان خیال آدمی کو دیکھ کر جسے لائف بوٹ نہ مل سکی اس مہربان اور نرم دل پاسٹر نے اسے خوشی سے اپنی جیکٹ دے دی۔ جو لوگ لائف بوٹ میں حفاظت سے بٹھائے گئے اپنے خاندان کے افراد سے جدا کئے گئے تھے جان ہارپر ان میں سے ہر ایک کے پاس گیا اور انہیں مسیح پر بھروسا کرنے کو کہا۔

ایک سو میل دور لائف بوٹوں میں سوار خوش قسمت مگر ٹوٹے دلوں والے مسافروں نے Titanic کو بحراوقیانوس کے برفانی پانیوں میں ڈوبتے دیکھا وہ اپنی محفوظ جگہ سے جھکے ہوئے عرشہ پر رقت انگیز منظر نہیں دیکھ سکتے۔ پاسٹر ہارپر خوفزدہ مسافروں کے ساتھ گھٹنوں کے بل جھکا ہوا توبہ کی دعا میں ان کی قیادت کر رہا تھا۔ پھر انہوں نے اسے جہاز کے موسیقاروں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ یہ گیت گائیں۔

Nearer, My God, to thee

جان ہارپر کو پورا حق حاصل تھا کہ وہ ان بچوں اور عورتوں کے ساتھ شامل ہوتا جو بچ گئے۔ مگر ایمان کے ان سورماؤں کی طرح جن پر ہم نے عبرانیوں 11 باب میں غور کیا ہے وہ ہر محل تسکین کا یرغمال نہیں بنا اور نہ وہ ہر قیمت پر اپنے خاندان سے وابستگی دکھانے کا ذمہ دار تھا۔ جان ہارپر نے پیچھے رہنے کا دلیری سے انتخاب کیا تا کہ وہ ان مسافروں اور جہاز کے عملہ کے آگے گواہی دے جنہوں نے جہاز پر مرنا تھا۔ جان ہارپر کے افعال کی تصویر کشی جیمز کیمرون کی ہالی وڈ کی کامیاب فلم میں کی گئی ہے مگر باہمت جوانمردی کی اس کہانی میں کہانی نویس کی افسانوی محبت کی داستان سے کہیں زیادہ ڈرامہ پایا جاتا ہے ان سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ جان ہارپر کا جان قربان کرنے کا فیصلہ بے کار نہ تھا۔

کئی سال بعد سویڈن کے ایک ملاح نے ایک کینیڈین گرجا گھر میں اپنی گواہی پیش کی۔ معجزاتی طور پر یہ شخص ٹائی ٹینک کے المیہ پر بچ گیا تھا۔ وہ لائف جیکٹ پہنے ٹھنڈے پانیوں پر اس وقت تک تیرتا رہا جب تک ایک اور جہاز نے اس کی جان نہ بچائی۔ توبہ کر کے نجات پانے والے سویڈن کے اس ملاح نے اعتراف کیا کہ اسے (اور دیگر لوگوں کو) جان ہارپر مسیح تک لایا اور اسی دوران وہ لائف جیکٹ کے بغیر پانی کے ساتھ کشتی کرتا رہا جب تک کہ اس نے برفانی بحراوقیانوس کے آگے ہتھیار نہ ڈال دیئے۔

کیا بینتیو اکینو یا جان ہارپر نے یہ خواہش کی تھی کہ ان کی زندگی فرق انداز میں ختم ہو؟۔ شاید نہیں۔ جیسا کہ روبن نامی ایک فلسفہ دان نے ایک بار کہا کہ "ماتحتی کے بغیر والی زندگی وفاداری اور وابستگی کے بغیر والی زندگی ہے" یہ سورما اپنے مقدر کے ساتھ راضی برضا تھے یہ جانتے ہوئے کہ وہ اپنی "کلوری" کی جانب یسوع کے پیچھے پہاڑی پر چڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگیاں ہچکچاتے ہوئے نہیں بلکہ پُر اطمینان انداز میں قربان کیں۔ ان دو مردان خدا کے بارے میں ہم جو بات سچ مانتے ہیں اس پر مبنی روبن کے مشہور مقولہ کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے۔

"ماتحتی کے بغیر والی زندگی وفاداری یا اطمینان کے بغیر والی زندگی ہے"۔

یہ دو مرد پُر اطمینان حالت میں فوت ہوئے کیونکہ ان کے اطمینان کی جڑ ان کی سپردگی میں پائی جاتی ہے۔ اس سپردگی میں جس کی جڑ خدا کی مجبور کرنے والی محبت میں پائی جاتی ہے جسے پولس رسول نے 2-کرنتھیوں 14:5 میں بیان کیا ہے "کیونکہ مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر دیتی ہے اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ایک سب کے واسطے مُوا......"۔ یہاں اکثر طور پر ایذا رسانی کا شکار ہونے والا رسول ان لوگوں کے خلاف خود کا دفاع کرتا ہے جو اس پر جنونی (خبطی) ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ نقاد سوچتے تھے کہ پولس رسول کی دماغی

حالت صحیح نہیں تھی کیونکہ وہ زندگی میں اپنے بنیادی مقصد کے بارے میں متعصب تھا جو کہ یہ تھا کہ جتنے لوگوں کو وہ بہشت میں لے جاسکتا ہے لے جائے۔ جب ان لوگوں تک رسائی پانے کا موقع آتا جنہیں یسوع کی ضرورت تھی تو پولس جوش سے بھر جاتا تھا۔

آیت 14 کے آگے پیچھے کی آیات میں رسول اس بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ کیوں ایسا محسوس کرتا ہے یا وہ' وہ کام کیوں کرتا ہے جسے کرنے کے سبب لوگ اس پر انگلی اٹھاتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جو کچھ خدا نے ان کی خاطر کیا ہے وہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہمارے پاس اس سے "ڈرنے" کی ایک وجہ ہے۔ باپ نے وہ کیا جو ہم اپنے لیے نہیں کر سکتے تھے یہ کہ اس نے اپنا بیٹا دنیا کے گناہ کیلئے مرنے کیلئے بھیجا۔ ماضی کا حساب ہو چکا ہے۔ ہر ایک انسانی مخلوق مسیح میں نیا مخلوق ہو سکتی ہے اور چونکہ اس بات کا امکان ہے اس لئے ہمیں یہ بلاہٹ دی گئی ہے کہ ہم وہ کام کریں جو اسے ممکن بنانے کیلئے ہم کر سکتے ہیں۔

پولس آگے چل کر میل ملاپ (صلح) کی اس خدمت کو بیان کرتا ہے جو ایمانداروں کو دی گئی ہے۔ خدا کی محبت جو یسوع میں ظاہر ہوئی چند لوگوں تک محدود نہیں رہنی چاہئے۔ جب ہم جان جاتے ہیں کہ خدا ان لوگوں کے بارے میں کیا سوچتا ہے۔ جن کی خاطر مسیح مُوا تو ہم بے پرواہ نہیں رہ سکتے۔ اس کی محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم دنیا کو اس کی محبت کے ساتھ رنگین بنا دیں۔ (اگرچہ اس سے مراد اپنا لہو بہانا کیوں نہ ہو) اس کی محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنی بجائے اس کی خاطر جئیں اور پھر براہ راست نتیجہ میں دوسروں کیلئے جئیں۔

اکینو اور ہار پر نے اپنی جانیں ان لوگوں کیلئے دیں جنہیں وہ جانتے تک نہ تھے کیونکہ مسیح کی محبت نے انہیں مجبور کیا۔ وہ اپنے اندر ایک ایسی محبت رکھتے تھے جو انہیں اس وقت چین سے نہیں بیٹھنے دیتی تھی جب تک وہ مسیح کی بادشاہی کی حدود میں توسیع نہ کر لیتے

اور اپنے منجی کیلئے ایک دعوئی کی خاطر اپنی جان کو داؤ پر نہیں لگا دیتے۔

محبت ایک فعل ہے

لفظ محبت عام طور پر اس طور پر استعمال ہوتا ہے کہ گویا یہ بنیادی طور پر ایک اسم ہے جو ایک جذبہ، ایک احساس کو بہم پہنچاتا ہے یعنی گویا یہ ایک ایسی چیز ہے جسے ہم پاتے ہیں، جسے ہم ڈھونڈتے ہیں۔ پس جب ہم یہ حکم کہ ''اپنے پڑوسی سے محبت رکھو'' یا ''اپنے دشمن سے محبت رکھو'' سنتے ہیں تو ہم اس کے ساتھ شناخت کرنا دشوار سمجھتے ہیں۔ ہم کسی ایسے شخص کیلئے محبت کے جذبات کو ممکنہ انداز میں ظاہر کر سکتے ہیں جسے ہم نہیں جانتے یا جن سے ہم نفرت رکھتے ہیں؟ تاہم ہم جو کچھ کلام مقدس میں سے یا یسوع کے پُر زور نمونہ میں سے دیکھتے ہیں اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محبت سب سے پہلے ایک چناؤ ہے جو عمل کا سبب بنتا ہے۔ اس کا مطب یہ ہے کہ ہم اپنے جذبات یا احساسات کو خاطر میں لائے بغیر ہمیں دوسروں کی جانب محبت میں عمل کرنے کا چناؤ کرنا چاہئے۔ پھر احساسات کی باری آتی ہے۔

اکینو اور ہار پر نے محبت کا چناؤ کیا۔ اکینو نے جانے کا چناؤ کیا اور ہار پر نے ٹھہرے رہنے کا چناؤ کیا۔ نتیجتاً ان دونوں نے دوسروں کو بچانے کی خاطر اپنی جانیں نذر کر دیں۔

ہماری محبت قابل محبت لوگوں تک یعنی ان لوگوں تک محدود نہیں رہنی چاہئے جن کی صحبت میں ہمیں لطف آتا ہے جن سے ہم محبت رکھتے ہیں۔ جب ہم ان لوگوں کے ساتھ محبت کا رویہ اپناتے ہیں جو اس کے مستحق نہیں ہوتے تو ہم ایسا کر کے مسیح کی بے لوث محبت کی عکاسی کرتے ہیں۔ لوگ ہمارے اندر منجی کو دیکھتے ہیں۔

ایک ایسے شخص کے بارے میں سوچیئے جسے آپ ناپسند کرتے ہیں یا ایک ایسے شخص کے بارے میں سوچیئے جو آپ پر حملہ کرنے کی گھات میں رہتا ہے۔ آپ اس شخص سے ''محبت کرنے'' کیلئے کیا کر سکتے ہیں؟ آپ کو کونسا چناؤ کرنے کی ضرورت ہے؟ آپ کو کونسا

قدم اٹھانے کی ضرورت ہے؟۔

نگلنے کیلئے سخت گولی

اکینو اور ہار پر ہی کی صرف مثالیں نہیں ہیں۔ ان کے علاوہ ہر ملک میں ہزاروں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جنہیں ان کے اس کام کے سبب خبطی قرار دیا جاتا ہے جو وہ محبت کے نام میں کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے دلوں میں جو دوسروں کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ دنیا کو مسیح کیلئے جیتنے کا جذبہ رواں ہوتا ہے۔ مستقبل کے ان شہدا کے دل ایک ایسی محبت کے ساتھ دھڑکتے ہیں جو غیر مستحق معافی پیش کرتی ہے۔

یہ بات کوری ٹین بوم کے بارے میں سچ ہے۔ جنگ عظیم دوئم میں اس کے خاندان نے اپنے گھر میں ولندیزی یہودیوں کو پناہ دے کہ خدا کیلئے اپنی محبت کا مظاہرہ کیا۔ جب سرکاری افسران کو ان کے اس پوشیدہ فعل کا پتہ چلا تو ٹین بوم کے خاندان کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا گیا۔

ان کے ''جرم'' کے نتائج انتہائی سفاکانہ ہو گئے جب نازیوں نے خاندان کے افراد کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔ اس غیر متوقع بھیانک صورتحال کے برعکس کوری اور اس کی بہن بیٹی اس بات کیلئے شکر گزار تھیں کہ انہیں ایک ہی جگہ پر قید کیا گیا اور انہوں نے ایک غیر متوقع برکت کیلئے خدا کا شکر ادا کیا۔ مگر المناک بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کو پھر کبھی نہیں دیکھا۔ چوراسی سالہ عمر رسیدہ شخص گرفتار ہونے کے نو روز بعد فوت ہو گیا۔

کوری اور بیٹی کو جرمنی میں Ravensbruck کے مقام پر غیر انسانی صورتحال کو برداشت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ بہت سے ایذا رسیدہ ایمانداروں کی طرح ان کے ساتھ سپاہیوں اور جیل کے افسران نے زیادتیاں کیں۔ ساٹھ لاکھ یہودیوں کے ساتھ بیٹی بھی مر گئی۔ مگر کوری کو غلطی کی بنا پر رہا کر دیا گیا مگر اسے مکمل رہائی نہیں ملی۔ اسے بار بار جیل کی

یادیں اور ان لوگوں کے بارے میں نفرت کے خیالات ستاتے تھے جنہوں نے اسے دکھ دیئے۔

یورپ کے آزاد ہونے کے بعد کوری ان دروازوں میں سے گزر کر جو خدا نے اس کیلئے کھولے امریکہ گئی تاکہ اپنی آپ بیتی بیان کر سکے۔ مگر گشتی پیغامات کے ایک سال بعد اس نے بھانپ لیا کہ اب ہالینڈ واپس جانے کا وقت آ گیا ہے۔ جب اسے جرمنی جانے کے دعوت نامے آئے تو اس نے مزاحمتی رویہ کا مظاہرہ کیا۔ وہ اس جگہ پھر کیسے جا سکتی تھی جس کے ساتھ اس کے کتنے زیادہ بھیانک تجربات منسلک تھے؟۔ وہ فی الحقیقت ان دعوتوں کو قبول نہیں کرنا چاہتی تھی مگر وہ اپنے دل میں جانتی تھی کہ خدا چاہتا ہے کہ وہ دعوت قبول کرے لہٰذا بالآخر وہ جرمنی گئی۔

ایک میٹنگ کے بعد دوسری میٹنگ میں یکے بعد دیگرے کوری نے ایسے لوگ دیکھے جنہیں اس نے پہچان لیا کہ وہ انہیں کیمپوں میں تھے جہاں اسے قید کیا گیا تھا۔ ان کے درمیان کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اسے اذیتیں دی تھیں۔ اپنے اندر کڑواہٹ اور رنجش کو سر اُٹھاتے دیکھ کر اس نے خداوند سے ان لوگوں کیلئے محبت کرنے کی اہلیت مانگی۔ ایک ایسے مخصوص اجتماع میں اس نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جسے اس نے فوری طور پر پہچان لیا کہ وہ ان سپاہیوں میں سے ایک تھا جو بے شمار معصوم لوگوں کی اموات کے ذمہ دار تھے۔ جب وہ کوری کی تقریر کے بعد اسے سلام کرنے اوپر آیا تو یہ واضح تھا کہ وہ اب مسیحی ہے۔ کوری نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس آدمی نے اپنی سابقہ قیدی کو نہیں پہچانا۔ اپنا بازو آگے لا کر کوری سے ہاتھ ملاتے ہوئے اس نے کہا کہ یہ کس قدر خوبصورت بات ہے کہ خداوند معاف کرتا ہے۔

اس گولی کو نگلنا دشوار تھا اور کوری کو یہ یقین نہیں تھا کہ آیا کہ وہ اسے نگل پائے گی کہ

نہیں۔مگر جب اس نے اپنا بازو آگے بڑھاتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا تو جو کچھ واقع ہوا اُس نے اسے حیران کر دیا۔ وہ ایک ایسی محبت سے مغلوب ہوگئی جو خداوند نے اسے اس آدمی کیلئے دی۔ وہ اسے صحیح معنوں میں معاف کرنے کے قابل ہوگئی۔ آگے بڑھنے کے اس کے فرمانبردارانہ چناؤ کے نتیجہ میں اس کے دل میں تبدیلی آئی۔ جب اس نے اپنے اندر جھانکا تو اس نے جانا کہ یہ خدا کی محبت تھی جس نے اسے اس شخص سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اگر چہ وہ اس کیلئے اور دیگر بہتوں کے لئے انتہائی ظالم تھا مگر کوری کو یہ ماننا پڑا کہ یسوع اس آدمی کے لئے بھی مُوا۔

ایک محبت جو خاموش ہونے سے انکار کرتی ہے

جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں سورما ایمان کے اصولوں کا مشاہرہ صرف ہالینڈ، جرمنی اور فلپائن میں نہیں ہوتا۔ مسیح کی محبت کے ذریعہ اپنے دشمنوں کو محبت کرنے پر مجبور ہونے والے سورما ہر جگہ موجود ہیں۔ ہم اس بات پر ششدر رہ سکتے ہیں کہ ایک کوری ٹین بوم ایک ایسے شخص کو معاف کرنے کے اہل ہو سکتی ہے جس نے اسے ناانصافی سے قید میں ڈالا تھا مگر اپنے اردگرد نظریں دوڑائیے۔ شاید آپ کسی ایسے شخص کو دیکھیں گے جس نے اس شخص کو محبت دکھائی ہے جسے انصاف کے تقاضوں کے مطابق سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا گیا ہے۔ اس کی ایک مثال وین میسمر Wayne Messmer کی ہے۔

شکاگو کی کھیلوں کی شخصیت کے طور پر وین کی شہرت پورے وسطی مغربی امریکہ تک پھیل گئی ہے۔ اس کی سریلی اور مدھر آواز سے ہر سال ہزاروں لوگ لطف اٹھاتے ہیں جو تاریخی رگلے فیلڈ Wrigley Field میں جمع ہوتے ہیں جہاں وہ شکاگو کلب کیلئے فیلڈ اناؤنسر کے طور پر خدمت کرتا ہے۔ اور وہ مداحوں کی آنکھوں میں آنسو لاتا ہے اور ان کے بازوؤں میں طاقت۔ جب وہ دل سے نکلا ہوا ترانہ The star spangled

banner گاتا ہے۔ وین سے شکاگو وائٹ ہاکس بیس بال کی کھیلوں اور شکاگو بلیک ہاکس ہاکی کی کھیلوں میں بھی ترانہ سنا جاتا ہے۔ جب وہ نہ تو پریس باکس میں ہوتا ہے اور نہ میدان میں توڈھیروں توڑوں والا یہ شخص کسی جگہ چبوترے پر تحریک دینے والی گفتگو کر رہا ہوتا ہے۔ اتنا کہنا کافی ہوگا کہ نئے سرے سے پیدا ہونے والا یہ مسیحی اپنی روزی اپنی آواز کے ساتھ کماتا ہے۔

جو کچھ اپریل 1994ء میں واقع ہوا اس نے اسے اس کے یکتا پیشہ کی بدولت بے ہمت اور کمزور بنا دیا۔ ہاکی کے کھیل کے بعد دوستوں کے ساتھ کسی ریسٹورنٹ میں رات کا کھانا کھانے کے بعد جب وہ اپنی کار کی جانب جا رہا تھا اس پر دو نوجوان رہزنوں نے انتہائی قریبی فاصلہ پر گولی چلا دی۔ جن ڈاکٹروں نے اس کے زخموں کا آپریشن کیا وہ زخموں کی نوعیت کو دیکھ کر یقین سے نہ کہہ سکے کہ وہ زندہ رہے گا یا نہیں۔ جب آخر کار اس کی حالت سنبھل گئی تو انہوں نے اس کی بیوی کو اس بُری خبر کیلئے تیار کیا۔ چونکہ گولی وین کے گلہ کے آر پار ہوگئی تھی اس لئے وہ بات مشکوک تھی کہ آیا کہ وہ پھر دوبارہ گا پائے گا یا نہیں۔ مگر وین کے ہم ایمان بھائیوں اور بہنوں، خاندان اور دوستوں کی دعاؤں کیلئے شکر ہو کہ شکاگو کے لوگوں نے ایک معجزہ دیکھا۔ چھ ماہ بعد وین میسمر شکاگو سپورٹس کے مداحوں کے سامنے کھڑا ہوا اور وہ گیت گایا جو اس کے نام سے مترادف ہے۔

جب وہ گیت Oh, say can you see گا رہا تھا تو دس گھنٹے کی اس سرجری کو دیکھنا آسان تھا جس نے اس کی جان بچائی۔ جو چیز آسانی سے پرکھی نہیں جاسکتی تھی وہ یہ تھی کہ وین کے دل میں کیا واقع ہو رہا ہے۔ بدنی شفایابی ایک چیز تھی مگر جذباتی شفایابی ایک اور چیز تھی۔ کورین ٹین بوم کی طرح وین نے اپنے حملہ آوروں کے خلاف غصہ اور رنجش سے کُشتی کی۔ مگر یسوع پر اس کے ایمان کی بنا پر اسے یقین تھا کہ اس کی مکمل صحت یابی کا

انحصار اپنے نو جوان حملہ آوروں کو معاف کرنے پر ہے۔

اپنی کتاب The voice of victory میں وین لکھتا ہے کہ ''اپنی ذہنی الجھن کے باوجود میں اس بات پر ایمان رکھتا تھا کہ میں ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں جہاں میں دیانتداری سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ان نوجوانوں کو معاف کر دیا ہے...... دُعا اور پرستش کے ایک عرصہ بعد میں پُراعتماد تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ان زنجیروں سے آزاد کر دیا ہے جنہوں نے مجھے اس واقعہ سے باندھ رکھا تھا''۔

اگرچہ ان لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو الزام ثابت نہ ہونے پر رہا کر دیا گیا تھا مگر جیمز ہمپٹسن قید میں رہا۔ اپنے آپ پر یہ ثابت کرنے کیلئے کہ اس نے خود پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں کو واقعی معاف کر دیا ہے وین اپنی کار چلا کر 225 میل کا فاصلہ طے کر کے Galesburg carrectional center پہنچا اور نوجوان ہیمپٹسن سے ملاقات کی اجازت مانگی۔ اگرچہ چند سال گزر چکے تھے اور ہیمپٹسن بھی عمر میں بڑھ چکا تھا مگر وین نے یہ الفاظ بولنے کیلئے اپنے دل میں قوت اور فضل کی موجودگی پائی۔ ''جیمز میں یہاں آیا ہوں تا کہ تمہارا حال دریافت کروں''۔

دو گھنٹے کی جذباتی ملاقات کے بعد وین وہاں سے روانہ ہونے کے لئے کھڑا ہوا۔ اپنا ہاتھ بڑھا کر ہیمپٹسن کے ماتھے کو چھو کر اس نے کلمات برکت کہے۔ جس نے اس محبت کو ظاہر کیا جو اس نے اپنے دل میں محسوس کی۔ ''جیمز میں تمہارے لئے اطمینان مانگتا ہوں''۔ مسیح کی مجبور کرنے والی محبت ایک بار پھر سرگرم عمل تھی۔

رنجش اور غصہ کو تھامے رہنا بُرے سلوک کا فطری ردعمل ہے۔ مگر خدا چاہتا ہے کہ ہم فرق انداز میں زندگی گزاریں یعنی معاف کرنے والے بنیں۔ صلیب پر یسوع نے دعا مانگی کہ ''اے باپ انہیں معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کیا کرتے ہیں'' (لوقا 34:23)۔

معافی فطری نہیں ہے یہ مافوق الفطرت ہے' خدا کی طرف سے ایک تحفہ (نعمت) ہے۔ یہی سچائی وین نے دریافت کی۔

آپ کے اندر کون سی رنجشیں پلتی رہتی ہیں؟ آپ کو کس شخص کو معاف کرنے کی ضرورت ہے؟۔

جو لوگ محبت کرتے ہیں وہ خدمت بھی کرتے ہیں وہ یسوع کے ان الفاظ کو سنجیدگی سے لیتے ہیں جو اس نے اپنے شاگردوں کو چھوڑنے اور ان کی خاطر کلوری پر جانے سے کچھ دیر پہلے کہے۔ گندے پاؤں کے بارہ جوڑے صاف کرنے کے بعد یسوع نے ان (اپنے قریبی ترین شاگردوں) کو یہ الفاظ کہے۔

''تم مجھے استاد اور خداوند کہتے ہو اور خوب کہتے ہو کیونکہ میں ہوں۔ پس جب مجھ خداوند اور استاد نے تمہارے پاؤں دھوئے تو تم پر بھی فرض ہے کہ ایک دوسرے کا پاؤں دھویا کرو کیونکہ میں نے تم کو ایک نمونہ دکھایا ہے کہ جیسا میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے تم بھی کیا کرو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ نوکر اپنے مالک سے بڑا نہیں ہوتا اور نہ بھیجا ہوا اپنے بھیجنے والے سے۔ اگر تم ان باتوں کو جانتے ہو تو تم مبارک ہو بشرطیکہ ان پر عمل بھی کرو'' (یوحنا 13:13-17)۔

سسٹر کوآنگ نے ایک گندے چینی قید خانہ میں ان الفاظ کو سنجیدگی سے لیا۔ اس باہمت مسیحی کو اس لئے قید میں ڈالا گیا کہ اس نے مبشرین کے گروپ منظم کئے کہ وہ چین کے سارے ملک میں سفر کر کے چھوٹی گھریلو کلیسیائیں قائم کریں جب اشتراکی افسران کو کوآنگ کی سرگرمیوں کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کے بارہ سالہ بیٹے کو زدوکوب کر کے مار ڈالا۔ اس کے باوجود بھی جب انہوں نے اسے رہا کیا تو اس نے مسیح کا انکار کرنے سے انکار کر دیا اور گھریلو کلیسیائیں قائم کرنا جاری رکھیں۔ آخرکار 1974ء میں اشتراکیوں نے

فیصلہ کیا کہ وہ ''مدر کوآ نگ'' (اس کے کلیسیا کے ارکان اسے اسی نام سے جانتے تھے) کو عبرتناک بنائیں گے۔ انہوں نے اسے قید کی سزا دی۔ اسے زیرزمین کوٹھری میں رکھا اور اسے صرف گندے (غلیظ) چاول کھانے کو دیتے تھے۔

ایک روز قید خانہ کے سپاہیوں نے قیدی عورتوں سے کہا کہ ان میں سے جو ایک عورت روزانہ رضا کارانہ طور پر غسل خانے صاف کرے گی وہ اپنا ہاتھ کھڑا کرے۔ پہلے پہل کسی عورت نے ہاتھ کھڑے نہیں کئے مگر پھر مدر کوآ نگ نے غلیظ کام رضا کارانہ طور پر کرنے کیلئے اپنا ہاتھ کھڑا کیا۔ اس نے اس عمل کو مسیح کی فرمانبرداری کے طور پر دیکھا اور ان عورتوں کے آگے اپنے ایمان کی گواہی دینے کے موقع کے طور پر دیکھا جن تک وہ بصورت دیگر رسائی نہیں پاسکتی تھی۔ اس قید میں رہتے ہوئے وہ سینکڑوں عورتوں کو مسیح کے پاس لے آئی۔

یسوع نے کہا کہ ''جو کوئی شاگرد کے نام سے ان چھوٹوں میں سے کسی کو صرف ایک پیالہ ٹھنڈا پانی ہی پلائے گا میں تم سے سچ کہتا ہوں وہ اپنا اجر ہرگز نہ کھوئے گا'' (متی 42:10)۔ معافی کی طرح بے لوث خدمت محبت کا چناؤ ہے۔ مدر کوآ نگ نے غسل خانوں کو صاف کرنے کا چناؤ کیا اور اس کے ''پاؤں دھونے کے عمل'' اور ''ٹھنڈے پانی کے پیالہ'' کے باعث بہت سی عورتیں مسیح کے پاس آئیں۔

خدا آپ کی خدمت کیلئے اپنی خاطر دوسروں سے محبت کرنے کیلئے کہاں بلا رہا ہے؟ آپ کو کن کے پاؤں کو دھونے کی ضرورت ہے؟ کس کو یسوع کے نام میں ''ٹھنڈے پانی کے پیالہ کی ضرورت ہے؟''۔

محبت جس چیز کا تقاضا کرتی ہے وہ صرف محبت ہی ہے

زندگی بخش محبت، معاف کرنے والی محبت، خدمت کرنے والی محبت، مسیح کی مجبور کرنے والی محبت مختلف ذائقوں میں آتی ہے۔ جن لوگوں کے دل سورما ایمان کے ساتھ دھڑکتے

ہیں وہ ایک اور قسم کی محبت کے اہل ہیں۔ یہ وہ قسم ہے جو ان دُکھوں اور تکلیفوں کو بخوشی برداشت کرتی ہے جو محبت نہ کرنے والے لوگوں کے ہاتھوں ملتی ہیں صرف اس لئے کہ یہ ایماندار خداوند سے ملی ہوئی غیر مشروط اور پُر فضل محبت سے مجبور ہوتے ہیں۔اس قسم کی محبت ایمانداروں کو یسوع کے ساتھ اپنی لگن کے اظہار کے لئے ہر قسم کی مصیبت کو برداشت کرنے کی تحریک بخشتی ہے۔

شاید یہ اس بات کا حصہ تھی جو پولس رسول کے ذہن میں تھی جب اس نے اپنے دُکھوں پر غور کرتے ہوئے فلپی کے مسیحیوں کو لکھا کہ وہ مسیح کے وسیلہ سے سب کچھ کرسکتا ہے جو اسے قوت دیتا ہے۔ (فلپیوں 13:4)۔صلیب پر مسیح کی قربانی والی محبت نے پولس کو برداشت کرنے کی تحریک دی اور اس کے اندر بسنے والے ایک روح نے اسے قوت دی۔

جب ہم یہ جان جاتے ہیں جو مسیح نے ہمارے لئے کیا اور یہ کہ وہ ہم سے کتنا پیار کرتا ہے تو ہم اس محبت کا بدلہ دینا چاہتے ہیں۔ہم اپنے آپ کو ''مجبور'' محسوس کرتے ہیں۔

''کیونکہ مسیح کی محبت ہم کو مجبور کرتی ہے اسلئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ایک سب کے واسطے مُوا تو سب مر گئے اور وہ اس لئے سب کے واسطے مُوا کہ جو جیتے ہیں وہ آگے کو اپنے لئے نہ جئیں بلکہ اس کیلئے جو ان کے واسطے مُوا اور پھر جی اٹھا'' (2-کرنتھیوں 5:14-15)

جب ہم ہمت ہارتے ہوئے محسوس کرتے ہیں تو ہمیں رک کر یہ غور کرنے کی ضرورت ہے کہ یسوع نے ہماری خاطر کیا کیا جو دُکھ یسوع نے ہماری جگہ برداشت کیا اس کی کوئی حد نہیں تھی۔ جو کچھ اس نے کیا جب ہم اسے یاد کرتے اور سمجھتے ہیں تو ہمارے اندر مشکلات اور دشواریوں یا تباہ حال رشتوں کے باوجود آگے بڑھنے اور محبت کرتے رہنے کا استقلال پیدا ہو جاتا ہے۔

یہی بات رچرڈ ورم برانڈ کیلئے ہوئی جب وہ یہ سمجھنے کی کوشش میں اپنے دل کی

گہرائیوں میں دیکھتا تھا کہ وہ اپنے تمام حالات میں سے آج تک کس طرح قائم رہا تو اسے جواب مل جاتا تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ اس کی برداشت اس کے منجی کیلئے اس کی ناقابل بیان محبت کی بدولت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی کتاب Tortured for Christ میں درج ذیل الفاظ لکھنے کے قابل ہوا۔

''اگر دل یسوع مسیح کی محبت سے صاف کیا جا چکا ہے اور اگر دل اس سے پیار کرتا ہے تو آپ تمام اذیتوں کو سہہ سکتے ہیں۔ ایک محبت کرنے والی دلہن محبت کرنے والے دولہا کے لیے کیا کچھ نہ کرے گی؟ ایک پیار کرنے والی ماں اپنے بچہ کیلئے کیا کچھ نہ کرے گی؟ اگر آپ مسیح سے ویسے محبت کرتے ہیں جیسے مریم نے کی (جس نے مسیح کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا) اگر آپ مسیح سے ویسے محبت کرتے ہیں جیسے ایک دلہن اپنے دولہا سے کرتی ہے تو آپ ایسی اذیتوں کو سہہ سکتے ہیں۔ خدا ہماری عدالت اس بنیاد پر نہیں کرے گا کہ ہم نے کتنا برداشت کیا بلکہ اس بنیاد پر کرے گا کہ ہم کس حد تک محبت کر سکے۔ میں اشتراکی قید خانوں میں مسیحیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ محبت کر سکتے تھے وہ خدا اور انسان سے پیار کر سکتے تھے۔

اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ جب پولس رسول گلتیوں 5 باب میں پاک روح کا ذکر کرتا ہے تو اس نے سب سے پہلے محبت کا ذکر کیا۔ روح القدس کے تمام پھلوں میں سے محبت سب سے اہم ہے۔ باقی تمام پھل محبت سے جاری ہوتے ہیں۔ یہی بات اس وقت صادق اترتی ہے جب ہم پیچھے مڑ کر سورما ایمان کی آٹھ خصوصیات پر نظر ڈالتے ہیں۔ ابدی نظریہ (تناظر)، خدا پر انحصار، خدا کے کلام کی محبت، ہمت، برداشت، فرمانبرداری اور خود ضابطگی یہ سب مسیح کی محبت سے معمور ہونے اور مجبور ہونے کے بعد ممکن ہوتی ہیں۔ روحانی سورماؤں (وہ جہاں کہیں بھی ہوں) کی زندگیوں میں ان کی یسوع کیلئے غالب محبت

ان کیلئے اس کی محبت کا فطری ردعمل ہوتی ہے (نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم) اور پھر یہی محبت بہہ کر انتظار کرنے والی اور دیکھنے والی دنیا تک پہنچی ہے۔

کیا آپ اپنے منجی کی خاطر اور صلیب کی بنا پر اپنے منجی سے محبت کریں گے؟۔

محبت کے متعدد ذائقوں کو چکھنا

☆......ہم سب میں بینتیو اکینو اور جان ہار پر کی کہانیوں کی طرح کی سچی کہانیوں کا میلان پایا جاتا ہے۔ان کی مسیح کی محبت جیسی محبت جو حتمی قیمت ادا کرتی ہے تحریک دیتی اور جوش دلاتی ہے۔

☆......انجیل کی خاطر حقیقی طور پر اپنی جان کا نذرانہ دینے کے تصور کو قبول کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے لیکن جن لوگوں نے ایمان کے راستہ پر چلنا شروع کیا ہے ان کو اس خیال پر کافی سوچ و بچار کرنی چاہئے۔اس شخص کو معاف کرنے کیلئے جو پچھتا تا نہیں یا جس نے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ایک قسم کی موت درکار ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنے بچائے جانے کے حق سے ہاتھ دھونے کیلئے تیار ہیں۔آپ معاف کرنے سے انکار کرنے پر کسی کو ''قید'' میں رکھ رہے ہیں؟ آپ فون یا خط کے ذریعہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ ''میں تمہیں معاف کرتا ہوں کیا آپ مجھے معاف کریں گے کہ میں اتنے عرصہ تک آپ کے بارے میں نفرت والے احساسات پالتا رہا ہوں؟''۔

☆......کوری ٹین بوم اور وین میسمر کی مثال میں محبت بدی اور مصیبت پر غالب آئی۔مگر یہ ان لوگوں کے دلوں میں پائے جانے والے غصہ پر بھی غالب آئی جن کے ساتھ انتہائی ناانصافی ہوئی۔مگر یہ چیز راتوں رات واقع نہیں ہوئی جو آزادی آپ کو ملی ہے اس

میں خوشی منائیں تاکہ آپ سرعام ان ''غیر مسیحی'' احساسات کا کھلے عام اعتراف کر سکیں جو آپ خدا کی جانب یا کسی اور کی جانب رکھ سکتے ہیں۔ اپنی ڈائری میں خداوند کے آگے ان احساسات یا شکوک کا دیانتداری سے اقرار کریں جس کے ساتھ آپ نبرد آزما رہتے ہیں۔ خدا سے کہیں کہ وہ آپ کا دل بدلے، مگر آغاز اس چیز کا اقرار کرنے کے ساتھ کریں جو دل کے اندر پائی جاتی ہے۔

☆......مسیح کی محبت ہمیں دوسروں کیلئے نہ کہ اپنے لئے جینے اور بے لوث خدمت کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ آپ زندگی کے کس پہلو میں ابھی تک اپنے لئے جی رہے ہیں؟ یہ چیز کس طرح سے زندگی میں اپنی خداداد بلاہٹ کو پورا کرنے کی اہلیت پر اثر انداز ہو سکتی ہے؟۔ (دیکھئے 2-کرنتھیوں 5 باب)۔

☆......جیسے ہی آپ اپنی زندگی میں سورما ایمان کی آٹھ خصوصیات کو اپنی زندگی میں اختیار کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے خیال میں وہ محبت کا کونسا اظہار ہے جس کے بارے میں خدا چاہتا ہے کہ آپ اسے سب سے پہلے ظاہر کریں گے؟ اپنی جان نذر کرنے کی رضامندی؟ اپنے حقوق نذر کرنے کی رضامندی؟ اپنی شکایات کو قربان کرنے کی رضامندی؟۔ آپ ایسا کرنے کیلئے کونسے اقدامات کریں گے؟۔

جائے پناہ پر رفاقت وشراکت

جائے پناہ (تعریف کے اعتبار سے)
پناہ کی جگہ ہوتی ہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟۔
ہمیشہ نہیں۔
ایک ایسی دنیا میں جو خراب ہوگئی ہو
وہ شیطان کی پیش قدمی سے
مستثنیٰ نہیں ہیں۔
امکانات یہ ہیں کہ بہت سے لوگوں نے جو اس میں جمع ہوتے ہیں
کوئی نہ کوئی عزیز کھویا ہے
یا گھاتوں اور حملوں کا سامنا کیا ہے
اور وہ لہولہان ہیں۔
وعدہ شدہ ایذاؤں کے بارے میں
مسیح کے الفاظ کا شنوا ہوتے ہوئے
اس کا بدن گرتا ہے' نڈھال ہوتا ہے
مگر ایک دوسرے کی ضرورت محسوس کر کے
وہ ایک دوسرے کو تھامتے ہیں۔

By Greg Asimakoupoulos

''فل گاسپل اسمبلیز آف پاکستان'' ادارہ کی شائع کردہ مقبول ترین روزانہ عبادت کی کتاب ''فاتحانہ ایمان'' میں آپ پوری دنیا سے ایسے سینکڑوں مرد وخواتین کے بارے میں پڑھتے ہیں جو اپنے ایمان کے وسیلہ سے کامل وفاداری کے درجہ تک پہنچے۔ ان ایمانداروں نے اپنا سب کچھ مسیح کی پیروی میں قربان کر دیا۔ یہ کتاب آپ کے سامنے ایک چیلنج رکھتی ہے کہ آپ بھی ان خواتین وحضرات کی طرح فاتحانہ ایمان کی زندگی گزاریں۔

اس کتاب میں آپ فاتحانہ ایمان کی آٹھ خصوصیات کے بارے میں پڑھیں گے۔ ان خصوصیات میں ثابت قدم رہنا، خود پر مکمل اختیار رکھنا اور خدا کے کلام سے محبت رکھنا شامل ہیں۔ کتاب میں دی گئی مثالوں، عملی تعلیم اور حقیقی زندگی کے تجربات سے آپ ان خصوصیات کو اپنی زندگی میں عملی طور پر آتے ہوئے دیکھیں گے اور بہت جلد آپ مضبوط اور کامل ایمان کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی کامل خوشی کو اپنے اندر محسوس کر سکیں گے۔

بے دین لوگوں کیلئے آپ کی زندگی تنہائی، دیوانگی اور دنیا کی قابل قدر چیزوں سے منہ موڑ لینے کے مترادف ہو گی لیکن درحقیقت یہ ایک ایسی بھرپور زندگی ہے جس میں وفاداری، بہادری اور مسیح کی زندگی کا عکس نظر آتا ہے۔ پوری دنیا سے ان ایمانداروں کی گواہی کو اپنی زندگی میں کام کرنے کا موقع دیں جنہوں نے ہر قسم کے حالات میں اپنی آنکھیں مسیح یسوع کی طرف اٹھائے رکھیں۔ آپ جان جائیں گے کہ فاتحانہ ایمان سے کیا مراد ہے۔